٥٢
نالی

مجموعہ رسالہ و کشف الدجیٰ

~~مملوکہ~~

سید یوسف علیخاں

سرشتہ ۔ جن بنوش [illegible]

Presented to Mansahi
Meent Wakt
[signature]
16/4/23

خاص شیعہ لوگوں کے واسطے

وکان حقا علینا نصر المؤمنین

الحمد و المنہ کہ درین ہنگام فرخی فرجام بفضل حضرت ملک العلام رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ الموسوم

حجت ساطعہ

در رد رسالہ

حجت بالغہ

یکے از مصنفات عمدۃ الافاضل و نخبۃ الاماثل حاوی کمالات معنوی و صوری عالیجناب مولوی السید کلب عسکر صاحب جائسی

بتاریخ ۱۸ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳ بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی طبع شد

قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وبہ فی جمیع الاحوال نستعین وبارشادہ سبیل الحق استبین واصلی علی محمد سید المرسلین والہ اھل الہدٰاۃ المہدیین الذین ہو حبل اللہ المتین وعروۃ الوثقی وکتابہ المبین وتبرأ من اعدائہم اجمعین من الاولین والاخرین واتقرب بذلک الی خالق السموات والارضین وارجو منہ ان ینفعنی بہ یوم لا ینفع مال ولا بنون اما بعد یہ رسالہ مسمی بہ حجت واضحہ جواب ہے حجت بالغہ کا جسکو شبیر حسن ساکن امروہہ نے لکھا اگرچہ وہ رسالہ ازبسکہ مشتمل ہے ترہات باطلہ واکاذیب عاطلہ پر اور مولف اوسکے علاوہ تزویر وتلبیس کے منتہائے بزرگی اور زبان درازیکو کام مین لائے ہین قابل اسکے نہین کہ شخص مہذب بافہم اپنی اوقات شریفہ ضائع کرکے اوسکی رد کی طرف متوجہ ہو لیکن بوجہ اصرار بعض مومنین مخلصین کے حقیر قلیل البضاعت المتمسک بحبل اللہ القوی السید کلب عسکری النقوی الجایسی نے جواب اوسکا

عام فہم لکھا تاکہ عامہ مومنین اوس سے منتفع ہو سکین واللہ ولی التوفیق وبیدہ
ازمۃ التحقیق **قولہ** بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ یہ آیت قرانی واسطے رد مذہب
شیعہ کے کافی ہے اور نص ہے خلافت خلفائے راشدین پر قولہ تعالے وعد اللہ
الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف
الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم
من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد
ذالک فاولئک ھم الفاسقون **اقول** معلوم نہین کہ آپ نص کے معنی بھی جانتے
ہین یا نہین نص اوسے کہتے ہین کہ جسمین سوا احتمال کے دوسرا احتمال نہو اور اس
آیت سے تو ارادہ خلافت خلفائے ثلثہ کا احتمال بھی نہین پھر کیونکر نص ہو گی اور اگر
یہ آیت نص ہوتی تو کبھی آپکے علما لاچار اور مضطر ہو کر یہ نہ کہتے کہ تعیین خلیفہ مین نص کے
کوئی ضرورت نہین اور ہرگز اسکا اقرار نکرتے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر کوئی نص نہین ہے
اور اگر یہ آیت نص ہوتی تو خود حضرت ابوبکر رض سقیفہ بنی ساعدہ مین بمقابلہ انصار
اس آیت کو اپنی خلافت کی سند مین پیش کرتے اور اگر یہ آیت نص ہوتی تو ہرگز حضرت
علی ع اور سلمان اور مقداد و عمار رضوان اللہ علیہم و زبیر وغیرہ حضرت ابوبکر رض کی
بیعت سے انکار نکرتے اور حضرت ابوبکر رض کو ہرگز اسکی ضرورت نہوتی کہ حضرت عمر رض کو
اسباب آتش زنی کے ساتھ دروازہ جناب سیدہ ع کے جلانیکو روانہ کرتے اور اگر اس
آیت مین احتمال ضعیف بھی اسکا ہوتا کہ اوس سے خلافت خلفائے ثلثہ کا ارادہ ہو سکے
تو کبھی آپکے اسلاف نہ چوکتے اور ضرور دو ایک روایت اس مضمون کے گڑھ لیتے کہ یہ آیت
خلافت خلفائے ثلثہ کے باب مین نازل ہوئی ہے **قولہ** ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے اون
لوگون کو جو ایمان لائے ہین تم مین سے اور عمل کیے اچھے البتہ اللہ خلیفہ کریگا اونکو زمین مین
جیسے کہ خلیفہ کیا اون لوگونکو جو پہلے اونسے تھے اور البتہ جگہہ دیگا دین اونکے کو جو پسند کیا ہے

واسطے اونکے اور البتہ البتہ بدل دیگا بعد اونکے خوف کے امن کو عبادت کرینگے میری ہر نہین شریک کرینگے ساتھ میرے کسی چیز کو اور جو کوئی کفر کریگا بعد اسکے پس وہ لوگ بدکار ہین
اقول یہی لفظ استخلاف آپ لوگونکو دہوکا دیتا ہی اور ایسا ہی لفظ خلیفہ کو قرآن کے اردو ترجمون مین دیکھکر عوام الناس دہوکا کہاتے ہین لیستخلفنہم فی الارض سے مراد زمین مین باقی رکھنا زمین کا مالک کرتا ہی جیساکہ قوم عاد و ثمود کے بارے مین حق تعالے فرماتا ہی اذ جعلکم خلفاء یا جیساکہ بنی سرائیل کے حق مین فرماتا ہی یستخلفکم فی الارض لینظر کیف تعملون کیا کفار عاد و ثمود بھی آپکے اعتقاد مین خلیفہ الصادقین یعنی خلافت کے جسمین ہمارے اور آپکے درمیان مین نزاع ہی یہ ہین کہ نائب ہونا نبی صلعم کا بعد نبی صلعم کے اون امور مین جو نبی صلعم سے متعلق ہون اور اسیوجہہ سے ہم لوگون کا اعتقاد یہ ہی کہ خلیفہ کو مثل نبی صلعم کے معصوم اور تمامی امت سے اعلم اور افضل و اکمل ہونا چاہیے اور آپ لوگون نے چونکہ بعد نبی صلعم کے اون لوگونکو خلیفہ مانا ہے جو ان صفات سے عاری تھے اسوجہہ سے ان صفات کو خلیفہ مین معتبر نہین جانا اور دلیل اس دعوی کی یہ فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکر رض خلیفہ ہوئے اور ان صفات سے عاری تھے دیکھو شرح مقاصد وغیرہ کو **قولہ** امنوا فعل ماضی ہی دلالت کرتا ہی زمانہ گذشتہ پر تو سابق ہونا وعدہ سے ایمان کا ضرور ٹھہرا اسواسطے یہ لفظ لاچکے ہین صادق ہوگیا تو ثابت ہو چکا کہ جو لوگ آگے کو پیدا ہونگے یا ایمان بعد وعدہ کے لائے تو بموجب وعدہ کے خلیفہ نہین ہونگے تو اون کا موعود من اللہ ہونا رد ہوا **اقول** سچ تو یہ ہی کہ آپ ایسے خوش فہمونکے جواب دینے مین بڑی ذلت ہی مگر کیا کیا جاے ضعفاے مومنین کے خاطر سے یہ ذلت بھی گوارا کرنی پڑی کوئی مولف صاحب سے پوچھے کہ آپکی یہ دعاوی بے سروپا کس دلیل پر مبنی ہین آپ تو اشعری المذہب ہین آپکے اعتقاد مین تو کلام خدا کلام نفسی ہی اور آپ لوگ اوسکو قدیم جانتے ہین پھر کیونکر وعدہ خدا پر ایمان

اور عمل صالح مومنین کا مقدم ہوسکتا ہی علاوہ اسکے ذرا انصاف سے کام لو نیز ہی
محاورہ کو غور سے دیکھو اگر سرکار گورنمنٹ کسی گروہ سے وعدہ کرے کہ جسنے تم مین سے
مڈل پاس کیا اوسکو فلان عہدہ ملیگا تو کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ چونکہ لفظ کیا صیغہ
ماضی ہی بس چاہئیے مڈل پاس کرنا قبل اس وعدہ کے ہو اور اگر یہ قاعدہ جسکو آپنے
ایجاد کیا ہے تسلیم بھی کر لیا جاوے تو شیعونکے مقابلہ مین آپکو کیا فائدہ ہوسکتا ہی
وہ تو آپکے خلفاے ثلثہ کے اسلام کے البتہ قائل ہین مگر ایمان کے ہرگز قائل نہین
اور ایسا ہی عمل صالح بجالانے کے بھی قائل نہین اور آپ ہی کی کتب کے
روایات سے ان دونون باتونکو ثابت کرتے ہین آپ ہی انصاف کیجئے اگر اونکا
ایمان درست ہوتا تو نبوت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شک کرتے یا بغیر یا
علم پاکر احکام شرعیہ سے جاہل رہجاتے یا ابو ذر و عمار و دیگر صحابہ جلیل القدر کو
انواع واقسام کی ذلت دیتے یا حکم کو جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مدینہ سے نکلوا دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جس شہر مین رہون یہ نرہے بلوا کر اوسکا اعزاز
واحترام کرتے یا فساق و فجار بنی امیہ کو فروج واموال اہل اسلام پر مسلط کرتے
یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وصیت نامہ کے لکھنے سے باز رکھتے جسکے
سبب سے تمام امت قیامت تک گمراہ نہوتی اور اوس جناب کی شان مین بیباکانہ کہتے
کہ معاذ اللہ یہ شخص یعنی پیغمبر ہذیان بکتا ہی یا اوسکے پارہ جگر داغ دیدہ مصیبت سیدہ کو
جو اپنے باپ کے غم مین شب و روز رویا کرتی تھی ستاتے اور اوسکے دروازہ پر آگ
اور لکڑی لیجا کر دہمکاتے اور چلا کر کہتے کہ نکالدے اپنے گھر سے اون لوگونکو جو اس
گھر مین ہین ورنہ مین اس گھر کو معہ اون لوگون کے جو اس گھر مین ہین جلا دون گا
یا اوس معصومہ کو اسقدر آزردہ کرتے کہ وہ اپنے شوہر سے وصیت کر جائے کہ
میرے جنازہ پر یہ لوگ نہ آنے پاوین وغیرہ وغیرہ اسیکو ایمان کہتے ہین یہی عمل صالح ہی

قولہ اور یہ جو مین نے کہا کہ بعد کفر کے ایمان لائے ہین اس سبب سے کہ آمنوا
فعل ہی اور فعل دلالت کرتا ہی حدوث پر تو حدوث ایمان کا بعد کفر ہی کے ہوگا
تو بموجب مذہب شیعہ حضرت علی مرتضی ع الذین امنوا مین نہین ہین بلکہ مومنین
مین ہین لفظ مومن اسم ہی دلالت کرتا ہی ثبوت پر تو مومنین مین ہین الذین امنوا
مین نہین ہین کس سبب سے کہ اگر الذین امنوا مین ہون تو کسی وقت مین لفظ کفر کا
اونکے واسطے ثابت ہو جائے گا اور یہ منافی اونکے عصمت کا ہے تو بھی موعود من اللہ ہونگے
اور یا معصوم نہین اور عصمت جناب امیر ع کی اصل ہی مذہب شیعہ کی یہ جڑ اوکھڑ جاویگی
اور بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے جناب امیر ع موعود من اللہ اور الذین
امنوا کی حد مین شامل اور صحابہ کے ہین اور معصومین مین نہین **اقول** یہ محض آپکی خوش
فہمی ہی ورنہ حدوث ایمان اور ثبوت کفر سابق مین کوئی ملازمہ نہین کیا یہ ممکن نہین کہ
ایک شخص پیغمبر سابق کے دین پر ہو اور بعد مبعوث ہونے پیغمبر لاحق کے تصدیق اونکی
کرے اور اوسکے اوپر ایمان تازہ لاوے ہم لوگونکا اعتقاد جناب امیر ع کے بارہ مین یہی ہے
کہ قبل مبعوث ہونے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی مثل حضرت ابوبکر رض اور
عمر رض کے کافر اور بت پرست نہ تھے اور جب حضرت رسولخدا ص مبعوث ہوئے تو اون
حضرت کی رسالت کی تصدیق کی اور ایمان لائے پس بنیان عصمت جناب امیر ع مین کوئی
خلل واقع نہوا یقینا مولف یا تو اعلی درجے کے خوش فہم ہین یا مقصود عوام فریبی ہی ورنہ
کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ امنوا سے فقط وہی لوگ مراد ہین جو بعد کفر کے ایمان
لائے ہون ورنہ قائل ہونا پڑیگا کہ جناب رسول خدا ص بھی معاذ اللہ کسی وقت مین
کافر تھے اور معصوم نہ تھے کیونکہ خدا نے اوس جناب کے حق مین امن الرسول فرمایا ہی
علاوہ اسکے لازم آتا ہی کہ جن آیات مین الذین امنوا کے عنوان سے خدا نے مومنین کو
وعدہ ثواب اور مغفرت کا دیا ہی مخصوص اونھین لوگون سے ہو جو بعد کفر کے ایمان لائے

ہوں پھر تو بیچارے مولف اور اونکے ہم خیال اگر نو مسلم نہوں تو جمیع مثوبات اُخروی سے
محروم رہینگے علاوہ اسکے بنابر اس تحقیق مولف کے چاہیے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضہ کو مومن نہ
کہہ سکیں کیونکہ وہ بعد کفر کے ایمان لائے ناحق کوشش کا یہی نتیجہ ہوتا ہے **قولہ** اور منکم مین ضمیر
خطاب کی ہے تو معلوم ہوا کہ جو حاضرین اوسوقت کے ہیں اونہیں سے بھی خلیفہ ہوں گے
اگر من واسطے تبعیض کے ہو یا وہ خود حاضرین مین اوسوقت کے ہونگے جو من بیانیہ ہو
باوجود تعیین شخصی کے اطلاق وعدہ خلافت کا سب پر ایسی مثال ہے کہ بادشاہ ہند ملکہ
معظمہ ہے مگر سلطنت انگریزونکی کہلائی جاتی ہے ایسے ہی صحابہ کے واسطے وعدہ ہوا کہ تم خلیفہ
کیا جاوگے یعنے تم مین سے ایک کو خلیفہ کیا جاویگا اور تم سب اوسکے تابع رہوگے تو وہ بھی
وعدہ خلافت تم سبکو ہی ہے **اقول** علامہ ابو السعود اپنی تفسیر مین جو حاشیہ تفسیر کبیر پر مصر
مین چھپی ہے کہتے ہین کہ مراد الذین سے وہ لوگ ہین جو متصف بہ ایمان ہوں چاہیں
جس قبیلہ سے ہوں اور چاہیں جسوقت مین ہوں کسی گروہ خاص کے مومنین مراد نہیں
چونکہ وعدہ بہ نسبت کل کے عام ہے دیکھو آپہی کے یہانکے عالم اقرار کرتے ہین کہ یہ وعدہ
مخصوص خلفا سے نہیں اور نیز علامہ مذکور اوسی تفسیر مین لکھتے ہین فالخطاب و
منکم لعامة الکفرة لا المنافقین خاصة ثم قال ومن جعل الخطاب
للنبی والامة عموما علی ان من تبعیضیة اولہ ولمن معہ من المومنین
خصوصا علی انہا بیانیة فقد نای عما یقتضیة سیاق النظم وسباق
وبعد عما یلیق بشانہ علیہ السلام یعنے مراد ضمیر خطاب سے جو منکم مین ہے
تمام کفار ہین نہ منافقین تنہا پھر اوسی تفسیر مین کہتے ہین کہ جس شخص نے کہا کہ مراد ضمیر
خطاب سے پیغمبر اور کل امت اونکی ہے اس بنا پر کہ من تبعیض کے لیے ہو یا مراد خطاب سے
پیغمبر اور وہ مومنین ہین کہ جو اون حضرت کے ہمراہ تھے اس بنا پر کہ من بیانیہ ہو پس وہ
شخص سیاق وسباق نظم آیت سے بہت دور ہو گیا اور اوس سے جو لایق شان حضرت کے

منزلون دور رہا دیکھیے آپکے یہانکی تفسیرمین کیا لکھا ہی مگر آپ مجبور ہین اسلیے کہ محبت
خلفا نے آپکو اندھا بنا دیا ہی **قولہ** مگر غیر صحابہ موعود من اللہ نہین ہو سکتے پھر بعد
وعدہ کے جو پیدا ہونگے یا بعد وعدہ کے جو ایمان لاوینگے یا مومنین جو بعد کو پیدا
ہونگے جیسے کہ ائمہ جنکو شیعہ معصومین کہتے ہین وہ موعود من اللہ نہین ہین **اقول** کوئی
دلیل اونکی موعود من اللہ نہو سکنے کے بیان نہین کی تنہا آپکے دعوے بے دلیل کو
کون قبول کر سکتا ہی اور خطاب کا محض حاضرین سے ہونا اور من کا واسطے تبعیض
یا بیانکے ہونا اگر مان بھی لیا جاوے تو مانع نہین ہو سکتا جیسا ہم پیشتر بیان کر چکے
قولہ وعملوا الصالحات اور عمل کر چکے ہین نیک یعنے جہاد کافرون سے جسکے صلہ مین
یہ وعدہ دیا گیا ہی اور یہ اونھین کو چاہیے تھا یہ کچھ معنے نہین رکھتا کہ جہاد تو کیا
ہوا اونھون نے اور وعدے دیے جاوین بعد کے لوگ حاضرین مجاہدین کچھ
مستفید نہون **اقول** آپ ہی انصاف فرمایے اور شیعون کی داد دیجیے ہم بھی تو
یہی کہتے ہین کہ جہاد تو جناب امیرؑ کرین اور خلیفہ ابوبکرؓ بنا دیے جاوین اسی لیے
تو ہم اہل اجماع سقیفہ کو بیدین اور دنیا دار کہتے ہین **قولہ** پس سابق ہونا ایمان
اور عمل صالح کا وعدہ سے نصاً ثابت ہی اوسکا منکر کافر ہی اہل تشیع دعوے ایمان
کرتے ہین اور دعوے ایمان مع انکار نص کے جمع نہین ہو سکتا اگر انکار نص کا کرینگے
تو کافر ہو جاوینگے مومن نہ رہینگے اور اگر انکار نص کا نکرینگے اور تسلیم نص کرینگے
تو شیعہ نہ رہینگے **اقول** جواب اسکا ماسبق سے معلوم ہو سکتا ہی اور انکار نص کا آپہی
لوگون کا کام ہے پس آپ ہی لوگ کافر ہین **قولہ** لیستخلفنھم فی الارض
کما استخلف الذین من قبلھم یعنے خلیفہ کرے گا اونکو زمین مین جیسے کہ
خلیفہ کیا اونکو جو پہلے اونکے تھے یہ تشبیہ ثابت ہوتی ہی نسبت خلافت فی الارض
کے یعنے بادشاہت زمین مین ہوگی جیسے پہلے لوگون کو ہوئی ہی اور یہ وعدہ وفا

ہوا سب خلفاے راشدین کے واسطے **اقول** معنی استخلاف کے بیشتر بیان ہو چکے
اس آیت مین استخلاف سے نیابت نبی مراد نہین جس سے آپکو کچھ نفع ہو سکے اور اگر
آپکے خلفار کی بادشاہی بھی قطع کریجاے تو شیعونکو کیا ضرر ہو سکتا ہے یہ بادشاہی بھی
ویسے ہی ہوگی جیسے قوم عاد و ثمود کو ہوئی اور مثل قوم عاد و ثمود کے آپکے خلفا بھی
وعید ومن کفر بعد ذلک مین داخل ہونگے **قولہ** لیکن ثبوت خلافت اول
ابوبکر صدیق رض کے واسطے ہوا کہ اپنے عہد مین خلیفہ رسول اللہ صلعم کہلاے زبانی سب
خلقت کے **اقول** یہ کلمہ آپ سے فراموش ہوگیا کہ زبان خلق نقارہ خدا اگر اس
فقرہ کو لکھدیتے تو پھر آپکا دعوے بہت اچھی طرح عوام الناس کے ذہن نشین ہو جاتا
کیون حضرت زبان خلق کیا وحی ہے فرعونکو جو مخلوق نے خدا کہا تو کیا خدا ہو گیا ایسی ہی ابوبکر کو
جو خلقت خلیفہ کہتے ہین تو کیا اس سے وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم ہو جاینگے لوگون کے
کہنے سے کیا ہوتا ہے دیکھنا چاہیے کہ اونکو جناب رسول خدا صلعم نے اپنا خلیفہ کیا یا نہین
اون مین قابلیت خلافت کے تھی یا نہ علاوہ اسکے اگر کل مسلمانون نے اونکی خلافتکو
مان لیا ہوتا تو البتہ آپکے اس کلام کی کچھ وقعت بھی ہوتی ایسا بھی تو نہین ہوا اگر ایسا
ہوا ہوتا تو کاہیکو دروازہ جناب سیدہ ع پر آگ اور لکڑی لیکر جاتے کیون مالک بن نویرہ
قتل ہوتے کیون سعد بن عبادہ مدینہ چھوڑتے جب جناب امیر ع کی خدمت مین
ابوبکر رض کا فرستادہ گیا اور اوسنے حضرت سے کہا کہ تمکو خلیفہ رسول اللہ صلعم بلاتے ہین
واسطے بیعت کے تو کیون حضرت جواب مین فرماتے کہ کس قدر جلد تمنے افترا کیا ہے
جناب رسول خدا صلعم پر علاوہ اسکے خود ابوبکر بیچارے نے اقرار کیا ہے کہ مین خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین بلکہ مین خالفہ ہون اور خالفہ اوسے کہتے ہین
جو بیخبر ہو **قولہ** سب مہاجر و انصار نے بیعت کی اور جناب امیر ع نے تین دفعہ اسواسطے
کہ کوئی دعوے نکرے اثبات کا کہ جناب امیر ع نے بیعت نہین کی اور کسی وقت مین اختلاف

نہین کیا اقول یا تو آپ کتب سیر سے واقف نہین یا مقصود محض عوام فریبی ہے
ورنہ جو شخص کتب سیر پر اطلاع تام رکھتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس بیعت کے
لینے مین کیا کیا کارروائیان کی گئین اور کن کن لوگون نے بیعت نہین کی اور
شیعہ سے تو ایک مرتبہ بھی اظہار رضامندی جناب امیرعہ کا خلافت حضرت ابوبکرؓ
پر ثابت نہین اور اگر کتب اہل سنت سے جناب امیرعہ کا بیعت کرنا ثابت بھی ہو تو
بعد انکار بلیغ اور کراہت نامہ کے جیسا کہ یزید کی بیعت صلحائے صحابہ و تابعین نے
کی اور بیعت سے مقصود یہ نہ تھا کہ خلافت اونکی جناب امیرعہ نے مان لی بلکہ مقصود
یہ تھا کہ ہم صبر وسکوت کرینگے جیسا کہ خود حضرت فرماتے ہین فصبرت وفی العین
قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نہبا **قولہ** باوجودیکہ آپ دبے ہوئے نہ تھے
اور اسد اللہ الغالب تھے اور شیرون پر اطلاق جبن کا نہین ہوسکتا مگر شیعہ ابھی
تک اطلاق جبن کا کیئے جاتے ہین چنانچہ جامع عباسی مین حضرت فاطمہ رضؓ سے
نقل کرتے ہین کہ ہمچو جبانان درخانہ گریختہ دشمنان میدارند ومی برند تو از جائے
خود حرکت نمی کنی **اقول** انہین باتون سے تو آپ لوگ عوام الناس کو فریب دیتے
ہین کیون حضرت کہان سے معلوم ہوا کہ حضرت امیرعہ مظلوم نہ تھے گھر سے بیعت کے
لیئے پکڑ لیجانا اور یہ کہنا کہ بیعت کرو ورنہ تیری گردن مارینگے کیا اوس جناب کی مظلومیت
کی دلیل نہین ہوسکتی دیکھو صحیح مسلم کہ اوس مین قریب اس مضمون کے ہے جب تک
جناب فاطمہ رضی اللہ عنہ زندہ رہین علی عہ کے واسطے ایک نوع کی رو داری تھی لوگون
نزدیک جب اوس معصومہ نے وفات فرمائی تو مجبور ہوئے بیعت ابوبکر کی طرف
اور شیعہ جناب امیرعہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صفت مین
افضل نہین جانتے پھر کیون جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوف کفار مکہ سے
مدت تک شعب حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ مین چھپے رہے اور کیون مکہ سے

پوشیدہ بھاگے اور اگر غار مین چھپے اور یہ عبارت جعلی رکیک جو آپنے جناب سیدہ کی
نقل کی ہی جامع عباسی مین نہین بلکہ کسی کتاب مین کتب شیعہ سے نہین آپنے محض بنظر
عوام فریبی گڑہ لی آپکو اتنا بھی وقوف نہین کہ جامع عباسی کس فن مین ہی **قولہ**
شیعہ کہتے ہین کہ بسبب جبن کے جناب امیر ع نے خلافت نہین چھوڑی بلکہ اس سبب سے
چھوڑی کہ انکو پیغمبر ص نے فرما دیا تھا کہ تم جنگ مت کیجیو **اقول** کوئی شیعہ با فہم نہین
کہتا کہ حضرت امیر ع نے خلافت کو کسیوقت مین چھوڑ دیا اور خلافت مثل نبوت کے
ایک منصب خداداد ہی کسیکے چھوڑنے سے نہ چھوٹ سکتی ہی اور نہ کسیکے چھیننے چھن سکتی ہی
اور عمدہ کام خلیفہ نبی ص کا تعلیم احکام و ہدایت انام ہی وہ ہر وقت مین جناب امیر ع
بقدر امکان کیا کیے البتہ بموجب وصیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت نے صبر فرمایا اور خلفا سے جنگ نہین کی جیسا کہ ایک مدت دراز تک
پیغمبر خدا صلعم نے کفار مکہ سے جنگ نہین فرمائی اور اوسی صبر کا یہ نتیجہ ہی کہ
مذہب حق باقی رہ گیا ورنہ ساری زحمت جناب رسولخدا ص کی برباد ہو گئی ہوتی
اور لوگ سبکے سب مرتد ہو گئے ہوتے اور از سر نو حضرت کو اسلام قائم کرنا پڑتا **قولہ**
اگر یہ وقوف اتنا نہین سمجھتے کہیں تو منع کرنا ہی خلافت سے کہ خلافت کا دعویٰ
مت کیجیو خلافت ابو بکر رض کو پہونچے گی **اقول** قاعدہ ہی کہ بیوقوف ہر شخص کو بیوقوف
سمجھتا ہی اگر شیعہ بھی مثل آپکے خوش فہم ہوتے تو البتہ وہ بھی جناب رسول خدا صلعم
اس فرمایش سے کہ یا علی میری امت بعد میرے تمہارے ساتھہ عذر کریگی ایسا ہی
سمجھتے جیسا آپ سمجھتے ہین مگر شیعہ ایسے خوش فہمی سے مراحل دور ہین **قولہ** اللہ
انکار کرتا ہی اس سے کہ سوائے ابو بکر رض کے کوئی اور خلیفہ ہو **اقول** یہ ترجمہ ایک
روایت کا ہی جسکو خود علمائے اہلسنت نے موضوع اور جعلی قرار دیا ہی **قولہ** اور وعدہ
بھی کر چکا ہی کہ مین خلیفہ کرونگا تو تم زبردستی اوّل خلیفہ نہین ہو سکتے بعد کو ہو سکے

جب تمہاری باری آویگی۔ اور جھگڑا کرنے مین میری امت مین فساد پھیل جاوے گا
اور دین کی تمکین نہین ہوسکیگی اقول کوئی حضرت مولف سے پوچھے کہ اگر جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر ع سے ایسا فرمایا ہوتا تو کیون ابوبکر
کی بیعت سے انکار کرتے جس سے ایک بڑا فساد امت مین پڑگیا اور کیون نہ بکمال
رضامندی ابوبکر رض کی خدمت مین حاضر رہکر جہاد کفار مین کوشش کرتے کیا کوئی
شجاعت مین جناب امیر ع سے بڑہا ہوا تھا یا جہاد مشرکین سے بہتر کوئی عبادت سے
نہ تھا اور کیا وجہہ تھی کہ تمام عمر ابوبکر اور عمر سے ناراض رہے اور اونکی شکایت کیا کیے
اور فرمایا کیے کہ مین ہمیشہ مظلوم رہا قولہ چنانچہ صحیح مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہے
کہ کہا فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت مین کہ بلا باپ
اور بھائی اپنے کو تا لکھدون مین کتاب کو مین ڈرتا ہون کہ آرزو کرے کوئی آرزو
کرنیوالا اور کہے کوئی کہنے والا کہ مین ہون لائق خلافت کے حالانکہ انکار کرتا ہے
اللہ تعالی اور مومنین سوائے ابوبکر رض کے کوئی اور خلیفہ ہو اقول مین اکثر تعجب
کیا کرتا تھا کہ کیلیے اہل سنت اپنی کتابون مین ایسی نسبتین درج کرکے مشتہر کیا کرتے
ہین جنکو خود اونہین کے محققین علما نے تسلیم نہین کیا اور جعلی قرار دیا ہے اور کیون
اسکا خیال نہین کرتے کہ اگر کوئی مخالف ماہر کذب کو ظاہر کردے گا تو کسقدر خجالت
ہوگی اور یہی طریقہ اس فرقہ کا قدیم الایام سے چلا آتا ہے دور نجاو تحفہ شاہ صاحب
ہی کو دیکھو مگر بعد تجربہ کے معلوم ہوا کہ چونکہ مقصود اصلی انکا یہ ہے کہ عوام اہلسنت اپنے
مذہب باطل پر قایم رہین اور اونکو کاہیکو اسکی توفیق ہوگی کہ جوابات علمای شیعہ کو
بنظر انصاف دیکھین جس سے اونکی قلعی کھلجائے یہ حدیث جو صحیح مسلم سے مولف نے
نقل کی ہے خود اونہین کے محققین نے اوسکو جعلی قرار دیا ہے اور کیونکر یہ حدیث
جعلی نہو حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوتا تو ہرگز حضر

حجت ساطعہ

ابو بکر رض کو اپنی خلافت مین شک نہوتا اور نہ فرماتے کہ کاش مین جناب رسول خدا سے
پونچھ لیتا کہ آیا انصار کا بھی اس خلافت مین کوئی حق ہی یا نہیں اور ہرگز یہ نفرماتے
کہ خلافت کو مجھ سے نکال لوین اوسکی قابلیت نہین رکھتا اور مولف کی بیشرمی کا کیا
ذکر کیا جاوے کہ روایت موضوعہ مین چند فقرہ اپنی طرف سے ملاکر زیادہ رونق دیدی **قولہ**
اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مرض الموت مین آپکا ارادہ ابو بکر رض کو خلافت لکھنے کا تھا
جب عمر خطاب رض نے یہ عرض کیا کہ حسبنا کتاب اللہ یعنے وعدہ الٰہی جو آیت استخلاف
مین نسبت خلافت کے ہو گیا ہی کوئی اختلاف ہم نہین کرینگے دل جمع رکھیے پس آپ
خاموش ہو گئے اگر حضرت علی ع کو خلافت کا لکھنا مد نظر اشرف ہوتا تو عمر خطاب کے
اس کہنے سے ممنوع نہوتے **اقول** جب یہ حدیث ہی ثابت نہین تو وہ نتیجہ جو آپنے اوس سے
نکالا ہی اوسکو کون قبول کر سکتا ہی اور اگر آپکے عمر خطاب نے ایسا ہی فرمایا ہوتا جیسا
آپنے اونکی طرف نسبت دی ہی تو شاید اوس کلام کو ظاہر بینون کی نظر پچھ وقعت بھی
ہوتی مگر افسوس تو یہ ہی کہ آپنے بنظر حفظ ناموس و بنظر فریب دہی عوام قصہ پر غصہ
قرطاس کو جسکو یاد کرکے حضرت ابن عباس عمر بھر رویا کیئے پورا نقل نہین فرمایا ورنہ
ہر عاقل سمجھ جاتا کہ اوس روز حضرت عمر رض نے بہت بڑا حملہ جناب رسول خدا ص پر کیا
جس سے بہت بڑا صدمہ اسلام پر پڑا کیفیت اوس قصہ کی بالاجمال یہ ہی کہ جناب رسول خدا
نے مرض وفات مین بمقتضاے اوس محبت کے جو اپنی امت سے رکھتے تھے فرمایا کہ لے
آؤ میرے پاس دوات اور کاغذ تاکہ مین لکھدون تمہارے واسطے وہ نوشتہ جس سے
تم بعد میرے گمراہ نہو پس حضرت عمر رض نے فرمایا کہ یہ شخص یعنے پیغمبر معاذ اللہ ہذیان ورنیز بیہودہ کلام
بک رہا ہی ہم لوگون کے پاس کتاب خدا ہی حسبنا کتاب اللہ کافی ہی ہمکو کتاب
خدا کی پس اہم لوگون مین اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا حاضر کر دو دوات اور کاغذ تاکہ
جناب رسول خدا ص تمہارے واسطے وہ نوشتہ لکھدین جسکے بعد تم گمراہ نہو کوئی کہتا تھا بات

وہ ہی ہی جو عمر رضنے کہی جب بک بک زیادہ ہوئی تو پیغمبر خدا صنے فرمایا کہ اوٹھو میرے پاس سے اسلیئے کہ میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب و شایستہ نہین و راس قصہ کو اسیطور پر آپکے علمانے اپنے کتب معتبرہ مین لکھا ہی دیکھو کہین اس قصہ مین حضرت ابو بکر رض کا ذکر بھی نہین اور بفرض محال بنا بر آپکے خیال کے اگر حضرت ابو بکر کی خلافت کا ذکر کہین قرآن مین ہوتا بھی تو بہ اجمال پھر اگر حضرت رسولخدا ص اوس اجمال کی تفصیل اپنے نوشتہ مین تحریر فرماجاتی تو کیا موجب رفع اختلافات جو آجتک چلا آتا ہی نہو تا دیکھو وبال اس اختلاف کا کسکی گردن پر ہو آپ لوگون اور آپکے خلفاء پر کسقدر یہ مثل منطبق ہی مدعی سست گواہ چست جو مضمون آپکے خلفاء کو خواب مین بھی نسوجھتا وہ تراش تراش کر آپ لوگ اونکے سر منڈھتے ہین اگر آپ ایسے با فہم سقیفہ بنی ساعدہ مین موجود ہوتے تو بہت بڑی کمک حضرت ابو بکر رض کو ملتی مگر وہ لوگ اہل زبان تھے آپکے ان بے تکی فرمائشونکو ہرگز قبول نکرتے اوس مجمع مین بھی آپکو سبک ہی ہونا پڑتا مگر چونکہ تم تھا کون نکتہ چینی کرتا امید کامیابی کی بھی تھی **قولہ** اب شیعہ صاحب کہین گے کہ جناب امیر نے تحفہ مین غدیر خم پر خلیفہ کیا ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ جس حدیث سے تم خلافت حضرت علی ع کی دلیل پکڑتے ہو وہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی **اقول** شیعہ آپ ایسے باشرم اور بافہم سے کیا کہین حدیث غدیر کی دلالت جناب امیر ع پر اس حدتک وضوح وظہور پر پہونچی ہی کہ کوئی منصف بافہم انکار نہین کرسکتا دیکھو عبقات الانوار کو سبحان اللہ حضرت ابو بکر رض کی پیشنمازی مرض وفات جناب رسولخدا ص مین تو اونکی خلافت پر دلالت کرے اور حدیث غدیر جناب امیر ع پر دلالت نکرے حالانکہ پیشنمازی کا درجہ مذہب اہلسنت مین وہ ہی کہ خود ہی جناب رسولخدا ص سے نقل کرتے ہین صلوا خلف کل بر و فاجر یعنے نماز پڑھو پیچھے ہر نیکوکار و بدکار کے علاوہ اسکے یہ کہان سے ثابت ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے وہ پیشنماز ہوے

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اونکو اونھین دنون اسامہ کے لشکر مین بھرتی کرکے مدینہ کے باہر نکلوا چکے تھے **قولہ** اور لفظ مولا کو معنی خلیفہ اور اولی بالامامت کے قرار دیتے ہو کہین علوم عربیت مین مفعل بمعنی افعل کے نہین آیا ہی جو لفظ مولا کا معنی اولی بالامامت کے ہوجائے **اقول** آپکی تسکین خاطر کے لیئے آپہی کے مناسب حال ایک آیت قرآن شریف کی لکھے دیتا ہون جسمین مولا بمعنی اولی آیا ہی ماویکو النار ہی مولٰکم دیکھو مفسرین اقرار کرتے ہین کہ اس آیت مین مولٰکم بمعنی اولی بکم کے ہی **قولہ** لفظ مولے مشترک ہی تین معنی مین آقا اور غلام اور دوست اور معنی لفظ مشترک کے قرینہ سیاق وسباق سے پائے جاتے ہین اول اوس حدیث کا الست اولے بالمومنین من انفسھم **اقول** معلوم نہین کہ آپ لفظ سباق وسیاق کے معنی بھی جانتے ہین یا فقط لفظ یاد کرلیا ہی مین کبھی باور نہین کرسکتا کہ آپ معنی سے واقف ہون حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عین شدت گرما مین ایک ایسے میدان بیخار مین جہان لوگونکا ٹھہرنا معہود نہ تھا نزول اجلال فرماکر ایک لاکھ کئی ہزار آدمیونکو جو ہمراہ رکاب تھے روک لینا اور اونکے مجمع مین پالان شتر کے ممبر پر تشریف لیجانا اور اونپر ظاہر کرنا کہ موت میری بہت قریب ہی اور مین تم مین کتاب خدا اور اپنے اہلبیت کو چھوڑے جاتا ہون اور مجھے خدا نے خبر دی ہی کہ ان دونون مین فرق وجدائی نہین ہوسکتی اور مین تمسے فردائے قیامت مین پوچھونگا کہ تم لوگون نے میرے اہلبیت کے ساتھ بعد میرے کیا سلوک کیا اور پھر سب سے اقرار اپنی ولایت کا لینا بعد اوسکے جناب امیرؑ کو بلند فرماکر سب سے کہنا جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ علی مولا ہی اور سبکو حکم دینا کہ علی سے بیعت کرو اور سبکے پہلے تو حضرت عمر ہی نے بیعت کی اور کہا مبارک مبارک آج سے تم میرے اور ہر مومن ومومنہ کے مولے ہوئے پھر حسان شاعر رسولخدا کا تہنیت مین قصیدہ کہنا اور اوسکو حضور جناب رسول مین

پڑھنا اور اوس مین اس مضمون کو نظم کرنا کہ تمکو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بعد اپنے پیشوا اور رہنما خلق کا مقرر فرمایا وغیرہ وغیرہ سباق و سیاق سے یہ امور ادہر
پھر کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ اس اہتمام بلیغ سے مقصود جناب رسولخدا کا صرف
اتنا ہی تھا کہ علیؑ کو دوست رکھو جو ہر مومن پر بہ نسبت دوسرے مومن کے بعض
ذاتی فرض تھا یہ وہی شخص کہیگا جو معاذ اللہ جناب رسولخدا کو مجنون جانتا ہو **قولہ**
لفظ اولی کا صیغہ افعل التفضیل کا ہی جب وہ مومن کے ساتھ مستعمل ہوتا ہی تو مدخول
من سے فضیلت صفت ثابت کرتا ہی اوس شخص کی جسکے واسطے وہ صیغہ مستعمل ہوتا ہی
تو ماخذ اوسکا دلالت کرتا ہی یعنی دوستی سے تو دوستی مین فضیلت ثابت ہوگی یعنی اپنی
جانونکو بھی دوست رکھتے ہو لیکن مجکو اپنی جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے
ہو یا نہین **قالوا بلے یا رسول اللہ** یعنے کہا مومنین نے کہ ہم آپکو اپنی جان سے زیادہ
دوست رکھتے ہین اگر معنی اولی کے حاکم قرار دیئے جاتی تو صفت حاکمیت کے معنی
مین تھے جو زیادتی حاکمیت کے آپکی ذات شریف مین قائم کیجائے پس معلوم ہوا کہ
زیادتی والے کے معنی دوستی کے استفسار کیا تھا تو اوس اولے کے معنی دوست تر کے ثابت
ہوگئی وہی ماخذ اور مادہ مولا کا ہی وہ بمعنی محبوب کے قائم ہونگے **اقول** جب آپکو انصاف
اور عربیت سے کچھ بہرہ ہی نہین تو آپسے کیا کہا جائے خدا کے واسطے کسی استعمال اہل
عرب مین دکھلا دیجیے کہ فلان اولی بہ کے معنے یہ ہین کہ فلان شخص دوست اوسکا ہی
اور ہر شخص کا نفس امارہ اوسپر صفت حاکمیت رکھتا ہی اور ہر شخص بمقتضائے
طبیعت بشریہ اپنی نفس امارہ کا محکوم ہوتا ہی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما
رحم ربی مراد جناب رسول خدا کی الست اولی بکم من انفسکم سے حکومت
دنیاوی نہین جیسا آپنے اپنے خوش فہمی سے تصور کیا ہی **قولہ** اور آخر اوس حدیث کا
اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض

من الغضبہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ہی یہان پر معنی دالی کے
کہ با خدا اوسکا ولا ہی دوست رکھنے کے ہین بقرینہ عاد من عاداہ کے معنی اوسکے
دشمن رکھا اوس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو کہ یعرف الاشیاء باضدادہا ان دونون
جملونکے درمیان مین لفظ مولا کا ہی ہر شخص کو ثابت ہو جاوے گا کہ مولا کے معنی دوست
کے ہین کیا شیعونکو ثابت نہین ہوتا کہ قرینہ سباق وسیاق سے معنی دوست کے پائے
جاتے ہین **اقول** اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو آخر حدیث سے بھی جناب امیر ع کی
خلافت ہی کا ثبوت ہوتا ہی وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کے معنی
غور سے دیکھو مگر جسکو فہم وانصاف سے دشمنی ہو اوسکا کیا علاج **قولہ** مگر انکو تفرقہ
اسلام مین ڈالنا منظور ہی تو مصداق آیت الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا
لست منہم فی شیء شرط مین داخل ہین **اقول** اسلام مین تفرقہ ڈالنا اور لوگونکو
راہ نجات سے روکنا آپہی لوگونکا طریقہ رہا اور ہی جیسا کہ آپکے اس تالیف سے ظاہر ہی
کہ کہین راست بیانی کا اثر بھی نہین اور آیت مذکورہ کے مصداق حقیقی بھی آپہی
لوگ ہین ضرور اس آیت کے لکھنے سے مقصود آپکا یہ ہی کہ لفظ شیعا دیکھکر عوام کالانعام
آپکے مذہب کے باور کرلین گے کہ لقب شیعہ کا ایسا مذموم ہی کہ جسکی مذمت قرآن مین
موجود ہی شیعہ جنہون نے تمام عقاید اصولیہ ومسائل فروعیہ کو اہلبیت عصمت و
طہارت جناب مختمی مرتبت کے انوار ہدایت سے مقتبس کیا ہی وہ کب اس آیت کے
مصداق ہو سکتے ہین البتہ آپ لوگ اہلبیت رسول خدا کو چھوڑکر شیع وگروہ
گروہ ہو گئے ہین اذا شئت ان ترضی لنفسک مذہبا ینجیک یوم المحشر
من لاہب النار فدع عنک قول الشافعی ومالک ونعمان والمروی
عن کعب احبار ووال اناسا قولہم وحدیثہم روی جدنا عن
جبرئیل عن الباری اگرچہ یہ دعوے ہمارا ہر منصف خبیر پر مثل مہر منیر روشن

دستیزہا ہی لکن واسطے تسکین عوام کے ایک موٹی دلیل یہ ہی کہ وہ نماز جو ستون دین ہے
جسکو جناب رسول خدا صلعم مجمع عام مین سالہا سال ہر شب و روز مکرر پڑہا کرتے تھے اوسکی
ماہیت آجتک آپ لوگونکو معلوم نہوئی اور اوسکے ادا کرنے مین آپ لوگ چار فرقہ ہوگئے
ہین حالانکہ جناب رسولخدا صلعم ہمیشہ ایک ہی طور سے ادا فرمایا کرتے تھے اور اہلبیت
رسول خدا صلعم کے چھوڑنے کا حال اسی سے ظاہر ہی کہ اپنے تمام کتب فقہ و اصول عقائد
کو اول سے آخر تک دیکھ جاؤ ایک مقام بھی ایسا پیدا نکر سکوگے کہ جس مین اہلبیت کے
قول کو سند گردانا ہو حالانکہ تمہارے ہی محققین کو اسکا اقرار ہی کہ آئمہ ہمارے اپنے
عصر مین علم و فضل و کمال و زہد و ورع و تقوی مین اپنا نظیر نرکھتے تھے **قولہ** اور
مثال اس لفظ کی مشترک کی ایسی ہی جیسے اللہ تعالے بہشت کی تعریف مین فرماتا ہی
فیہا عین جاریہ تو عین کے معنی بھی مشترک ہین یہان بقرینہ سیاق معنی چشمہ کے
پاے جاتے ہین اگر کوئی اسکے معنی آنکھ کے لے کہ بہشت مین آنکھین جاری ہین
تو آنکھین جاری ہونا عبارت رونے سے ہی تو اوسکو خبطی و مجنون کہین گے اور اگر
واسطے دہوکہ دہی مسلمانون کے عمدا کہیگا تو کافر ہو جائے گا ایسی ہی لفظ مولا کو بھی
پر قیاس کرنا چاہیے **اقول** چونکہ آپکے عین بصیرت کو مرمد تعصب نے معیوب کر دیا ہی
اسوجہ سے حق و باطل مین امتیاز نہین کر سکتے ورنہ یہی مثال ہماے دعوی کی
موید ہی نہ منافی اسلیے کہ جیسا کہ لفظ جاریہ قرینہ اسکا ہی کہ لفظ عین سے چشمہ مراد ہی
نہ چشم اگرچہ اوس سے بھی جریان اشک کا ہوتا ہی مگر چونکہ حیثیت استعمال سے
خلاف معہود ہی اور نیز خلاف مقام امتنان کے ہے پس اسوجہ سے یقین کیا جاتا ہے
کہ مراد لفظ عین سے چشمہ ہی ایسا ہی لفظ مولے اگرچہ مشترک کئی معنون مین ہے مگر
بعد ملاحظہ کرنے اوس شدت اہتمام کے جو رسول خدا صلعم نے اس باب مین فرمایا
یقین ہوتا ہی کہ یہان لفظ مولی سے مراد اولی بتصرف ہی نہ اور معنی اور اگر پہلے سے

مراد اس حدیث مین دوست اور ناصر کے ہون تو علاوہ اسکے کہ وہ اہتمام بلیغ بے
محل واقع ہوگا معنی بھی تو درست نہین ہوتے ہین کیونکہ اگر حضرت نے یون فرمایا ہوتا کہ
من کان مولای فلیکن مولا علی جو میرا مولا اور دوست ہو اوسے چاہیے کہ علی کا مولا
اور دوست ہو تو آپ لوگ کہہ سکتے تھے کہ اس حدیث مین صرف حکم دوستی اور نصرت کا
ہے حضرت نے تو فرمایا ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ جسکا مین مولا ہون اوسکے مولا علی
ہین پھر اگر آپ لوگون کا گمان صحیح ہو تو اس حدیث سے تو حضرت علی علیہ السلام کی اور
منقصت ثابت ہوتی ہے اسلیے کہ ایک تحت حکم حضرت علی کو دیا گیا وہ یہ کہ جسکو مین دوست
رکھتا ہون اوسکو تم بھی دوست رکھو جسکی مین نصرت کرتا ہون اوسکی تم بھی نصرت کرو
پھر لوگون کا بیعت کرنا. بارکباد دینے اور تہنیت مین قصیدہ کہنا کیا معنی رکھتا ہے
ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور آپ ملاحظ فرمایئے خبطی اور مجنون آپ
ہوئے یا کون دوکھہ دینے کا قصد کرکے کافر آپ ہوے یا کوئی اور اگر نہین بصیرت رکھتے
ہوتے تو ضرور لفظ مولی کو لفظ عین پر قیاس کرکے وہ معنی مراد لیتے جو مناسب مقام ہو
قولہ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلیفہ کرنیکا کیا
منصب تھا کہ جناب امیرع کو خلیفہ کرتے اللہ تعالی تو اپنے نسبت خلیفہ کرنیکا وعدہ کرچکا
تھا **اقول** حضرت عمر رض کی غلظت اور فظاظت تو ضرب المثل تھی ہی حتے کہ شیطان
بھی اونکے سایہ سے بھاگتا تھا مگر آپکا درجہ کچھ اون سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی غصہ آہی گیا ماشاء اللہ کیا مہذب تقریر ہے
معلوم ہوتا ہے آپکا نشو ونما کنجڑون کنجڑیون مین ہوا ہے اگر کوئی شیعہ ایسی تعبیر صمیم قلب
اور خلوص اعتقاد سے کرتا تو ضرور علمائے اہلسنت اوسکی کفر کا فتوے دیدیتے اگرچہ انکا
جواب سکوت ہے مگر حقیقت حال کا اظہار ضرور ہے شیعون کا اعتقاد مثل سنیون کے اعتقاد کے
یہ نہین کہ معاذ اللہ جناب رسول خدا ص مجتہد تھے اور اپنی رائے سے مخالف حکم خدا کے

کچھ کرتے تھے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی اور یہ قول آپکا کہ خدا وعدہ
کر چکا تھا خلیفہ کرنیکا اگر مراد آپکی یہ ہی کہ آیہ وعد اللہ الذین آمنوا مین وعدہ خلیفہ
کرنیکا کر چکا تھا تو اول تو یہ خیال ہی آپکا غلط ہی اور بے فہمی سے ناشی ہوا ہی بلکہ مخالف
آپکے مذہب کے ہی اسلیئے کہ آپ لوگون کا تو یہ مذہب ہی کہ خلیفہ معین کرنا خدا کا منصب
نہین بلکہ امت کا کام ہی البتہ شیعون کا یہ اعتقاد ہی کہ تعیین خلیفہ خدا کا کام ہی اور
ثانیاً اگر مان بھی لیا جائے کہ اس آیت مین خدا نے خلیفہ کرنیکا وعدہ فرمایا ہی تو اسیقدر
مان لیا جا سکتا ہی کہ ایک شخص یا کئی شخصون کے خلیفہ کرنیکا وعدہ فرمایا ہی یہ کہان سے
معلوم ہوا کہ آپکے شیوخ ثلثہ کو وعدہ خلافت کا دیا گیا ہی پس ضرور ہوا کہ خدا اپنے پیغمبر کے
زبان سے بیان کردے کہ خلفائے موعودین کے ہین اور کون کون ہین پس دیکھو بیان
کرنا پیغمبر ہی کا تو منصب ہوا یا کسی اور کا چنانچہ اوسی منصب سے حضرت نے مکرر بیان
فرمایا کہ الائمۃ بعدی اثنا عشر الخلیفۃ بعدی اثنا عشر اور اسیکی ہم مضمون
بہت سی روایتین کتب فریقین مین ہین اور یہ بھی مکرر بیان فرمایا کہ علی بعد میرے خلیفہ
میرا ہی میری امت مین اور اس مضمونکی بھی روایتین بکثرت کتب فریقین مین موجود ہین
پھر جب زمانہ وفات کا نزدیک ہوا تو بامر خدا اوسے خلیفہ موعود کو باہتمام تمام معین
فرما دیا اور سبکو حکم دیا کہ اونسے بیعت کرو پھر جب دو چار روز وفات کے باقی رہگئے
تو بامر خدا اسامہ غلام زادی کو سردار لشکر کا کرکے حضرت ابوبکر و عمر رض کو بھی اوسکی تحتی
مین کرکے طرف موتہ کے روانہ فرمایا اور جب دیکھا کہ لوگ خلاف مصلحت سمجھکر تجہیز
جیش مین تامل کرتے ہین تو نہایت غضب کے ساتھ حضرت نے دوبارہ تجہیز جیش
اسامہ کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ خدا لعنت کرے اوسپر جو اس لشکر سے پیچھے رہ جائے دیکھو
انصاف کرو اگر حضرت ابوبکر رض کو وعدہ خلافت کا دیا گیا ہوتا تو کیون زمانہ قرب
وفات مین مدینہ سے باہر نکالے جاتے اور کیون لشکر اسامہ سے تخلف کرکے مورد غضب

پیغمبر ہوتے **قولہ** کیونکہ آیت استخلاف سابق ہر حدیث مذکور سے کہ بعد اکمال دین کے زبان مبارک سے صادر ہوئی ہی ہان امامت کرانیکا آپکو منصب تھا سوم مرض موت مین ابوبکر صدیق رضؓ کو امام گردان دیا **اقول** آیۃ اکمال دین کا نزول بھی تو اوسی روز ہوا جس روز جناب رسولخدا صؐ نے جناب امیرؑ کو مولی ہر کبیر و صغیر کا مقرر فرمایا اپکے یہانکے روایتون سے بھی ثابت ہوتا ہی اور امامت نماز کی جو ایک مرتبہ ابوبکر رضؓ نے مرض وفات جناب رسولخدا صؐ مین کی وہ بی بی عائشہ اور بلال کی کارروائی اور حیالاکی سے ہوئی تھی ہرگز جناب رسولخدا صؐ کے اذن سے نہوئی تھی ورگرنہ جناب رسولخدا صؐ باوجود کمال ضعف و ناتوانی جناب امیرؑ اور فضل بن عباس رضؓ پر تکیہ کرکے مسجد مین تشریف نلاتی اور ابوبکر رضؓ کو ہٹاکر خود امامت نہ فرماتے اور عائشہ کی طرف خطاب فرماکر غیظ و غضب کے ساتھ یہ نہ فرماتے کہ ان کن لصویحبات یوسف بدرستیکہ تم مثل اون مکارہ عورتون کے ہو جنہون نے حضرت یوسف سے مکر کیا **قولہ** اور لفظ فی الارض کا دال ہی تسلط فی الارض پر اور نص ہی خلافت ظاہری مین جسکو بادشاہت کہتے ہین اور دیگر ائمہ کو خلافت ظاہری ہا نہین ہوئی جو ایفاے وعدہ اون مین متصور ہوتا **اقول** ماشاء اللہ نہ تنہا قاضیم اندک طبیم علاوہ تاریخ دانی کے علوم عربیہ مین بھی معلوم ہوتا ہی کہ آپ پاس ہو چکے کیون حضرت بیان تو فرمایے کہ یہ دلالت کہان سے ہے اور کسطور کی ہی آپکی تحقیقات طبعزاد کو بلا دلیل کوئی کب قبول کرسکتا ہی اور خلافت ظاہری یعنی بادشاہی اگر ہوے بھی تو کیا فائدہ ہو سکتا ہی کیا کوئی شیعہ اسکا انکار کرتا ہی اگرچہ خلیفہ اول بیچارے کو تو بادشاہی بھی نصیب نہین ہوئی ہان کسیقدر آثار بادشاہی کے خلیفہ ثانی کے زمانہ مین ظاہر ہونے لگے اور عثمان غنی کے عہد سے البتہ بادشاہی کا ڈول پڑنے لگا اور پورا خط بادشاہی کا تو حضرت معاویہ نے اوٹھایا اور کسیقدر جو نقصان باقی رہ گیا تھا اوسکو اونکے فرزند ارجمند

یزید نے پورا کر دیا اور ایسا پورا تسلط فی الارض اونکو حاصل ہوا کہ خانہ خدا اور مسجد رسول ؐ مین گھوڑے باندہے فرزند رسول اونکے حکم سے قتل ہو گئے اونکی عترت بندی بنا کر در بدر پھرائے گئے اور ہم تو صاف صاف اقرار کرتے ہین کہ ہمارے آئمہ کو سلطنت ظاہری نصیب نہین ہوئی البتہ بعد اسکے کہ صلحاے صحابہ نے عثمان کو اوس بے احترامی سے جو کتب تواریخ مین مذکور اور فریقین مین مشہور ہے قتل کر ڈالا تو حضرت علی ع سے خواہش کی کہ اوس خلافت ظاہری کو جو درحقیقت ضمیمہ تھا خلافت حقیقی کا قبول فرمائین اور جب بوجہہ اونکے اصرار کے حضرت علی ع نے اوسکو قبول فرمایا تو بی بی عائشہ کو کب گوارا ہو سکتا تھا پہلے تو یہ خبر سنکر کہ عثمان قتل ہوے مراد دلی بر آئی مکہ سے بخوشی خوشی روانہ ہوئین پھر جون ہین اثناے راہ مین یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ علی ع کو لوگون نے خلیفہ کر دیا غضب ہی ہو گیا آسمان پھٹ پڑا اونہین غل مچاتی ہوئین کہ عثمان مظلوم مارا گیا مکہ پلٹ پڑین اور ایک جم غفیر کو اس حیلہ سے اپنا رفیق بنا کر ارادہ جہاد کا کیا ؎ حمیرا جنگ جو با حیدر آمد ؛ ادہر طلحہ و زبیر کو یہ خبر معلوم ہوئی حضرت علی ع کی عدالت اور قسمت بالسویہ سے تو دل تنگ ہوئی رہے تھے عمرہ کے حیلہ سے رخصت لیکر مکہ پہونچی زوجہ رسول ؐ کو جسکے بارہ مین حکم خدا یہ ہے کہ گھر سے باہر نہ نکلین اونٹ پر سوار کر کے ہزارون نامحرمون کے ہمراہ روانہ بصرہ ہوئین اگرچہ راہ مین مقام حواب کے کتون نے بھونک کر حضرت عائشہ کو متنبہ کر کے قول رسول کا یاد انّ تکون یا حمیرا یاد دلایا جس سے کچھ اثر حضرت عائشہ کی قلب پر ہوا اور قصد پلٹنے کا فرمایا مگر فوراً حضرت طلحہ و زبیر نے بہت سے جھوٹے گواہ بہم پہونچا کر ثابت کر دیا کہ یہ مقام حواب نہین آخر کار بصرہ پہونچکر عثمان ابن حنیف جو صحابہ رسولخدا ؐ سے تھے اور جناب امیر ع کی طرف سے حاکم بصرہ تھے اونکی داڑھی نوچ ڈالی خزانہ بیت المال لوٹ لیا جب حضرت علی ع کو یہ خبر ہوئی

توصلحاے صحابہ مہاجرین وانصار کو اپنے ہمراہ لیکر بصرہ تشریف لیگئے اور پہلے بہت سا
اتمام حجت فرمایا جب وہ لوگ اپنی بغاوت سے باز نہ آئے تو جہاد شروع فرمایا وہ بھی
کب جب اودہر سے بکثرت تیرباران ہولیے انجام کار ایک جم غفیر اونکی حماقتونکا قتل ہوا
طلحہ و زبیر بھی قتل ہوئے بی بی عائشہ رض کو پکڑ کر پردہ کے ساتھہ مدینہ بھجوادیا یہ وہی
رای تھی جسکی خبر جناب رسول خداؐ نے خود عائشہ کو دی تھی اگر خلیفہ اول و دویم و
سیوم سے کوئی ایسی بغاوت کرتا تو بے تامل اہل سنت حکم اوسکے کفر کا دیدیتے دیکھو
مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو مرتد قرار دیکر خالد ابن ولید کو اونکے استیصال کے لیے
روانہ کیا چنانچہ اوس شمشیر برہنہ خدا نے اونکو دہوکے سے قتل کیا اور اوسی شب اونکی
زوجہ سے ہم بستری فرمائی سبحان اللہ کچھہ اسکا بھی خیال نہ کیا کہ ابھی عدہ مین ہی پہ مخفی
ہو جہہ سے کہ حضرت ابوبکر رض کو زکوۃ اپنے مال کی نہ دیتے تھے بوجہہ اسکے کہ وہ اونکو خلیفہ
ہی نجانتے تھے چونکہ اپنی آنکھون سے دیکھہ چکے تھے کہ جناب امیرعؑ کو جناب رسولخداؐ
اپنا خلیفہ مقرر فرما چکے ہین چنانچہ روایات شیعہ مین وارد ہی کہ جب جناب رسولخداؐ نے
وفات پائی مالک بن نویرہ ہمراہ گروہ بنی تمیم کے مدینہ مین آئے جمعہ کے دن مدینہ مین داخل
ہوے کیا دیکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر ممبر پر مشغول خطبہ خوانی ہین غور سے دیکھا نہایت
متعجب ہوکر لوگون سے استفسار کیا کہ اخو تیم یعنے یہ تیم والا ہی قالوا نعم لوگون نے کہا
ہان وہی تو ہین قال فما فعل وصی رسول اللہ الذی امرنی بموالاتہ
پوچھا وصی رسول خداؐ کیا ہوے جنکے موالات کا حکم خود رسول خداؐ مجھے دیگئے تھے
قالوا یا اعرابی الامر یحدث بعدہ الامر لوگون نے کہا دنیا کا قاعدہ بھی ہے
کہ ایک امر ہوتا ہی پھر وہ بدل جاتا ہی اور دوسرا امر ہوجاتا ہی قال قال اللہ ما
حدث شئی وانکو نخنتم اللہ ورسولہ یہ کامل الایمان جسکے حق مین
رسول خداؐ فرما چکے تھے کہ سچا اہل جنت ہی اون دنیاداروںکے دام تزویر مین کب

آسکتا تھا کہا قسم خدا کی ہرگز رسولخدا صنے کوئی امر تازہ نہین کیا ضرور تم لوگون نے
خدا اور رسول صلعم کی خیانت کی ہی پھر آگے بڑھے اور ابوبکر رضہ کے پاس جاکر کہا کہ کس نے
تجھے اس ممبر جناب رسولخدا صہ پر چھڑہایا ہی حالانکہ وصی رسول موجود ہین یہ سننے ہی
حضرت ابوبکر رضہ کو طیش آیا اور فرمایا کہ اس اعرابی کو مسجد رسول خدا صہ سے باہر نکالو فوراً
قنفذ اور خالد اوٹھے اور بیچارے کی گردن مین ہاتھ دیکر ڈھکیلتے ہوے مسجد سے باہر
نکالدیا وہ مومن متاسف اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور اودہر حضرت ابوبکر رضہ نے
خالد کو معہ ایک فوج کے اونکے استیصال کے لئے روانہ کیا اس واقعہ جانسوز مین
باوجودیکہ حضرت عمر صفت غلظت و فظاظت مین یکتاے روزگار تھے مگر وہ بھی
جوش مین آگئے اور حضرت ابوبکر رضہ سے باصرار کہا کہ خالد کا ضرور تدارک ہونا چاہیے
مگر حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا کی ننگی تلوار ہی مین اوسکو میان مین نہین کرسکتا جب حضرت
امیر عم کی خلافت ظاہری کی یہ کیفیت رہی کہ ایک دن بھی ناکثین و قاسطین
و مارقین کے جہاد سے فرصت نہ ملے تو اور ائمہ کا کیا ذکر وہ تو ہمیشہ مظلوم و مستضعف رہے
اور اپنی اپنی مظلومیت و مستضعفیت سے دین حق کو دنیا مین قایم کر گئے اونکی سلطنت
ظاہری کا زمانہ بھی جسکی خوشخبری مومنین مخلصین کو آیت استخلاف مین دیگئی ہی
قریب قیامت مین آنیوالا ہی انہم یرونہ بعیدا و نریہ قریبا اگرچہ مخالفین
اوس زمانہ کو دور دراز سمجھ رہتے ہین مگر ہم تو اوسے ازبسکہ محقق الوقوع ہی بہت
نزدیک جانتے ہین ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون قولہ اور
خلیفہ ہونا ابوبکر رضہ کا امر الٰہی سے ثابت ہی تو ایفاے وعدہ الٰہی اونکی ذات مین
اگر اوسکے وعدہ سے ہوتا اور وعدہ الٰہی کسی اور کو ہوتا تو وعدہ الٰہی مین خلاف
لازم آتا اور اللہ تعالی وعدہ خلافی نہین کرتا چنانچہ فرماتا ہی ان اللہ لایخلف المیعاد
جو کوئی نسبت اللہ تعالی کی وعدہ خلافی ثابت کریگا بسبب انکار آیت مذکورہ کے

کافر ہو جاوے گا **اقول** ان دعاوی بے سروپا کا کچھ ٹھکانا ہی کیون حضرت وہ کون امر الٰہی ہی جس سے حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت ثابت ہوتی ہی بیان تو فرمایئے دعوائے بے اصل کو مثل ارسال مسلم کے بیان کرنا آپہی کا کام ہی علاوہ اسکے نسبت وعدہ خلافی کے خدا کی طرف آپہی تو دے رہے ہین اسلیئے کہ بنا بر اس مزعوم باطل کے چاہیئے کہ پورا وعدہ حضرت ابوبکر ہی کے زمانہ مین ظہور مین آتا حالانکہ ایسا نہین ہوا دیکھو آپہی اپنے مونہہ سے کافر ہو گئے **قولہ** اگر یہ کہے کہ وعدہ تو حضرت علی کے واسطے کیا تھا ابوبکر صدیق رضہ نے زبردستی خلافت چھین لی اس مین کئی قباحتین لازم آئین **اقول** اس آیت مین وعدہ اوس خلافت کا جو محل بحث ہی کسی کے بہ نسبت نہین اس آیت مین تو محض واسطے تسلی مومنین کے خدا نے اون سے وعدہ فرمایا ہی کہ تم دل تنگ نہو اور یہ نہ خیال کرو کہ تمہارا دین مثل اور ادیان باطلہ کے چند روزہ ہی اور اوسکو بقا نہین اور تم اسکا غم نہ کھاؤ کہ ہمیشہ تمہاری یہی خوفناک حالت رہے گی اگر فی الارض مین لام عہد کا ہوا ور مراد الارض سے زمین مکہ ہو جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہی تو یہ وعدہ جناب رسول خدا صلعم ہی کے عہد کرامت مہد مین پورا ہو گیا کہ زمین مکہ پر مومنین کا تسلط تمام ہو گیا اور حضرت ہی کے زمانہ مین تمکین دین کی جیسا چاہیئے ہو گئی تھی اور حضرت ہی کے زمانہ مین خوف مومنین کا مبدل بہ امن ہو گیا تھا بلکہ مومنین کا خوف اور رعب تمام عرب بلکہ تمام دنیا کی سلاطین پر طاری ہو گیا تھا حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت سے تو روز بروز دین پامال ہونے لگا احکام شرعیہ سے جہالت بڑھنے لگی خود حضرت ہی اکثر احکام شرعیہ سے جاہل تھے حدود خدا معطل ہونے لگے دیکھو قصہ مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو متعہ نسا اور متعہ حج موقوف کر دیا گیا حی علی خیر العمل اذان سے نکال دیا گیا الصلوۃ خیر من النوم کو اوس کی جگہہ اذان صبح مین داخل کیا نوافل ماہ صیام مین بدعت جماعت کی جاری کی گئی بے محل حدود جاری کرنے کا حکم دیا گیا تیمم کی موقوفی کا حکم صادر فرمایا

ارشاد ہوا کہ اگر ایک مہینہ تک بھی پانی نہ ملے تو نماز ہی نہ پڑھے شراب خواری و زناکاری کو ترقی ہوئی شراب خوار و زناکار بنی امیہ کوفہ و بصرہ و مصر وغیرہ مین حاکم مقرر ہوے یہان تک نوبت پہونچی کہ مستی کی حالت مین نماز صبح کو چار رکعت پر تمام کرکے فرمانے لگے کچھ اور زیادہ کردون یہ مجمل و مختصر فہرست ہی اوس تمکین دین کی جو حضرت ابوبکر کے زمانہ سے لیکر حضرت عثمان رض کے زمانہ تک ہوئی اور خود حضرت اہل سنت کی روایات سے اونکا ثبوت ہی اگر شیعہ اپنی روایات سے اوس تمکین دین کی کیفیت بیان کرین تو مثل آفتاب نصف النہار کے حق روشن ہو جاوے اور اگر حضرت معویہ کے زمانہ کی تمکین دین کی کیفیت اہل سنت ہی کی کتابون سے بیان ہو تو ایک دفتر کا دفتر سیاہ ہو جاوے ایک چھوٹی اور موٹی تمکین دین اونکے زمانہ کی یہ ہی کہ حضرت یزید سے شراب خوار و زناکار کو کس شدومد سے خلیفہ رسول بناگئے اور صلحا و اخیار سے بجبر و اکراہ اونکی بیعت لی رہا تبدیل خوف بہ امن اوسکا بھی حال اس سے بدتر ہے وہ امن تام جو زمان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مومنین کو حاصل تھا بجرد وفات جناب رسول خدا صہ کے زائل ہونے لگا کتب تواریخ موجود ہین منظر انصاف ملاحظہ کرو مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ تو سن چکے اہل بیت کے امن کے زوال کو دیکھو وہ گھر جناب سیدہ ع کا جسکی طرف زمان رسول خدا مین کوئی آنکھ اوٹھاکر دیکھ نہین سکتا تھا اوسی گھر کے جلانے کے قصد سے آگ و لکڑی لیکر گئے وہ فدک جو عہد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب سیدہ علیہما السلام کے قبضہ مین تھا چھین لیا گیا سعد بن عبادہ جو صحابی جلیل القدر تھے مدینہ مین رہنے نہ پائے عمار رضی اللہ عنہ کے اوپر اتنی لاتین پڑین کہ فتق مین مبتلا ہوگئی ابن مسعود کی وہ گت ہوئی کہ خدا کی پناہ ابوذر رحمۃ اللہ کی وہ نوبت پہونچی کہ جسکی تصور سے آنکھو نمین آنسو بھر آتے ہین آخری نتیجہ اوس کارروائی کا یہ ہوا کہ فرزند رسول امام حسین

فضائل و مناقب سے کتب فریقین مملو ہین کس ذلت و خواری سے معہ عزیز و اقربا قتل
ہو گیا اور سکے ناموس جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹیان تھین کس بے پردگی کے
ساتھہ در بدر پھرائی گئین کیون حضرات رسولخدا صہ کی وفات کو کتنا زمانہ ہوا تھا ایک
صدی کیا پچاس برس بھی تو پورے نہ ہوے تھے بہت سے اصحاب رسولخدا صہ بھی تو موجود
تھے پھر اگر ابتدا سے کچھہ بھی احترام اہل بیت کا کیا جاتا تو کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ
اہل بیت کی اتنی مدت قلیل مین یہ حالت ہو جاتی آپ لوگ ان حالات کو تو نظر انصاف سے
ملاحظہ فرماتے نہین ہمیشہ وہی روایتین پیش نظر رہتی ہین جو حضرت معویہ کی کوشش و جان
فشانی سے فضائل شیوخ ثلثہ و منافقین صحابہ مین بنائی گئین ہین جنکے بنانیوالون کو
بڑے بڑے انعام بڑی بڑی جاگیرین ملتی تھین مگر بعض بنانیوالے بھی نہایت ظریف تھے
ایسی روایتین بنا گئے ہین کہ اگر دیکھنے والا کچھ بھی عقل رکھتا ہو تو سمجھ جاوے کہ اصلیت
کیا ہے انھین روایتون سے ایک روایت یہ ہے انا و ابو بکر کفرسی رہان فسبقتہ
الی النبوۃ فاتبعنی ولو سبقنی الیہا لاتبعتہ یعنے معاذ اللہ پیغمبر فرماتے ہین
کہ مین اور ابو بکر رضہ مثل اون دو گھوڑونکے تھا جو گھوڑ دوڑ مین دوڑتے ہین پس مین
سبقت لیگیا طرف نبوت کے پس اونھون نے میری تبعیت کی اور اگر وہ نبوت کو پہلے
پہونچکر اوٹھا لیتے تو مین اونکی تبعیت کرتا خدا میان مشیر کے درجات عالی کرے اسی
حدیث کے ترجمہ مین کیا خوب فرما گئے ہین ؎ گھوڑ دوڑ کا کتاب مین مضمون بھر دیا
دربار ذو الجلال کو کلکتہ کر دیا **قولہ** ایک تو یہ کہ اللہ تعالی نے وعدہ کو موکد کیا ساتھ لام
تاکید اور نون ثقیلہ کی دو دو تاکیدین تین صیغون مین چھہ تاکیدین ہوئین تو چھہ تاکیدون
سے وعدہ کرنا اور وہ بھی جھوٹا وعدہ کرنا شان الہی سے بہت بعید ہے تعالی اللہ عن
ذلک علوا کبیرا کہ وہ وعدہ کرے حضرت علی ع اور امامونکو اور دیدے ابو بکر صدیق
کو کہ شیعونکے دانست مین اونکے دشمن ہین دوست کو وعدہ کرنا اور دشمن کو دیدینا

کیسی وعدہ خلافی نسبت اللہ تعالی کے ثابت کرتے ہین اور اگر یہ کہیے کہ ابوبکر صدیق رض نے
زبردستی چھین لیا اور اللہ تعالی کا ارادہ علی مرتضی ع کے خلیفہ کرنیکا تھا تو زبردست ہونا
ابوبکر صدیق رض کا اللہ تعالی سے بھی لازم آتا ہی علی مرتضی ع کو تو کمزور ثابت کرتے ہین جو
غالب کل غالب ہین اللہ تعالی کو بھی کمزور ثابت کرنے لگے اللہ تعالی کا رتبہ گھٹا دیا اور
ابوبکر کا رتبہ بڑھا دیا اور نزع ملک کہ صفت اللہ تعالی کی ہی ابوبکر صدیق رض کو ثابت کر دی
اقول خوش فہمی اور عوام فریبی کا آپ پر خاتمہ ہی اس آیت کو تو اوس خلافت سے جو بھی
نیابت نبی ہی جسکے مستحق بلا فصل جناب امیر ع ہین کوئی تعلق ہی نہین محض آپکی خوش فہمی ہی
جو ایسا سمجھتے ہین اور اس آیت مین جس چیز کا وعدہ دیا گیا ہی اوسکا ظہور جناب سرورِ کائنات(؟) محمد
ہی کے زمانہ مین ہو گیا اگر مراد فی الارض سے زمین مکہ یا زمین عرب ہو اور اگر مراد تمام
روے زمین ہو تو آپکے خلفا کو بھی تمام روے زمین کی بادشاہی نصیب نہین ہوئی البتہ ہمارے
آئمہ علیہم السلام کو زمان رجعت مین تمام روی زمین کی بادشاہی حاصل ہوگی اور
تمکین دین اور تبدیل خوف بامن بھی اوسی زمانہ مین بروجہ اتم حاصل ہوگی اور گویا اوسی
زمانہ کی تمکین دین اور تبدیل خوف بامن کا وعدہ دیا گیا ہی مومنین کو اگرچہ وہ تمکین دین
و تبدیل خوف بامن جسکا ظہور عہد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہوا
وہ بھی مراد ہی اور ضرور نہین کہ وہ مومنین کہ جنکو بطور خوشخبری کے وعدہ دیا گیا
اوس زمانہ تک باقی رہین اسلیے کہ اگر ایسا ضرور ہو تو بنا بر آپکے خیال کے بھی چاہیے کہ کل
مومنین جو زمان نزول آیت شریفہ مین موجود تھے اور جنکو وعدہ دیا گیا تھا زمان
خلافت حضرت ابوبکر رض تک باقی رہتے اور حالانکہ بہت سے مومنین اوس زمانہ تک
باقی نرہے پس جو تم جواب دوگے بہ نسبت اون لوگون کے وہی جواب ہمارا ہوگا علاوہ
اسکے انصاف سے دیکھو تعصب و عناد کو دور کرو اگر کوئی مخبر صادق دو سو برس قبل
اہل لندن کو بطور خوشخبری کے وعدہ دیتا کہ دو سو برس کے بعد تم لوگون کی

سلطنت تمام ہندوستان مین ہو جائیگی تو کیا کوئی عاقل یہ توہم کر سکتا تھا کہ چونکہ ہمکو وعدہ دیا گیا ہی پس ضرور ہی کہ ہم لوگ اوس زمانہ تک باقی رہین گے یا چونکہ اونکو اسکا یقین تھا کہ اوس زمانہ تک باقی نرہین گے پس کیا وہ لوگ اوس مخبر صادق پر یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ کیسا جھوٹا وعدہ ہمکو دیتا ہی ہم تو اوس زمانے تک باقی ہی نرہین گے ہمکو اوس زمانے کی سلطنت سے کیا مطلب نہین ہرگز نہین ایسا ہی جو لوگ حیات جناب سرور کائنات مین مومنین خالص تھے جو دین اسلام کو سچا دین خدا کا جانتے تھے جو لوگ جان و مال و اولاد کو راہ خداہ مین نثار کر کے اسلام کی ترقی چاہنے والے تھے اونکو ضرور اس وعدہ الٰہی سے ویسا ہی خوشی حاصل ہوئی جیسا اون لوگون کو حاصل ہوگی جو زمان رجعت مین موجود ہونگے دیکھو ہم لوگ بھی زمان رجعت آئمہ معصومین کا حال اہلبیت صادقین کے بیانات سے دریافت کر کے ویسا ہی خوش حال ہوتے ہین جیسا کہ اوس زمانہ کے مومنین خوش حال ہونگے دیکھو اگر ہم کو معلوم ہو کہ کسی مقام کے شیعہ اپنے فرائض مذہبی کو بخوف بجالاتے ہین تو کس قدر خوش حال ہوتے ہین اور اگر فے الارض سے مراد کوئی خاص زمین ہو تو کوئی دلیل اس تخصیص پر نہین تنہا اپنے دعوے کو کون قبول کر سکتا ہی علاوہ اسکے اگر مراد وہ زمین ہون جو زمان عمر مین مفتوح ہوئین یا زمان عثمان مین تو پھر آپ ہی کو وعدہ خلافی کے نسبت خدا کی طرف دینی پڑیگی کیونکہ وعدہ تو ابوبکر رض سے کیا اور نیکنامی فتح کی عمر رض کو دیدی کیا خدا مین اتنی قدرت نہ تھی کہ دس بیس برس ابوبکر رض کو زندہ رکھتا اگرچہ وعدہ خلافی کے نسبت خدا کی طرف آپ لوگون سے جائے تعجب نہین کیونکہ اس سے بھی حضرت عمر رض کی تقلید کا مرتبہ ہاتھ آئیگا دیکھو صلح حدیبیہ مین کس شد و مد سے خیال وعدہ خلافی کا خدا اور رسول صلعم کے بہ نسبت کیا حتے کہ نبوت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شک آگیا اور نیز اگر وعدہ خلافی اسکو کہتے ہین تو پھر اور بھی بہت سی

آیتیں ہیں جنسے آپکو خدا کی طرف نسبت وعدہ خلافی کی دینی پڑیگی یا یہ کہنا پڑیگا
کہ معاذ اللہ خدا کفار سے کمزور ہی خدا فرماتا ہی کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا
فی الحیوۃ الدنیا دیکھو کے تاکیدونکے ساتھ خدا وعدہ فرماتا ہی کہ ہم اپنے رسولوں کو
اور مومنین کی یاری کرینگے زندگانی دنیا میں پھر کیون انبیاء سابقین پر کفار کو
قوت دیدی کیا کفارون سے خدا کمزور ہوگیا تھا اور کیون کفار مکہ کو جناب رسولخدا
پر قوت دیدی یہانتک کہ اونکے خوف سے مکہ چھوڑنا پڑا یہ سب تو ایک طرف نہایت
تعجب اور تاسف کا مقام تو یہ ہی کہ جب ابوبکر اور عمر رض خیبر میں رایت ظفر آیت لیکر
مقابل میں ایک یہودی کے گئے تو کیون اوس کافر یہودی کے رعب کو اون کے
قلب نازنین پر ایسا غالب کر دیا کہ بیچارے بے لڑے بھڑے بدحواس ہوکر بھاگے
کیا یہ مومن نتھے کیا خدا مرحب کافر سے کمزور تھا بلکہ بقول مولف امنوا کے مصداق
حقیقی تو یہی تھے کہ تیس تیس چالیس برس بت پرستی کے بعد ایمان لائے تھے جناب
امیر ع جو بقول مولف مصداق امنوا کے نتھے اونکے تو ہر موقع پر نصرت ہا بانکے
اور اونکی کسی موقع پر نصرت نکی بھلا اگر احد وحنین میں ان بیچارونکی نصرت نکی
تو چندان محل شکایت نہین کیونکہ مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد اور بھی بہت سے
لوگ بھاگے تھے بلکہ بجز معدودی چند سبھی بھاگ گئے تھے اگرچہ کیفیت میں بھاگنے
کے انھیں کا نمبر اول رہا مگر ایک مقام میں تو انکی نصرت ضرور تھی تاکہ شیعون کے
طعن سے محفوظ رہتے کیون صاحب اگر کوئی بے فہم اس آیت شریفہ میں مثل آپکے
ایراد کرے تو کیا جواب دیجیئے گا **قولہ** ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم
ترجمہ اور البتہ جائے قرار اور مکان پذیر کرے گا واسطے اونکے دین اونکے
کو کہ پسند ہوا واسطے اونکے ظاہر ہی یہ امر یعنے جگہ پکڑنا دین پسندیدہ خدا وصحابہ کا
خلفا کے زمانہ میں ہوا **اقول** تمکین دین کی جو زمان خلفا میں ہوئی تھی اوسکا تمہ

پیشتر بیان ہوا اگر ای تخریب دین کا نام تمکین دین ہے تو آپ ہی کو مبارک ہو خلفا کے زمانہ مین تو دین کی وہ کیفیت ہوگئی تھی کہ جسکی پیشین گوئی خود پیغمبر کر گئے تھے بدا الدین غریبا وسیعود غریبا یعنے جیسا ابتدائے بعثت مین یہ دین غریب و ناآشنا تھا وہی حالت اوسکی عنقریب ہو جاوےگی اور اسی خیال سے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب سے بنظر اتمام حجت فرماتے تھے لتتبعن سنن من قبلکم حتی لو دخلوا جحر ضب لتبعتموہ یعنے اونھین ڈہرون پر چلوگے جنپر اگلی امت چلی ہی یہانتک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ مین گھسے ہونگے تو تم بھی گھسوگے آخر پیغمبر کی پیشین گوئی غلط ہو سکتی ہی دیکھو حضرت موسی کی امت نے کیسا ایک گوسالہ کو اپنا خدا اقرار دیا کتنا ہی حضرت ہارون سمجھایا کیے کہ گمراہ نہو یہ گوسالہ لایعقل خدا نہین ہوسکتا پروردگار تمہارا خدا ہی ایک بھی نہ سنی گوسالہ پرستی سے دست بردار نہوے قریب تھا کہ حضرت ہارونکو قتل کر ڈالتے آخر حضرت موسے بھی تو پیغمبر اولوالعزم تھے گوسالہ پرست بھی تو حضرت موسے کے اصحاب تھے دیکھو کیسا گوسالہ کو خدا کہنے لگے اور حضرت ہارونکو کمزور کر دیا اور حضرت ہارونکو خوف ہوا کہ اگر مین انکی ہدایت مین زیادہ اصرار کرونگا تو بنی اسرائیل مین تفرقہ پڑجائےگا پھر کیا ممکن نہین کہ اصحاب رسول خدا مین بھی کچھ لوگ سامری صفت ایسے ہون کہ بعد رسولخدا ص کے اونکے امت کو اونکے خلیفہ و وصی برحق سے گمراہ کر دیوین اور ایک ایسے شخص کو خلیفہ کر دین جسکے ذریعہ سے اپنے اغراض نفسانی حاصل کر سکین کیون نہین ایسا ہی تو ہوا دیکھو انہین اصحاب رسولخدا ص کے بارہ مین خدا فرماتا ہی افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم کیا پس اگر محمد مر جاوین یا قتل کیے جاوین تو تم دین سے اولٹے پہرون پھر جاوگے کلام خدا مین جو اعلے درجہ کے بلاغت پر ہی ممکن نہین کہ خطاب اون لوگون سے کیا جاوے جنکے بہ نسبت ارتداد ممکن نہو بلکہ اونھین

لوگون سے ایسا خطاب ہو سکتا ہی جنکے بہ نسبت احتمال قوی ارتداد کا ہو آپ لفظ ارتداد
سے وحشت نہ فرمایئے ارتداد سے یہ مراد نہین کہ اصل سے اعتقاد توحید و نبوت کا جاتا رہے
بلکہ مقتضائے اعتقاد پر عمل نہ کرنا اور دین کو دنیا سے بدل دینا اس پر بھی اطلاق ارتداد کا
ہو سکتا ہی خرابی تو یہ ہی کہ آپ لوگون نے صحابہ کو فرشتہ سیرت تخیل کر لیا ہی اسوجہہ سے
اونکے افعال اور اقوال کو نظر انصاف سے نہین دیکھتے آخر انہین صحابہ مین تو کثرت
سے منافقین بھی تھے اور وہ اس بھیس مین رہتے تھے کہ پیغمبر بھی اونکو نہین پہچانتے
تھے آخر انہین صحابہ مین تو کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنکی مذمت سے قرآن بھرا ہے انہین مین
تو کچھ ایسے بھی تھے کہ پیغمبرؐ کو نماز مین کھڑا چھوڑ کر تماشا دیکھنے چلے جاتے تھے حدیث
حوض مین غوض کر کے تمہین بیان کرو وہ کون صحابہ تھے جنکو پیغمبر حوض کوثر پر سے
دیکھین گے کہ اونکو فرشتے جہنم کی طرف سے لیے جاتے ہین پس حضرت فرمائینگے کہ رب
اصحابی اصحابی پروردگارا یہ تو میرے خاص اصحاب ہین ندا آئیگی انک لا
تدری ما احدثوا بعدک تو نہین جانتا کہ انھون نے بعد تیرے کیا کیا
خرابیان کین جس روز سے تو انسے جدا ہوا یہ لوگ برابر دین سے روگردان رہے بعد
پیغمبرؐ کے دو ہی فرقہ تو ہوے ایک وہ جو حضرت علیؑ کے ہمراہ ہو لیا اور ابوبکر کی
بیعت سے انکار کیا اور دوسرا گروہ وہ جو ابوبکر کے ہمراہ ہو لیا آپ کس فرقہ کو
مصداق اس حدیث کا قرار دیجیے گا **قولہ** یہانتک کہ عمر خطاب کے زمانہ مین چالیس
ہزار شوالہ ڈھا کر بجائے اونکی چالیس ہزار مسجدین قایم کی گئین اور نو کرور کافر مسلمان
ہوے اور نو کرور کافر فی النار اور چھتیس ہزار شہر فتح ہوے اور اونیس ہزار ممبر قایم
ہوے کہ اوسپر علما روا سطے وعظ کے بٹھلائے گئے اور ایسے ہی سب خلافتون مین فتوحات
ہوے ہین مگر عمر خطاب کی خلافت مین امورات مذکورہ کا خوب ظہور ہوا تو تمکین دین
موصوف کی یہ مظہر ٹھہری ان فتوحات اسلام سے سب مسلمانون کی خوشی حاصل ہوئی

مگر بزعم شیعہ جناب امیرؓ اس دین سے راضی نہین ہے وہ اپنا دین باطن مین اس سے خلاف رکھتے تھے اور اوسکو دین خاصہ اور اسکو دین عامہ کہتے ہین اقول سچ ہی جھوٹ بولے تو پیٹ بھر بولے ماشاء اللہ امیر حمزہ کی داستان ہوگئی بھلا تو بیان کیجیے کہ شیوالہ کس ملک مین تھے جنکو کھود ڈالا اور اگر آپنے حکام وقت سے تقیہ فرمایا ہی اور مراد آپکی شیوالون سے معابد نصاریٰ کے ہین تو اونکے کھودوانیکا حکم شرع شریعت مین کہان ہی اور پھر یہ فہرست تفصیل وار آپکے ہاتھ کہان سے لگی اور نوکرور کافر جو فی النہار ہوے وہ کن لڑائیون مین اور ہر ایک لڑائی مین کتنے قتل ہوے اور اون کافرون کا کیا مذہب تھا بت پرست تھے یا اہل کتاب اور اوس بیس ہزار علماء جو وعظ کے لیئے مقرر ہوے تھے اونکے نام تو ارشاد فرمایے بمفاد الناس علی دین ملوکھم مین تو ایسا خیال کرتا ہون کہ وہ علما بھی حضرت عمرؓ سے علم و فضل مین زیادہ تر ہی ہونگے اور مین کیا آپ بھی دل و جان سے یہی اعتقاد رکھتے ہونگے مگر جب خود حضرت ہی کے مبلغ علم کے یہ کیفیت تھی کہ خود اپنی زبان حق ترجمان سے بیان فرماتے ہین کہ کل الناس افقہ من عمر حتے المخدرات فی الحجاز یعنے کل لوگ عمر سے بہ نسبت احکام شرعیہ کے دانا تر ہین حتے وہ عورتین جو پردہ نشین ہین تو اون علماء کے کیا حالت رہی ہوگی اور یہ جو فرمایے کہ اکیس ہزار مسجد ونکو بے ممبر و عالم کیون رہنے دیا مین ایسا خیال کرتا ہون کہ چونکہ آپ لوگون پر حضرت عمر کی نظر عنایت تھی اوجہہ سے کچھ محراب و ممبر آپ لوگون کے لیئے بھی رکھ چھوڑے آپکے اس مقام کی طرز تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپکو افیون سے زیادہ شوق ہی اور بظاہر وقت تحریر کے کچھ افیون کا نشہ زیادہ ہو گیا تھا اور جب بموجب آپ ہی کے اقرار کے مظہر تمکین دینکے حضرت عمر ٹہرے پس لازم آتا ہی کہ حضرت وہ وعدہ تخیلہ خلافت کا بھی انھین مخصوص ہو پھر یا تو

پھر یا تو خدا نے وعدہ خلافی کی یا حضرت ابوبکر معاذ اللہ خدا پر غالب آگئی اور خدا
مغلوب ہوگیا جیسا کہ آپکا خیال ہے شاید اسی دنکے خیال سے حضرت ابوبکر رضؓ نے کسی
معرکہ مردآزما مین اپنا زور نہین دکھلایا اس لیئے کہ پہلے ہی سے خدا سے مقابلہ
کرنیکا خیال تھا حفظ قوت ضرور تھی اور جناب امیرؑ کو بھی ضرور اسکی خوشی ہوتی تھی
کہ لشکر اسلام کو غلبہ ہوا کوئی شیعہ اسکا قایل نہین کہ حضرت علیؑ کو فتح لشکر اسلام سے ملال
ہوتا تھا البتہ جناب امیرؑ کو ملال اسکا تھا کہ چونکہ لوگون نے بعد وفات پیغمبر خدا انکے
انحضرتکی خلافت کو نمانا بسبب اون عداوتونکے جو حضرت سے رکھتے تھے اور نیز اس خیال سے
کہ حضرت ازبسکہ کل اہل اسلام کو ایک نظر سے دیکھین گے پس مثل حظوظ نفسانی سے محروم
رہین گے اور نیز اس نظر سے کہ اگر حضرت مبسوط اللہ ہونگے تو اجراے حدود اقامت
احکام شرعیہ مین مداہنہ اور سستی نفرمائینگے اور نہایت ہی ضیق مین پھنس جاوینگے
پس اسوجہہ سے اسلام کی ترقی ناقص رہگئی اور اسلام مثل قالب بیجانکے ہوگیا جان
اسلام کی پابندی احکام شرعیہ ہے اور عمدہ غرض بعثت نبی مرد نصب خلیفہ سے بھی
تعلیم و تلقین احکام شرعیہ ہے اور کبھی کسی نبیؑ یا وصی نبیؐ کو اسکا ملال نہین ہوا کہ سلطنت
ظاہری کیون نہ ہاتھہ آئی زیادہ صدمہ اونکو اسیکا ہوتا تھا کہ کیون بندگان خدا
تعمیل احکام مین سعی اور اہتمام نہین کرتے اور کسی شیعہ با فہم کا یہ اعتقاد نہین کہ معاذ اللہ
جناب امیرؑ ظاہر مین کچھہ اعتقاد رکھتے تھے اور باطن مین کچھہ یہ صفت نفاق مختص
آپہی کے ائمہ سے تھے ہان چونکہ اسلام کے قایم کرنے مین آپنے نہایت زحمت فرمائی
تھی بلکہ گویا آپہی کے تلوار کے ذریعہ سے خدا نے اسلام کو قایم کیا تھا اسوجہہ سے حضرت
کو یہ خیال ہوتا تھا کہ ازبسکہ سبکے سب کم فہم اور تازہ مسلمان ہین پس اگر مین اس قوم
کی ہدایت مین زیادہ اصرار کرونگا اور اس امر پر زیادہ زور دونگا کہ میری خلافت
کو تسلیم کرین تو اصل دین اسلام سے منحرف ہوجائین گے اور تیئس برس جو جناب

رسول خدا نے محنت فرمائی تھی وہ برباد ہو جاوے گی پس اس خیال سے حضرت نے
بعد اظہار حق و اتمام حجت کے سکوت و صبر اختیار فرمایا اس صبر مین بھی حضرت
حکم الٰہی بجا لائے اور یہ صبر بھی حضرت کا ایک جہاد اعظم تھا جیسا کہ حضرت ہارون نے
بمقابلہ گوسالہ پرستونکے بعد اظہار حق و اتمام حجت کے سکوت و صبر اختیار فرمایا
اور ہمیشہ ہر دین مین دو گروہ ہوتے ہین ایک خاصہ اور ایک عامہ پس بعد رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی خاصہ وہ لوگ تھے جنھون نے اعتقادات ضروریہ
و احکام شرعیہ کو اچھی طرح سے درست کر لیا تھا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے اور
ایسے لوگ ہر زمانہ مین ہر نبی کی امت مین بلکہ ہر مذہب مین کم ہوتے ہین سلمان
و مقداد و عمار و ابو ذر و حذیفہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم جنکی تعداد اور اسامی
معتبر کتب مبسوطہ مین درج ہین اسی گروہ خاصہ سے تھے اور عامہ وہ لوگ تھے
جو ایسے نہ تھے جنکو مسائل غامضہ کے فہم کی لیاقت نہ تھی جیسے حضرت عمر جو خود
اپنی حالت بیان فرماتے ہین کہ ایک روز جناب رسولخدا ابوبکر رض سے کچھ باتین
توحید کے متعلق کر رہے تھے مین غور سے سنتا رہا مگر کچھ بھی نہ سمجھا مثل زنگی یعنی
حبشی کے مبہوت رہ گیا اگرچہ اس روایت کو حضرات اہل سنت فضیلت حضرت
ابوبکر مین ذکر کرتے ہین باوجودیکہ خود انھین کے علماء محققین نے اس روایت کو
جعلی قرار دیا ہی مگر فضیلت تو جب ثابت ہوتی کہ جب یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کوئی
دقیق مسئلہ تھا ورنہ یون تو ہم بھی کبھی بعض گوارون سے بعض مسائل توحید کے
جو نہایت آسان ہوتے ہین بیان کیا کرتے ہین اور اوسی مجمع مین ایک دوسرا
گنوار بھی ہوتا ہی جو ہمہ تن گوش ہو کر سنا کرتا ہی اور شدت غباوت سے کچھ بھی
نہین سمجھتا پھر کیا اس سے اوس شخص مخاطب کی کوئی فضیلت ثابت ہو سکتی ہے
ہرگز نہین قولہ اور تقیہ مین گذران کرتے تھے اور ان سب مسلمانونسے

ناراض رہتے تھے کہ حق خلافت میرا تھا ان خلفا نے غصب کر لیا ہی اور سب مسلمان اس غصب مین شریک ہین **اقول** تقیہ ہمیشہ سے شعار انبیا اور اوصیا کا رہا ہی اور خود ہمارے پیغمبر نے تقیہ فرمایا ہی دیکھو عائشہ سے فرماتی ہین کہ اگر تیری قوم نو مسلم نہوتی تو کعبہ کو کھود کر اساس اصلی پر قایم کر دیتا یہ مضمون محض ایک روایت کا ہی جو آپہی کے یہان موجود ہی دیکھو وہ جناب اپنی سسرال والون سے تقیہ فرماتے تھے آپ لوگون نے تقیہ کے ایک ایسے معنی گڑھ کے عوام الناس کے ذہن نشین کر دیے ہین جس سے آپ لوگونکو موقعہ عوام فریبی کا اچھا ملتا ہی تقیہ اسے نہین کہتے کہ محض بنظر تحصیل اغراض دنیوی بلا خوف جان و عرض و مال اپنے اعتقادات و اعمال مین تغییر دیدے بلکہ تقیہ کے لیے بہت شرائط ہین اور اسکے بہت سے مراتب ہین بعد جمع ہونے کل شرائط کے کسی مرتبہ مین واجب ہوتا ہی اور کہین مستحب اور کہین مباح اور تقیہ کے ادا کرنے کے طریقے بھی مختلف ہین کتب مبسوط مین اوسکی تفصیل مذکور ہی زبانی انکار کا تو کوئی علاج ہی نہین ورنہ کوئی عاقل تقیہ کا انکار نہین کر سکتا دفع شر یا حفظ جان کے لیے کسی امر کی حقیقت کو نظاہر کرنا ہر عاقل کا کام ہی خدا نے تو حالت اکراہ مین کلمہ کفر کے اظہار کی بھی اجازت دی ہی دیکھو الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان کی تفسیر کو اور روایات شیعہ سے یہ ثابت نہین کہ حضرت امیرعؑ نے حالت تقیہ مین خلفاء ثلثہ کے واجب الاطاعت اور خلیفہ برحق ہونے کا اقرار فرمایا ہو بلکہ اونکے غیر مستحق اور ظالم اور غاصب اور خائن اور غادر و کاذب ہونے کا اکثر مقامون مین اظہار فرما کر حجت کو تمام کر دیا البتہ اون مسلمانون سے ناراض رہتے تھے جو حق پوشی اور ناحق کوشی کرتے تھے آپکے یہان کی روایتون سے بھی حضرت کی ناراضی اونسے ثابت ہی اور حضرت تنہا اون سے ناراض نہ تھے بلکہ خدا و رسول اور کل مومنین

بھی اون سے ناراض تھے اور ہین اور قیامت تک رہین گے جیسا کہ اون مسلمانون سے
ناراض تھے اور ہین اور رہینگے جنھون نے حضرت ہارون کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی کی
قولہ اونکی کتابون مین لکھا ہی گو مین نے کتب کا حوالہ نہین دیا کس وجہہ سے کہ یہ
باتین مسلمات شیعہ سے ہین **اقول** یہ سب چیزین جو آپنے اس مقام پر بیان کی ہین
انمین سے تو کچھ تو آپکے طبع زاد ہین اور اکثر چیزین آپکے یہانکی کتابونمین بھی موجود ہین
اگرچہ متعصبین علماء اہل سنت کی مسلمات سے نہون مگر محققین نے تو مسلم رکھکے
توجیہہ و تاویل دور از کار کرکے داد ناانصافی دی ہی **قولہ** جس صاحب کو تحقیقات
منظور ہو انکے علماء سے پوچھین اگر وہ کہین کہ جناب امیر ع سب مسلمانون کی طرح اس دین
دین پسندیدہ سے خوش تھے تو کوئی تکرار باقی نہ رہی اور مذہب سب شیعون کا رد ہوا اور
ہم بھی یہی کہتے ہین کہ جناب امیر ع اس گروہ صحابہ کے شامل تھے اور اس دین پسندیدہ سے خوش
تھے اور اگر ناراضگی اور تقیہ مین رہنا اور خلافت کے فراق مین تمام عمر کو آخر کرنا اور
ان صحابہ پر غیظ رکھنا اور ظاہر مین ملا رہنا اور دل مین عداوت رکھنا کہ جس کو
نفاق کہتے ہین بیان کرین تو سمجھو کہ انکے علماء کے برابر کوئی دشمن جناب امیر ع کا نہین ہے
کہ جناب کو منافق و مخالف اہل اسلام اور مسلمانون کا قرار دیتے ہین اور مخالف
گروہ صحابہ سے کہ اہل اسلام وہ بھی ہین اونکا اسلام ہی نہین ہو سکتا مسلمانی سے خارج
ہین اور نسبت جناب امیر ع کی ثابت کرتے ہین اظہار دوستی علی تقیہ مین ہی اگر تقیہ
نکرین تو مسلمان انکی تلوار سے بچ نسکین گے **اقول** خود فضیحت دیگران را نصیحت
خود تو تحقیقات فرماتے نہین اور اونکو حکم دے رہے ہین اب آپ مجھ سے حقیقت
حال سنیے جسکو آپنے تمکین دین پسندیدہ تخیل کیا ہی اوس سے نہ خدا خوش تھا نہ پیغمبر
نہ جناب امیر ع اور نہ مومنین اوس زمانہ کے اور نہ ہملوگ خوش ہین اور جناب امیر ع نے
کبھی آپکے خلفا کی خلافت کی حقیقت کا اقرار نہین کیا بلکہ مکرر اوسکے بطلان کا اظہار

فرماکر اتمام حجت فرمادیا البتہ بعد اتمام حجت کے صبر و سکوت فرمایا اور ہرگز یہ صبر و سکوت
نفاق نہ تھا بلکہ جہاد اعظم تھا اور ہر حال مین وہ جناب تابع حکم خدا اور پابند وصیت
حضرت رسول ص رہے اور سچ ہے دوست حقیقی حضرت علی ع کا وہی ہے جو اون کے
دشمنون کو ہمیشہ اچھا سمجھا کرے مگر شیعہ ایسے دوستی سے بیزار ہین ایسی دوستی آپہی
لوگونکو مبارک رہے اور شیعہ تو جناب امیر ع کے مخالفین کو البتہ منافق سمجھتے ہین وہ بھی
بموجب ارشاد پیغمبر ص اور جناب امیر ع اگر کل اہل اسلام کے بھی مخالف ہوتے تو بھی شیعہ حق
اوسیکو سمجھتے جو جناب امیر ع فرماتے جیساکہ بمقابلہ گوسالہ پرستونکی مخالفت حضرت
ہارونکو عین حق و صواب سمجھتے ہین حالانکہ وہ جناب تنہا تھے بلکہ صحابہ اخیار بھی
حضرت کے ہمراہ تھے اور کیونکر حضرت کی ہمراہی سے دست بردار ہوتے حالانکہ خود
اپنے کانون سے سنا کہ جناب رسول خدا ص نے فرمایا کہ اے عمار اگر کل لوگ ایک سمت
جائین اور علی ع دوسرے سمت پس تو اوسی سمت کو اختیار کر جس سمت کو علی جائین تحقیق
کہ علی ع تجکو ہدایت سے نکال کر گمراہی مین داخل نکرے گا اور فرمایا کہ علی ع حق کے ساتھ
ہے اور حق علی ع کے ساتھ حق بھی اوسی طرف پھرتا ہے جس طرف علی پھرے اور اگر آپ جیسے
ایسے مسلمانونکی تلوارون سے شیعیان حیدر کرار کچھ بھی خوف کرتے تو ضرور آپکے
خلفا کی دوستی کا دم بھرنے لگتے اور کبھی بھولے سے جناب امیر ع کا نام بھی نہ لیتے اوس
جناب کی دوستی ہی کے سبب سے تو شیعہ انواع و اقسام کی زحمتون اور ذلتون مین
پھنسے جب آپ لوگون کے ہاتھ مین تلوار تھی تو آپ لوگ خوب اپنے دلون کا حوصلہ نکال
چکے ہین اگر خدا نے اس دین حق کے باقی رکھنے کا وعدہ نفرمایا ہوتا تو ابتک آپ لوگونکی
تلوارون سے پامال ہو چکا تھا حضرت معویہ کے زمانہ سے دوستان علی کا استیصال
ہونے لگا حکمنامہ عام اونکا تمام بلاد و امصار مین جاری ہو گیا تھا کہ جو علی ع کے
فضائل بیان کرے گا یا اونکی دوستی کا دم بھرے گا خون اور مال اوسکا حلال ہے

اوسکی گواہی قبول نہوگی اوسکا نام دفتر سے نکال دیا جاوے گا اوسکی مدد معاش
موقوف کردی جاوےگی زیاد بن ابیہ نطفہ ناتحقیق کو کوفہ کا حاکم کردیا فقتلہم تحت
کل حجر ومدر چونکہ وہ خبیث شیعون سے خوب واقف تھا چن چنکر شیعیان علی کو
اوسنے قتل کرڈالا لوگ اسقدر خائف ہوگئے تھے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کا نام علی ع
رکھتا تھا برابر آپکے واعظین اور خطبا اونھین اوئیس ہزار ممبرون پرجو بموجب بکرا قرارکے
حضرت عمر کے زمانہ مین قایم ہوئی تھی جناب امیر ع پر لعن کرکے اپنا نامہ اعمال سیاہ
کرتے تھے مدرسون مین جناب امیر ع کی جعلی برائیان اور شیوخ ثلثہ اور منافقین صحابہ
کے جعلی فضائل بچونکو تعلیم کرتے تھے مگر چونکہ شیعون نے اپنے مذہب کو حق جانا اور
موجب نجات آخرت ہو جہت سے ہر زحمت کو موجب رحمت اور ہر اذیت کو عین راحت
سمجھے ورنہ آپ لوگون کے اسلاف نے تو اونکے استیصال مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ
رکھا تھا اونھین حضرت معویہ کی کوشش کا یہ نتیجہ ہی کہ آجتک آپ لوگ اونھین جعلی
فضائل کی تاریکی مین پڑے رہکر نور ہدایت سے منزلون دور رہن باوجود دیکہ آپہی کے
یہانکی کتابون سے معویہ کی وہ عداوت جناب امیر ع سے جسکا شمہ ذکر ہوا ثابت ہی
پھر بھی اوسکو خطاب خال المومنین کا دیرکھا ہی بے حضرت کے نام نہین لیا جاتا ان
سب بدینونکو خطائی اجتہادی قرار دیکر اونکے مرتکب کو مستحق ایک ثواب کا ٹھہراتے
ہین ایسی دوستی جناب امیر ع کی آپہی کو مبارک **قولہ** یہ لوگ منافق ہین فرماتا ہی اللہ
ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار **اقول** منافق وہ ہی فرقہ
ہی جس فرقہ کا پیشوا ایسا تھا جسکو اپنے منافق ہونیکا دھڑکا تھا اور بار بار حضرت
حذیفہ سے پوچھا کرتا تھا کہ مجھے تو حضرت رسول خدا نے منافقون مین ذکر نہین کیا
اور ہملوگ تو بعد تلاوت اس آیت شریفہ کے نہایت تضرع وابتہال سے درگاہ
ذوالجلال مین عرض کرتے تھے اللہم اجعل المنافقین من امۃ نبیک محمد

صلی اللہ علیہ والہ الذین نافقوہ فی حیوتہ وشاقوہ بعد وفاتہ و
غیروا وصیہ واغضبوا بضعتہ فی اللہ درک الاسفل من النار والعنہم
لعنا کبیرا واصلہم سعیرا خدایا تو اون بدبختونکو جو تیرے نبی ﷺ کے امت مین سے
منافقین تھے جنہون نے تیرے نبی کے ساتھ تا زمان حیات اوس جناب کے منافقانہ
برتاو کیا اور بعد وفات اوس جناب کے اونکی مخالفت پر کمر باندھی اور جنہون نے
اوس جناب کی وصیت کو بدل دیا اور اونکے پارہ جگر کو ناحق ستا کر غضبناک کیا
جگہہ دی نیچے کے طبقہ مین جہنم کے خدایا تو اون بیحیاؤن پر لعنت کر بہت بڑی
لعنت اور اونکو بھڑکتی ہوی آگ مین ڈال بھلا تم بھی تو اس کشادہ پیشانی سے خدا سے ایسی
خواہش کرو یہ وہ بھی کسوٹی ہی واسطے تمیز حق و باطل کے جسکی طرف خدا نے اشارہ
فرمایا ہی قل یا ایہا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون
الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت
ایدیہم دیکھو چونکہ یہودیونکو اسکا اطمینان تھا کہ وہ دوستان خدا نہین اسلیئے
خدا فرماتا ہی وہ ہرگز تمنا موت کی نکرینگے چونکہ اسکا یقین ہی کہ بعد موت کے
عقاب ہی ایسا ہی ہم یقین کے ساتھ کہتے ہین کہ چونکہ تم لوگونکو کھٹکا اسکا ہے کہ
شاید ہمارے خلیفہ منافقین مین سے رہے ہون اور شاید انہون نے فاطمہ کو
ناحق ستا ہو پس ہرگز تم بکشادہ پیشانی خدا سے ایسی خواہش نکروگے جیسے ہم نے کی اگر تمہارے
خلفا ان اوصاف سے تمہارے اعتقاد مین بری ہین تو کیا معاذ اللہ خدا کو دہوکھا
ہو جائے گا تنبیہہ علمائے اہل سنت نے بغرض حفظ ناموس عوام الناس کے ذہن
نشین کردیا ہی کہ کسی کے نسبت خدا سے لعنت کی خواہش یا اسکی خواہش کہ اوسکو
جہنم مین داخل کر اور اوسکو آخرت مین رسوا کر نہایت قبیح ہی صلحا اور اتقیا کا
شیوہ نہین حالانکہ یہ قول اونکا از راہ تدلیس و عوام فریبی ہی یا ناشی ہی بے فہمی سے

کیونکہ لعنت وغیرہ اگر اپنے محل پر واقع ہون تو مثل درود کے از قبیل عبادات ہین
اور نہ موجب خوشنودی پروردگار فرق اتنا ہی کہ درود مختص دوستان خدا سے ہی
اور لعنت مخصوص ہی دشمنان خدا سے توضیح اسکی یہ ہی کہ درود کیا ہی خدا سے
خواہش اس امر کی کہ فلان پر اپنی رحمت نازل کر اور لعنت کیا ہی خدا سے خواہش
اسکی کہ فلانکو اپنی رحمت سے دور رکھ پس اگر بعد تحقیق و تفتیش تام ہمکو یقین ہوجاوے
کہ فلان شخص مقربان بارگاہ خدا سے ہی تو ہم محض بنظر خوشنودی خدا اوس پر
درود بھیجین گے اور اگر معلوم ہو جاے کہ فلان شخص مردودان بارگاہ کبریائی
ہی تو ہم محض بلحاظ رضا جوئی خدا اوسپر لعنت بھیجین گے مثلاً چونکہ ہمکو یقین ہی
کہ محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم مقربان بارگاہ خدا سے ہین پس ہم جب اونکو
یاد کرتے ہین تو اونپر درود بھیجتے ہین اور مقصود اس سے یہ ہی کہ خدایا چونکہ تونے
اونکو دوست رکھا ہی اور اونکی محبت کو ہمپر واجب کیا ہی پس ہم محض بنظر تیرے
محبت اور بقصد تیرے فرمانبرداری کے اون بزرگوارون کو دوست رکھتے ہین
اور جو صلہ تونے اونکے لیے اپنی کتاب مجید مین مقرر فرمایا ہی اولئک علیھم
صلوات من ربھم اوسیکی ہم تجھ سے خواہش کرتے ہین اور چونکہ ہمکو یقین ہی
کہ ابوجہل وغیرہ دشمنان خدا سے ہین اور خدا نے اونکی دشمنی کا ہمکو حکم دیا ہی
پس ہم جب ونکو یاد کرتے ہین اونپر لعنت بھیجتے ہین اور مقصود اس سے یہ ہے کہ
خدایا ہم محض اس نظر سے کہ یہ لوگ تیرے اور تیرے نبی صلعم کے دشمن ہین اور تونے
ایسے ہی لوگونکے حق مین فرمایا ہی اولئک علیھم لعنۃ اللہ تجھ سے اوسی
چیز کی خواہش کرتے ہین جس چیز کا تونے اونکو مستحق کیا ہی انصاف سے دیکھو اگر
لعنت اس عنوان سے کیجاوے تو مثل درود کے عبادت ہی یا نہین ہماری خواہش
سے نہ غیر مستحق رحمت پر خدا رحمت بھیجے گا اور نہ مستحق رحمت کو اپنی رحمت سے دور کریگا

البتہ ہم پر یہ فرض ہے کہ منصفانہ جانچ کریں کہ کون دوست خدا ہے اور کون دشمن ایسا
نہو کہ بوجہ سہل انگاری کے دشمن خدا کی دوستی کا دم بھرنے لگین یا دوست خدا کی
دشمنی کا شور مچانے لگین وبال دونوں کا خسران آخرت اور ہلاکت ابدی ہی البتہ
اگر بعد اس جانچ کے حال کسی شخص کا مشتبہ رہجاوے تو توقف اور سکوت لازم ہے
اور جس صورت مین مکلف اپنے تمام سعی کو تحقیق حق مین صرف کرے اور پھر حق تک
نہ پہونچے تو خداوند عالم عادل ہے البتہ اوسکو معذور رکھے گا بشرطیکہ علم خدا مین بھی
اوسنے تحقیق حق مین کوتاہی نہ کی ہو اور جو شخص بعد التفات کے تحقیق حق مین کوتاہی
کرے یا بالمرہ تحقیق سے اعراض کرے تو وہ ہرگز معذور نہوگا اور اس تحقیق حق
مین جسکے بعد مکلف معذور رکھا جاتا ہے اگرچہ اوس سے خطا بھی واقع ہو چند
چیزون کا ہونا ضرور ہے اول تصفیہ باطن جمیع اغراض سے دوم تصفیہ ذہن جمیع
خیالات سے سوم نفس امارہ کو بری کرنا اس خیال سے کہ ذلت مغلوبیت کی نہ آنے
پاوے چہارم باشرائط سابقہ جانچ دلیلیت دلیل کی یعنی یہ جانچنا کہ فلان چیز دلیل ہوسکتی
ہے یا نہین پنجم جانچ دلالت کی یعنے یہ جانچنا کہ فلان دلیل کو تنہا یا بانضمام قراین
و امارات دیگر دعوے پر دلالت ہے یا نہین خلاصہ جس شخص کو مطلوب تحقیق براہ نجات
سے خدا ہو گا ضرور خدا اوسکو ہدایت بھی فرماے گا والذین جاہدوا فینا
لنہدینہم سبلنا ہم لوگون کو آپکے خلفا سے کوئی عداوت ذاتی تو نہین چونکہ
ہمکو بعد تحقیق تام کے معلوم ہوا کہ اون سے بیزاری موجب نجات اور سبب خوشنودی
خدا ہے اس وجہ سے ہم اونکے ساتھ اوسی قسم کا برتاو کرتے ہین جس سے آپ خوب
واقف ہین اگر آپکو درد دین ہے تو اون ادلہ سے جو قابل تسلیم کے ہون بملامت ہمارا
اطمینان فرما دیجیے ہم نہایت درجہ آپ کے ممنون ہونگے آپکے یہان تو دائرہ اجتہاد
بہت وسیع ہے حتے کہ حضرت معویہ کو بھی حرب و لعن و سب و قتال جناب امیر ع مین

مجتہد مخطی قرار دیکر مستحق ایک اجر کا ٹھہراتے ہین حالانکہ آپ لوگ ہرگز بیان نہین کرسکتے
کہ وہ کون ادلہ کتاب و سنت کے تھی جنمین حضرت معویہ نے استفراغ وسع و کوشش فرماکر
یہ استنباط فرمایا تھا کہ نفس رسول مرے لڑنا چاہیے اور اونپر لعن کرنا چاہیے اور اونکے
دوستون کا استیصال کرنا چاہیے تاکہ کوئی اونکی فضیلت کا ذکر کرنے والا نرہے پھر
کیسا پرزور اجتہاد تھا کہ بعد شہادت جناب امیرع کے بھی اون حضرت کے سب و لعن سے
دست بردار نہوے اور جو کوئی اونکی خدمت مین آتا تھا اوسکو تکلیف دیجاتی تھی
کہ نفس رسول پر لعنت کرے آپ لوگ تو قیامت تک بھی اون ادلہ کو بتلا نہین سکتے
جو دستاویز حضرت معویہ کی تھی اس اجتہاد ضلالت بنیاد پر مگر ہم آپکو بتلائے دیتے
ہین حضرت معویہ کا متمسک اس اجتہاد مین ادلہ قصاص تھے چونکہ جناب امیرع نے
اونکے اعزہ و اقارب کو جنگ بدر و احد مین قتل فرمایا تھا اسوجہہ سے حضرت معویہ نے
چاہا کہ عوض اون کشتون کا لین خطا اتنی ہوئی کہ اطلاق آیہ کو بے محل صرف کیا
پھر کیف جب آپ لوگ حضرت معویہ کو بھی معذور رکھتے ہین اور بسبب خطاء
اجتہادی کے مستحق ایک اجر کا قرار دیتے ہین پھر ہمپر کیون ظلم کیا جاتا ہی ہمکو بھی
معذور رکھنا چاہیے اون لوگون کے لعن مین جنپر ہم لعن کرتے ہین ہم راضی ہین
کہ ہمکو مستحق ایک اجر کا نہ سمجھیے معذور تو رکھیے ہمتو اپنے اس اجتہاد کی سند مین ادلہ
اربعہ کتاب و سنت و اجماع و دلیل عقل پیش کر سکتے ہین اگرچہ شاید آپ تو اون ادلہ
کو صرف زبان سے تسلیم نہ فرمایئے گا مگر ہر عاقل منصف ان ادلہ کو سنکر بیساختہ کہدیگا
کہ بیشک تم لوگ اس اجتہاد مین مصیب اور کیسے مصیب ہو اور مستحق دو اجر کے
ہو **قولہ** ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا حضرت عثمان غنی کے عہد مین
اس قدر دور دور اونکی عملداری تھی کہ گیارہ مہینہ کے رستہ پر لشکر کی رسد جاتی تھی
اور اتنی دور تک کافرون کا کچھ خوف و خطر نہ تھا رسد امن و چین سے چلی جاتی تھی

اقول ہم اسکو تسلیم کرتے ہین کہ حضرت عثمان کے عہد مین اونکی قوم بنی امیہ کو بہت بڑا امن حاصل ہوا اور بالمرہ خوف اونکا جاتا رہا حتے خود خدا کا بھی خوف باقی نرہا اس مقام پر کچھ نظائر کا ذکر ضرور ہے جب حضرت عثمان حضرت عبد الرحمن بن عوف کی کارروائی سے خلیفہ ہوگئے تو کل بنی امیہ حضرت کی دولت سرا مین جمع ہوئے جب حضرت ابو سفیان نے دیکھا کہ تمام مجمع شریف اغیار سے خالی ہے تو سمجھے کہ اس سے بہتر کوئی موقع اظہار درد دل اور اعتقاد باطنی کا نہ ملے گا بمفاد دو چیز تیرہ عقل است دم فروبستن ۔ بہ وقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی بنی امیہ کی طرف متوجہ ہوکر کس خوش حالی سے فرمانے لگے تداولوہا تداول الاطفال الکرۃ فواللہ ما من جنۃ ولا نار اس دولت غیر مترقبہ خلافت کو اپنے ہی قوم مین اس طور پر دست بدست گھماؤ جیسا بچے گیند کو گھماتے ہین اور اس خلافت کو بھی بازیچہ اطفال سمجھو پس قسم خدا کی نہ جنت ہے نہ دوزخ دیکھو حضرت ابو سفیان بھی تو شرف صحابیت پر فائز تھے وہ بھی تو مثل حضرت ابو بکر اور عمر کے پیغمبر خدا کے سسرے تھے انصاف سے کہو کیسے سچے مسلمان تھے پھر اپنے ہی کتابونکو دیکھو جہان یہ روایت نقل کی گئی ہے وہان یہ بھی کچھ بیان ہوا ہے کہ حضرت عثمان نے اس کلمہ کفر کے پاداش مین حضرت ابو سفیان کا کیا تدارک فرمایا بجز اسکے کہ فرمایا ہو چپ رہو دیوار ہم گوش دارد دوسرے حکم جو ایسا عزیز تھا جسکو جناب رسول خدا نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جس شہر مین ہون یہ نہ رہے جو طرید رسول کی لقب سے مشہور تھا جسکی سفارش حضرت عثمان نے حضرت ابو بکر وعمر رض سے بھی کی تھی مگر اونھون نے بخوف بدنامی مدینہ مین آنیکی اجازت ندی جب خود مسند آرای خلافت ہوئی تو حضرت حکم کو نہایت اعزاز واکرام واحترام سے مدینہ مین بلوا لیا اور اونکے فرزند ارجمند حضرت مروان کو

اپنا وزیر اور مشیر قرار دیا ع وزیرے چنین شہر یارے چنین ؛ عوض مین اسکے
جناب ابو ذر کو جنکی خوبی پر فریقین متفق ہین کس ذلت وخواری سے مدینہ سے
نکلوا دیا اور ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جو شخص ابو ذر کو پہونچانے جائے گا وہ حضرت
خلیفہ جی کا معتوب اور مجرم قرار پائے گا ع؎ مصر وبصرہ وکوفہ وغیرہ مین عمال
حضرت کے جو آن حضرت کے عزیز قریب تھے بے تکلف شراب خواری اور زنا
کاری مین مشغول رہا کرتے تھے اس قسم کے نظائر کا بیان کہان تک ہو اسی وجہ سے
تو حضرات اہل سنت نے اونکو رحماء بینہم کا مصداق قرار دیا ہے جو کچھ
مصیبت تھی وہ فقط مومنین پر تھی ر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص آپکے بزرگون
مین سے حضرت عثمان کے کمسریٹ کا داروغہ تھا اور یہی کہاتا اوسی زمانہ کا
آپکے خاندان مین محفوظ چلا آتا ہے مگر تاسف اسکا ہے کہ آپنے تفصیل وار فہرست
اوس رسد کی نہین لکھی کیون حضرت گیارہ مہینہ کی مسافت پر کون شہر تھا
جہان مدینہ سے رسد جایا کرتی تھی اور یہ رسد خود حضرت ہی کے سیر کا غلہ تھا یا خرید
فرماتے تھے اور کون کون غلہ کسقدر روانہ فرماتے تھے اتنا تو ہم بھی جانتے ہین
کہ حضرت نے اوس چراگاہ کو جس مین کل مسلمان حق رکھتے تھے قرق فرماکر مختص
اپنی ذات سے کر لیا تھا اور کل مسلمان ممنوع کر دیے گئے تھے شاید یہ بدعت
اسی نظر سے ایجاد فرمائی تھی کہ وہانکی گھاس گیارہ مہینہ کی مسافت پر بطور
رسد کے بھیجی جاتی تھی زبان تو آپکے اختیار مین تھی البتہ کسیقدر کاغذ اور روشنائی
کا نقصان ضرور ہوتا اور ہاتھہ کو بھی کسیقدر زحمت ہوتی مگر کیسے فیض سے آپنے
عاشقان حضرت عثمان کو محروم رکھا مگر مین یقین کرتا ہون کہ کسی نہ کسی وعظ
مین آپنے کنجڑون کبڑیون کے مجمع مین اس رسد کی فہرست بیان کرکے اون سادہ
لوحون کو خوش حال فرما دیا ہوگا **قولہ** شیعہ کہتے ہین کہ علی مرتضے ع کو اس قدر

خوف رہتا تھا کہ ہمیشہ تقیہ مین گذران کرتے تھے خلافت کا لے لینا برطرف اپنا استحقاق خلافت بھی ظاہر نہ کر سکے **اقول** یہ شیعون پر آپکا افترا ہی ہے خلافے اصل کیا تھی جو جناب امیرؑ اون سے خوف فرماتے البتہ چونکہ اوس جناب کو خوف اسکا تھا کہ دین خدا برہم نہ ہو جائے اسلیئے خلافت کے لیئے تلوار نہ کھینچتے تھے اور نہ اسقدر اعوان میسر ہوی کہ جنکو ہمراہ لیکر جہاد فرماکر دین خدا کو قایم رکھتے اور اوس جناب نے اپنے استحقاق کو ہر موقع پر اظہار فرمایا ہی دیکھو اسی مجلس شورے مین جس مین حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے کس وضوح کے ساتھ حضرت نے اپنے استحقاق اور مظلومیت کو ظاہر فرما دیا اور علاوہ حضرت امیرؑ کے اور صحابہ اخیار نے بھی کس قدر داد بیداد کی کہ حق اہل بیت کو غصب نہ کرو اور خلافت کو مستحق سے دوسری جگہہ نہ لیجاو مگر کون سنتا تھا تاسف تو یہ ہی کہ مولف صاحب یا بوجہہ کم استعدادی کے کتب سیر واخبار سے ناواقف ہین یا عمداً عوام فریبی مقصود ہی خدا شاہد ہی کہ مجھے علمائے اہل سنت کی یہ حالت حق پوشی و ناحق کوشی و عوام فریبی دیکھکر اور زیادہ اونکے مذہب کے بطلان کا یقین بڑھتا جاتا ہی جو طریقہ علمائے یہود کا کتمان حق اور تحریف کلمات مین تھا بعینہ وہی طریقہ ان لوگون نے اختیار کیا ہی **قولہ** فدک چھین لیا کچھہ نکر سکے حضرت فاطمہ زہراؑ پر دروازہ گرا دیا بعضے کہتے ہین کہ شکم پر لات ماری اور محسن شکم مین تھے وہ اسقاط ہوگیا اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت بھی اسمین ہوی تو بھی کچھہ نہ کر سکے **اقول** فدک کا چھین لینا تو آپکے یہان کی روایتون سے بھی ثابت ہی اگرچہ اوس تفصیل کے ساتھ جیسا کہ روایات شیعہ مین مذکور ہی آپکے یہان نہو کوئی عاقل مقام انصاف مین اسکی خواہش نہین کرتا کہ خود ظالم اور اوس کے طرفدار پوری کیفیت ظلم کی بے کم وکاست بیان کردین پوری کیفیت تو بیچارہ

مظلوم اور اوسکے طرفدار ہی بیان کیا کرتے ہین اور جب جناب امیر ع نے اس
خوف سے کہ دین خدا برہم نہ ہو جاوے خلافت کے لیئے کچھ نہ فرمایا تو فدک
کے لیئے کیا کرتے رہا حضرت فاطمہ زہرا زخم پر دروازہ کا گرانا اور حضرت محسن کے
حمل کا اسقاط پس اگرچہ آپکی روایتون مین صاف صاف مذکور نہین مگر پتہ تو
چلتا ہی جس سے عاقل منصف ضرور باور کر سکتا ہی کہ مظلوم کا پورا بیان صحیح
ہی مگر آگ اور لکڑی لیجا کر دمکانا اور یہ کہنا کہ ہم اس گھر کو جلا دین گے تو آپکے
یہان صاف صاف لکھا ہی اگر ایمان رکھتے ہو اور محبت رسول ص کی اور اونکے
اہل بیت کی سچی ہی تو اسی کو بہت بڑی بے احترامی سمجھو گے اور یقین کرو گے کہ
مرتکب اس فعل شنیع کا بہرہ ایمان سے نہ رکھتا تھا اور یہ خیال آپکا کہ یہ سب
ہوا کیا اور حضرت علی ع کچھ نہ کر سکے باطل ہی دیکھو اون روایات شیعہ کو جن مین
اس قصہ جگر سوز کا ذکر ہی جب جناب امیر ع نے یہ بیحیائی عمر کی دیکھی تو گھر سے بے
اختیار نکل پڑے اور گریبان عمر رض کا پکڑ کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ آنکھین
نکل پڑین اور نزدیک اسکے کہ دانت نکال کر رہ جاوین کچھ نہ ہو سکا حضرت نے
گلا دبا کر فرمایا کہ اے پسر ضحاک اگر پیغمبر خدا وصیت صبر کی نہ فرما جاتے تو دیکھتا
کیا کرتا **قولہ** اور اپنے حق کو مارے خوف کے ظاہر نہ کر سکے **اقول** روایات
فریقین سے ثابت ہی کہ جناب امیر ع نے نہایت وضوح کے ساتھ اس امر کو مکرر ظاہر
فرما دیا کہ خلافت کا بجز میرے کوئی دوسرا مستحق نہین **قولہ** پیچھے اونکے ہمیشہ نماز
پڑھتے رہے **اقول** روایات شیعہ سے ہرگز ثابت نہین کہ جناب امیر ع نے
کبھی آپکے خلفا کے پیچھے نماز پڑھی ہو اور مسجد مین اگر ہمراہ مسلمانون کے نماز پڑھی
اگر مان بھی لیا جاوے پس اسکو دلالت اسپر نہین کہ حضرت نیت اقتدا کی بھی فرماتے
تھے **قولہ** اور بعد فوت شیخین کے اونکے مردون سے بھی ڈرتے تھے **اقول**

جب شیخین کی زندگی ہی مین اونکی کوئی وقعت جناب امیرؑ کی نظر وںمین نہ تھی تو بعد مرنے کے اون سے کیا ڈرتے فرض کرو کہ اگر وہ بعد مرنے کے بھوت بھی ہوگئے ہوون تو اوس جناب کی نظروں مین کب سما سکتے تھے **قولہ** اپنی خلافت مین کسطرح مسئلہ مذہب خاصہ کا جو شیعون کا مفتری ہی بھی ظاہر نہ کر سکے **اقول** ہمیشہ وہ جناب شیخین کی خطاؤنکو مسائل شرعیہ مین ظاہر فرما کر مسئلہ مذہب خاصہ یعنے حکم واقعی بیان فرمایا کرتے تھے خود عمرؓ نے مکرر فرمایا ہی لولا علی لہلک عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا تھا آپکے یہان بھی اکثر مقامون مین یہ لکھا ہی کہ مذہب علی کا اس مسئلہ مین یہ تھا مگر باوجود اس اقرار کے عمل دوسرون ہی کے قول پر کیا گیا **قولہ** اور ہمیشہ سیرت شیخین پر عمل کرتے رہے **اقول** اذا القیت جلباب الحیاء فاصنع ما شئت جب بغرض عوام فریبی حیا کے پردے ہی کو اوٹھا دیا پس جو چاہیے لکھیے اگر جناب امیرؑ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے کا زبانی اقرار بھی مثل حضرت عثمان کے فرمالیا ہوتا تو مجلس شورے مین خلافت حضرت عثمانکو نصیب بھی نہ ہوتی از بسکہ سیرت شیخین کا قبح و بطلان جناب امیرؑ کے نزدیک اسقدر واضح تھا کہ باوجودیکہ تین مرتبہ عبد الرحمن بن عوف نے جناب امیرؑ سے کہا کہ خلافت لو مگر اس شرط سے کہ سیرت شیخین پر عمل کرو حضرت نے صاف انکار فرما کر کہا کہ مین سیرت شیخین پر عمل نہین کر سکتا **قولہ** اور اپنا جمع کیا ہوا قرآن بھی نہ جاری کیا اور اس قرآن جمع عثمان کو جاری رکھا **اقول** آپکی بی بی عائشہ اور خال معظم حضرت معویہ نے کب اوس جناب کو ایک روز بھی آرام لینے دیا کہ ایسا کر سکتے اگر اوس جناب کو پورا اطمینان ہوتا اور نہ کرتے تو البتہ آپ ایسا کہہ سکتے تھے اتنا تو آپکے یہان کی روایات سے بھی ثابت ہی کہ حضرت نے قرآن جمع فرمایا اور لوگون پر ظاہر بھی فرما دیا پھر اگر آپکے خلفا طالب حق ہوتے تو نہایت

ممنون ہوکر اوسی قرآن کو شائع کرتے اور زید بن ثابت وغیرہ کو قرآن جمع کرنیکی
زحمت نہ دیتی اور کوئی ایسا خیال نکرے کہ یہ قرآن خود حضرت عثمان کا جمع کیا ہوئی
اون بیچارے مین تو اتنی بھی قابلیت نہ تھی بلکہ اونھون نے لوگون سے جمع کروایا
اور قبل اوسکے حضرت ابوبکر رض کے حکم سے بھی مرتب ہو چکا تھا مگر نہایت حیرت ہے
کہ جب حضرت ابوبکر رض کے زمانہ مین قرآن مرتب ہو چکا تھا اور حضرت عمر نے بھی اوسکو
جاری رکھا پھر حضرت عثمان رض کو دوبارہ جمع کروانے کی کیا ضرورت تھی دیکھو
از بسکہ بوجہہ بے فہمی کے آیات وسور مین ترتیب نزول کا لحاظ نہ رہا پس کیسا موقع
ایراد کا اہل شرک والحاد کو ہاتھہ آیا اگر وہ قرآن جس کو نفس رسول باب مدینہ علم نبی
نے مرتب فرمایا تھا جاری رکھتے تو تشکوک اہل ضلال کی راہ نپاتے **قولہ** اور متعہ کو
بھی جاری نکیا **اقول** برابر متعہ کے جواز و مشروعیت کا حکم وہ جناب اور
اونکی اولاد اطیاب بیان فرماتے تھے پھر آپکا یہ کہنا کہ متعہ کو جاری نہ کیا کیا یعنے
رکھتا ہی خود حضرت عمر رض کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر کس دھڑلے سے
متعہ کیا کرتے تھے لوگون نے اون سے کہا کہ تم متعہ کرتے ہو اور تمہارے باپ نے
متعہ کو حرام کیا ہی فرمایا کہ حلال خدا و رسول میرے باپکے حرام کرنے سے کب حرام
ہو سکتا ہی **قولہ** تراویح بزعم شیعہ بدعت عمری تھی وہ بھی قایم رکھی **اقول** تراویح
کے بدعت ہونے کا تو خود حضرت عمر ہی نے اقرار کیا ہی اور اہلسنت کے علما بھی اوسکو بدعت
کہتے ہین مگر حسنہ اور یہ خیال آپکا کہ اوس بدعت کو جناب امیر ع نے جاری رکھا غلط
ہی بلکہ نہایت مبالغہ کے ساتھہ حضرت نے اوس بدعت کو برطرف کرنا چاہا مگر لوگون نے
نہ مانا چونکہ حضرت ابوبکر و عمر رض نے اپنے دست ظلم و تعدی کو صرف اہلبیت ہی
پر صاف کیا تھا اور باقی لوگون کے ساتھہ ظاہر مین خوش سلوکی اور خوش رفتاری
کرتے تھے اسوجہہ سے عوام الناس اونکو نہایت دوست رکھتے تھے اگر حضرت امیر ع کو

بھی ویسا ہی اطمینا حاصل ہوتا جیسا کہ خلفائے ثلثہ کو حاصل تھا تو دیکھیے کہ دین کو
کتنی رونق ہو جاتی اور کسی بدعت کا دنیا مین نام بھی نرہتا مگر اسکا وبال تو انھین
کی گردن پر رہا جنہون نے حضرت کو ایک روز بھی آسودہ نرہنے دیا **قولہ** خوفناکی
جناب امیرع کی کہان تک بیان ہو ان کا سارا مذہب خوفناکی سے پیدا ہوا ہی **اقول**
اکثر بلکہ کل انبیا و اوصیا نے خوفناکی ہی کی حالت مین بسر فرمائی ہی خود جناب سرورکائنات کی
ابتدا مین کیسی خوفناک حالت تھی اور اوسی خوفناک حالت پر صبر فرما کر مذہب حق کو
قایم کر گئی انبیا اور اوصیا تو اسی غرض سے مبعوث اور منصوب ہوتے تھے کہ ظالمون کے
جفاؤن پر صبر فرما کر تعلیم احکام و ہدایت انام مین کوشش فرمائین نبوت و خلافت
سلطنت نہین جیسا آپ سمجھتے ہین اور نہ بعثت انبیا سے غرض خدا کی یہ ہی کہ
لوگ قہرا اونکی اطاعت و فرمان برداری کرین **قولہ** پس وعدہ الہی بہ نسبت
تبدیل خوف کے امن سے جناب امیرع مین کس وقت ظاہر ہوا کہ موعود من اللہ
یہ بھی ہون اور کوئی کہ جنکے حق مین وعدہ وفا ہوا اور اونکا خوف بدل گیا امن
سے نہون **اقول** اسکا جواب تو آپہی کو دینا چاہیے کہ اس آیت کو کھینچ کھانچکر
وعدہ خلافت پر ڈہالتے ہین کیونکہ جناب امیرع بنا بر آپکے اعتقاد کے چوتھے خلیفہ
موعود تھے پھر بنا بر آپکے مزعوم کے ضرور ہوا کہ اوس جناب کو بھی تسلط فی الارض
ویسا ہی ہوتا جیسا کہ خلفائے ثلثہ کو ہوا اور اوس جناب کے عہد خلافت مین
بھی اوسی طرح تمکین دین اور تبدیل خوف بہ امن ہونا چاہیے جس طرح خلفا کے
زمانہ مین ہوا پس کیون خدا نے حضرت علیع کے باب مین وعدہ خلافی کی **قولہ**
یعبدوننی ترجمہ عبادت کرین گے میری عبادت کرنے کے نسبت جمیع خلفائے
راشدین کی طرف اور اونکے اتباع کی طرف ہی کہ جمع کے صیغہ سے ارشاد فرمایا
ہی جہاد کرنا کافرون سے یہ بھی عبادت ہی **اقول** لیستخلفنھم اور لیمکنن

بھو اور لیبدلنہ میں بھی تو ضمیرین جمع کی ہین پھر کیون اونکو مخصوص شیوخ ثلثہ سے کیا ہمارا تو اعتقاد یہ ہی کہ شیوخ ثلثہ اونکی ہرگز مراد نہین ہو سکتی اسلیے کہ خدانے وصف عنوانی موعودین کا ایمان اور عمل صالح قرار دیا ہی اور ان دونون صفتون سے اون تینون صاحبونکو کچھ بہرہ نہ تھا چنانچہ اونکے حالات کے تتبع سے ہر عاقل منصف یقین کرسکتا ہی دیکھو خدانے سچے مومنین کی شناخت کی کیا علامتین قرار دی ہین فرماتا ہی والذین امنوا وھاجروا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھو المومنون حقاً جن لوگون نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا مین اور جن لوگون نے جگہ دی اور نصرت کی وہی سچے مومن ہین جہاد کرنا اون لوگون پر صادق نہین جو مثل بقالون کے لشکر مین ہون اور نہ اون لوگون پر جو ہمیشہ بھاگا کیے ہون **قولہ** لیکن جناب امیرؑ کو بطفیل صحابہ اور خلفاے ثلثہ بعد فتوحات اسلامیہ کے سامان ذکر الہی کا خوب میسر آیا چنانچہ بہار ون خاندانونکو یہ وہ نجتا ہی اور شیعہ ان خاندانون مین نہین **اقول** مولف صاحب کی بیحیائی اور ناصبیت قابل تماشا ہی سبحان اللہ جناب امیرؑ کو صحابہ کے طفیل سے سامان ذکر الہی کا میسر ہو حقیقت مین مولف صاحب سچے سُنی ہین وہ سنی ہی نہین جسکو جناب امیرؑ سے عداوت نہو ہان ایک راہ سے ہم بھی بادی النظر مین مولف صاحب کے ہم خیال ہوسکتے ہین وہ یہ ہی کہ ازبسکہ منافقین صحابہ و خلفاے ثلثہ نے غصب خلافت کرکے جناب امیرؑ کو خانہ نشین و عزلت گزین کردیا تھا تو اس حال مین ظاہربین لوگ یہ خیال کرسکتے ہین کہ اس حال مین جناب امیرؑ کو بوجہ فارغ البالی کے سامان ذکر الہی کا خوب میسر ہوا مگر یہ وہی لوگ خیال کرسکتے ہین جو خلافت کو جلافت سمجھکر اوسکی تعبیر سلطنت سے کرتے ہین ورنہ جو لوگ حقیقت بین ہین اور خلافت کو تمشیت احکام الہی سمجھتے ہین اونکا تو اعتقاد یہ ہی کہ ایک بڑا حصہ عبادت

اور ذکر الہی کا بسبب ظلم منافقین صحابہ و خلفاے ثلثہ کے جناب امیرؑ کے ہاتھ سے جاتا رہا اور یہ چار خاندان جو آپنے ذکر کیے ہین معلوم نہین کون خاندان مراد ہین اگر مراد مذاہب اربعہ حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی ہین تو آپ ہی تبلایے کہ وہ کون سا ذکر الہی ہی جو اونکو میسر ہی اور شیعونکو جو پیرو اہل ذکر کے ہین میسر نہین ایک نماز ہی کو دیکھو جو ستون دین ہی اوسکی ماہیت آپ لوگون کو آج تک معلوم نہوئی حالانکہ نماز ایک ایسی چیز تھی جسکو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع عام مین سالہا سال شب و روز مکرر پڑھا کرتے تھے پھر آجتک آپ لوگون کو معلوم نہوا کہ کس طرح پڑھنی چاہیے ہاتھ کھولکر جیسا مالکی پڑھتے ہین یا ہاتھ باندھکر اور ہاتھ باندھے تو ہاتھونکو کہان رکھنا چاہیے ناف کے نیچے یا ناف پر یا اوسکے اوپر اور اگر مراد چار خاندان سے فقرا کے خاندان ہین تو وہ ذکر الہی جو درحقیقت ذکر شیطان ہی ہی آپ ہی لوگون کو مبارک اذا غنت امارداو نساء ترا قصت المشائخ حیث شاءوا **قولہ** اور خلفاے راشدین مین ہونا جناب امیرؑ کا ثابت ہوگیا بزعم شیعہ موعود من اللہ ہونا جب ثابت ہو کہ جب جناب امیرؑ مذہب خاصہ خلاف خلفاے ثلثہ کے نہ رکھتے ہون **اقول** جنکو آپ لوگ بمصداق برعکس نہند نام زنگی کافور خلفاے راشدین تصور کیے ہوے ہین حاشا کہ جناب امیرؑ اونمین شامل ہون جناب امیرؑ تو اون خلفاے راشدین اور ائمہ معصومین مین ہین جنکی خبر مکرر جناب رسولخدا نے دی ہی اور فرمایا الائمۃ بعدی اثنا عشر الخلیفۃ بعدی اثنا عشر جناب امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تو امام ہی بیٹا امام کا ہی بھائی امام کا ہی باپ نو اماموں کا ہی نوان اونکا قائم ہی جنکے اسماے متبرکہ ہمراہ اسم مبارک جناب رسولخدا نے عرش پر لکھے ہین دیکھو تمہارے یہان بھی اس قسم کی روایتین ہین خلفا آپکے کس شمار مین تھے اونکا مذہب ہی کیا تھا کسکو تمنا ہی کہ جناب امیرؑ خلفاے ثلثہ کی

قطار مین شمار کیے جاوین جو بزرگ ہم پلہ اور ہم رتبہ انبیاے مرسلین کا ہو جن کے فضائل سے کتب فریقین مملو ہون اونکا مقابلہ ابوبکر و عمر و عثمان و معویہ سے کیا جاوے یہ بھی زمانہ کی خوبی ہی چنانچہ خود جناب امیرؑ فرماتے ہین انزلنی الدھر ثم انزلنی حتی قیل علی و معویہ پست کیا مجھکو زمانہ نے پھر اور پست کیا یہان تک کہ کہا گیا علی اور معویہ **قولہ** اور سنت و جماعت کے نزدیک کوئی مذہب خاصہ تقیہ نہین رکھتے تھے بلکہ انہین ہی شامل تھے تو خلفاے راشدین اور موعود من اللہ بھی تھے **اقول** علماے اہل سنت و جماعت بھی مقر ہین کہ اکثر مسائل فقہیہ مین مذہب جناب امیرؑ کا خلاف مذہب اور صحابہ کے تھا اور آپکے خلفاے ثلثہ تو بہ فضل خدا مسائل فقہیہ سے نابلد تھے اونکا مذہب ہی کیا ہوتا اور کوئی شیعہ یہ نہین کہتا کہ جناب امیرؑ ہر محل اور ہر چیز مین تقیہ فرماتے تھے اور پیشتر بیان ہو چکا کہ تقیہ شعار انبیا کا تھا اور خود ہمارے پیغمبرؐ نے بعض مقامات مین تقیہ فرمایا ہی اور آیہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان اور آیۃ الا ان تتقوا منھم تقیۃ سے جواز تقیہ کا بخوبی ثابت ہی اور ہر عاقل محل تقیہ مین پابندی تقیہ کی کرتا ہی اور حاشا ثم حاشا کہ جناب امیرؑ آپکے خلفاے راشدین مین شامل ہون **قولہ** اور موعود من اللہ بھی تھے **اقول** بلکہ منصوب من اللہ بھی تھے مگر نہ اس آیت مین اس آیت مین تو جیسا کہ مکرر بیان کیا گیا خلافت یعنے نیابت نبی کا وعدہ کسی سے بھی نہین ہوا **قولہ** اور جو فضیلتین خلفاے راشدین کو اس وعدہ مین ثابت ہین وہ جناب امیرؑ کو بھی ثابت ہین **اقول** آپ ایسے لکیر کے فقیر اس آیت استخلاف سے خلفاے ثلثہ کی فضیلت سمجھتے ہونگے اور اپنے ہی ایسے خوش فہمونکو اپنے ان بیانات بی سروپا سے خوش حال کر سکتے ہین اگرچہ آپ خلفا کی دوستی کا دم بھرتے ہین مگر حقیقت مین تو آپ اونکے ساتھ دشمنانہ رفتار کرتے ہین سچ ہی دشمن دانا بہ

از دوست نادان ایسے بے تکے فضیلتون کو شیعون کا مرد مقابل ہوکر بیان کر سکے اونکو غیظ مین لاکر آگے کیا کہون کیا کرتا ہی آپ ایسے بے سروپا مطالب کو فقط اپنے خوش اعتقادون ہی کے مجمع مین بیان کرکے اونکو خوش حال کردیا کیجیے چھپوا کر شائع نہ کیا کیجیے البتہ اگر آپنے اسکو اپنے مانگ کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہو تو بات ہی اور ہی **قولہ** لا یشرکون بی شیئا نہین شریک کرینگے میری ذات مین کسی ذات کو یہ دلیل ہی اوپر خلفائے موعود من اللہ کے خاتمہ بخیر ہونے کے اور ابتدائے ایمان سے بغایت جان بحق ہونے تک ثبوت ایمان اور لزوم کلمہ تقویٰ کے **اقول** اگر مان بھی لیا جاوے کہ یہ ترجمہ آپکا صحیح ہی اور یہ فرض کرلیا جاوے کہ مراد اس سے بیان اونکی حالت آئندہ کا ہی تو آپکا کیا فائدہ اگر آپکے خلفا دنیا مین رونق افروز نہ ہوئی ہوتی اور اقوال وافعال و حرکات و سکنات اونکے ہمین معلوم نہ ہوئے ہوتے تو البتہ آپکو اس شیخی بھگارنے کا موقع ملتا کہ ہمارے خلفای موعود جو آنے والے ہین ایسے اور ویسے ہونگے مگر جب آپکے خلفا کی ساری سرگذشت ہمارے پیش نظر ہی جس سے ہم بہ یقین جانتے ہین کہ اونکو ایمان سے بہرہ ہی نہ تھا بلکہ درجہ اول کے مصداق آیہ کریمہ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کے تھی اور فرد کامل حدیث شریف سیجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک انھم لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم مذ فارقتھم کے تھی پھر کیونکر کوی عاقل خبیر توہم کرسکتا ہی کہ اس آیت مین ایسے لوگون کی حالت آئندہ کا بیان ہی اور مراد الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات سے وہی ہین روایات شیعہ نے تو بالکل دھجی اوڑا دی ہی اگر اونھین روایات پر اقتصار کرین جو کتب اہل سنت مین ہین تو بھی منصف طالب نجات پر حق واضح

ہو جاوی گا **قولہ** کس سبب سے کہ لفظ امنوا وعملوا الصالحات کو بصیغہ ماضی
بیان فرمایا ہی اور یعبدوننی اور لا یشرکون کو بصیغہ مضارع یعنے زمان
حال و استقبال مین تعبیر کیا معلوم ہوا کہ تینون زمانے اونکے ایمان اور عمل صالح
سے خالی نہین ہونے کی اور شرک بھی اون سے نہین ہونے کا **اقول** ماشاء اللہ
کیا خوب تحقیق فرمائی ہی یہ تحقیق ابھی تو اور آپکے لیے وبال ہو گئے اس سے تو اون
مومنین کے جنکو وعدہ دیا گیا ہی عصمت ثابت ہوتی ہی بنا بر اسکے چاہیے کہ وہ
لوگ ایسے ہون جنہون نے ابتداے عمر سے آخر عمر تک کبھی شرک کیا ہو اور کوئی
زمانہ اون کا ایمان اور عمل صالح سے خالی نہ رہا ہو پھر یہ بات تو آپ کے تینون
بزرگوارون کو نصیب نہین ہوئی بیس تیس چالیس برس تک بت
پرست رہے مسلمان بھی ہوئے تو کیا پیغمبر ایسے معلم کی صحبت مین رہ کر احکام
شرعیہ سے جاہل رہنا پیغمبر کی نبوت مین شک کرنا پیغمبر کے افعال پر اعتراض
کرنا جہاد سے بھاگ کر غضب خدا کا مستحق ہونا بعد پیغمبر کے اونکے اہل بیت کو
ذلیل و خوار کر دینا اونکے حقوق کو پامال کر دینا مومنین صحابہ کو انواع و اقسام
کی اذیتین دینی فجار و فساق کا اعزاز و احترام کرنا اونکو مقرب بنانا اسیکو ایمان
سمجھتے ہین یہی عمل صالح ہی آپ لوگون کی مثال اوس قحط زدہ فقیر کی ہی جس سے
پوچھا گیا دو اور دو کی ہوئی گھبرا کر بول اوٹھا چار روٹیان ایسا ہی آپ لوگ
قرآن مین اگر کوئی ایسی آیت دیکھتے ہین جس سے کچھ بھی نکل سکے تو بے سمجھے
گھبرا کر کہہ دیتے ہین کہ مراد اس سے ہماری خلفا ہین **قولہ** اور الزام کلمہ تقوی
عبارت اسی سے ہی جو فرماتا ہی اللہ تعالے الزمہم کلمۃ التقوی وکانوا
احق بہا و اہلہا یعنے لازم کیا اونکو کلمہ تقوی کا اور وہ تھے ہی اسکے لائق
اور اہل اوسکے اور اوس سے رد ہوا قول شیعون کا کہ ہمہ صحابہ مرتد شدند الا

جز نہین کہ استعمال مین بجز ایک معنی کے دوسرے معنی کا ارادہ نہین ہو سکتا ۱۲ منہ

برگشتند **اقول** اس آیت سے شیعون کے مذہب کا ثبوت ہوتا ہی نہ یہ کہ اس آیت سے
اونکا مذہب رد ہوا اسلیے کہ مراد الزام کلمہ تقوی سے یہ نہین کہ خدا نے اونکو مجہول
و مجبور و مقہور کر دیا ہو التزام و پابندی کلمہ تقوے پر جیسا کہ آپ سمجھے ہین بلکہ مراد
یہ ہی کہ اون پر لازم اور واجب کر دیا پابندی کلمہ تقوے کو اور چونکہ وہ لوگ ہمیشہ
خدمت نبی مین رہکر مشاہدہ آیات و معجزات کا کیا کرتے تھے اور نظریات اونکی
نظرون مین بدیہات کے حکم مین ہوگئے تھے پس وہ لوگ بہ نسبت اورون کے
جنکو یہ بات حاصل نہین ساتھہ پابندی تقوے کے لائق تر و سزاوار تر ہین اور
ایسی حالت مین اگر مخالفت تقوی کی کرین گے تو عذاب بھی اون کا دو چند ہوگا
جیسا کہ خدا پیغمبر کے ازواج کے باب مین فرماتا ہی کہ اگر وہ معصیت کرینگی
تو اونپر عذاب بھی دو چند ہوگا اور اگر مراد کلمہ تقوے سے کلمہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ہے جیسا کہ آپکے بعضے مفسرین نے کہا ہی بس مراد یہ ہے
کہ حقیقت مین مومن وہی لوگ ہین جو ان دونون کلمون کے مقتضی پر رفتار کرین
بمفاد اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری اوامر
خدا و رسول مین سرگرم رہین بمفاد یا ایہا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین
کفروا زحفا فلا تولوہم الادبار ای وہ لوگ جو سچے دل سے ایمان لائے
ہو جب ملاقات کرو تم کافرون سے میدان جنگ مین پس نہ پھیرو تم اون کی
طرف اپنی پشت یعنے فرار نہ کرو۔ ہمیشہ معارک جنگ مین کافرون پر اپنی غلظت
اور شدت دکھاکر اونکے قتل مین سعی و کوشش کیا کرین معرکہ جنگ سے بھاگ کر
مستحق غضب خدا نہون دیکھو آپکے شیوخ ثلثہ اطاعت اوامر خدا و رسول مین
کیسے تھے کفار کے مقابل مین غلظت و شدت دکھاکر اون سے جہاد کرنے مین
کس درجہ پر تھے آپ اپنے ہی یہان کی روایات سے ثابت کر دیجیے کہ کسی معرکہ مین

کسی کافر کے مقابل ہوکر اوسکو قتل کیا ہو کوئی معرکہ مردانہ ما نہیں جسمین بھاگے ہون اگر درد ایک مقام پر بھی ان حضرات سے آثار شجاعت ظاہر ہوئے ہوتے تو ہم ضرور اونکو بھاگنے مین معذور رکھ سکتے تھے سچے مومن وہی لوگ ہین جو توحید و نبوت مین کبھی شک نہین کرتے تھے وہ لوگ جو کبھی خیال نہین کرتے تھے کہ خدا اور رسول نے ہمکو جھوٹا وعدہ دیا۔ یہ آیت بھی اونھین آیات کے ضمن مین مذکور ہی جن آیات مین صلح حدیبیہ کا ذکر ہی فانزل اللہ سکینۃ علیٰ رسولہ وعلے المومنین والزمھم کلمۃ التقوی وکانوا احق بھا واھلھا یعنے سکینہ واطمینان کو خدا نے اوتارا اپنے رسول اور مومنین پر اور واجب ولازم کر دیا اونپر التزام و پابندی کلمہ تقوی کو اور تھے وہ سزاوار اوسکے اور اہل اوسکے یعنے باوجودیکہ دخول مکہ سے منع کر دیئے گئے مگر اونکی قوت ایمان مین کچھ بھی تزلزل نہوا اور کسیطرح کے شک نے اونکے دل مین خطور نکیا دیکھو صلح حدیبیہ مین کسینے کلمہ تقوے کو چھوڑ کر نبوت جناب رسول خدا صلعم مین شک کیا تھا اور کسنے خدا اور رسول صلعم کی طرف نسبت وعدہ خلافی کی دی تھی حضرت عمر ہی تو تھے یا اور کوئی پھر کیسا پر زور شک ہوا کہ فہمایش جناب رسول خدا صلعم بھی کارگر نہوئے دوڑے ہوئے حضرت ابوبکر کے پاس جاکر فرمانے لگے کیا یہ شخص رسول خدا صلعم نہیں حضرت ابوبکر نے فرمایا کیون نہین کہا پھر کیا وہ ہمکو وعدہ نہ دیتا تھا کہ تم لوگ بخوف مسجد الحرام مین داخل ہوگے حضرت ابوبکر رض نے فرمایا کیون نہین کہا کہ پھر یہ ذلت صلح کی کیون گوارا کرتا ہی حضرت ابوبکر رض نے کہا کہ کیا پیغمبر نے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال داخل ہوگے یہ ملخص اوس روایت کا ہی جو آپہی کے یہانکی کتابون مین مذکور ہی خود حضرت عمر رض کا قول ہی کہ جیسا اوسروز مجکو نبوت رسولخدا صلعم مین شک ہوا کبھی نہین ہوا کاش جناب

رسول خداؐ فرما دیتے کہ بسم اللہ ہمین میدان ہمین گو ایک حملہ عمری فرما کر کفار کو
پس پا کر دیجیے اور اپنے سطوت و صولت سے اسلام کی عزت نمایان فرما دیجیے مگر جو
ایسا فرماتے انکو تو معلوم تھا کہ یہ سب فقط زبانی غرفش ہی اور مقصود اصلی اس طعن
و ایراد سے صرف یہ ہی کہ عوام الناس کے ذہن نشین ہو جاوے کہ یہ حضرت خدمت
جناب رسول خداؐ مین بہت بڑا تقرب رکھتے ہین اور اس سے کسی نکسی موقع پر
بہت بڑا کام نکلے گا ورنہ حضرت کی وہی حالت ہوتی جو احد مین ہوئی تھی اور
اگر مراد کلمہ تقوے سے پرہیزگاری اور پابندی احکام شرعیہ ہی تو مراد اس
آیت سے یہ ہے کہ تنہا صحبت پیغمبرؐ کی بکار آمد نہین بلکہ اوسکے ساتھ تقوے
اور پابندی احکام شرعیہ اور ثبات قدمی جہاد اعدا مین بھی ضرور ہی اس آیت کو
ہرگز دلالت اسپر نہین کہ اصحاب رسول خدا کل پابند کلمہ تقوے کے تھے یا
کون تھا اور کون نہ تھا بلکہ تشخیص اسکی کہ کون پابند تقوے تھا اور کون نہ تھا
خارج سے ہونی چاہیے جیسا شیعون کا طریقہ ہی اور اگر مراد کلمہ تقوے سے جناب
امیرؑ ہون جیسا کہ آپکے یہان کی روایات سے ثابت ہی کہ جناب رسو خداؐ نے فرمایا
کہ خدا نے مجھ سے کہا ان علیا رایۃ الھدی و امام اولیای و نور
من اطاعنی وھو کلمۃ التی الزمتھا المتقین پھر تو شیعون کا مذہب
اس آیت سے اچھی طرح ثابت ہی کہ اونھین نے اوس جناب کو بعد جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امام خلق اور ہادی دین مانا ہی آپ لوگون کا مذہب
البتہ اس آیت سے رد ہوتا ہی کہ خلیفہ برحق اور ہادی مطلق کو چھوڑ کر ایسے شخص کو
ہادی قرار دیا ہی جو خود محتاج اسکا تھا کہ کوئی اوسکی ہدایت کرے افمن یھدی
الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف
تحکمون اور معلوم نہین کہ آپنے دو جملہ آخر کے فارسی مین کیون ذکر کیے اگر

مقصود اظہار لیاقت تھا پس اگر آپ عربی مین اصل اوس حدیث کو نقل کر دیتے
جو اس باب مین وارد ہی تو اور زیادہ آپکی لیاقت ظاہر ہو سکتی تھی قریب اس
مضمون کے حدیث مین ہی کہ ارتد الناس بعد رسول اللہ الا اربعۃ
یعنے کل لوگ بعد جناب رسول خدا صلعم کے مرتد ہو گئے مگر چار شخص الناس مین الف
لام عہد کا بھی ہو سکتا ہی کہ مراد اس سے اہل مدینہ ہون باستثنائے بنی ہاشم اور یہ
فرمایش معصوم کی بہت صحیح ہی اسلیے کہ مراد ارتداد سے اس حدیث مین یہ نہین کہ
یہودی یا نصرانی یا بت پرست ہو گے بلکہ مراد یہ ہی کہ جسکو جناب رسول خدا صلعم اپنا
خلیفہ مقرر فرما گئے اور جس کی تبعیت و فرمان برداری کا کل امت کو حکم دے گئے
اُسکو چھوڑ کر ایک ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کر لیا جسکے ذریعہ سے اپنے اغراض حاصل
کر سکین پھر ایسا ہی تو ہوا بجز سلمان و مقداد و ابوذر و حذیفہ کے کسنے استقامت
کی حضرت عمار کو بھی ایک گونہ لغزش ہو گئی تھی مگر سنبھل گئے سوا ان حضرات کے اور
کون ظاہر بظاہر حضرت امیر ع کی خلافت حقہ کا اعلان کرتا تھا اگرچہ باطنا اور لوگ
بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے مگر بوجہ خوف یا کسی غرض و مصلحت سے ساکت تھے اہل
دنیا کی حالت کو منصفانہ دیکھو احوال امم سابقہ مین تامل کرو بمفاد حب الدنیا
راس کل خطیئۃ محبت دنیا کی بہت بری چیز ہی آدمی کو اندھا کر دیتی ہی دیدہ
و دانستہ باغوائے شیطان خبیث اور بہ تبعیت نفس امارہ اون افعال قبیحہ کا مرتکب
ہو جاتا ہی کہ اگر خود اوسی سے قبل از ارتکاب پوچھا جاتا تو بے تامل اوسکے مرتکب پر
حکم کفر و ارتداد کا کرتا اور یہ حالت گویا مقتضائے طبیعت بشریہ ہی بہت کم لوگ
ہین جو مخالفت ہوائے نفسانی کر کے مقتضائے عقل سلیم پر رفتار کرین وقلیل
ماھم وقلیل من عبادی الشکور اور یہ حالت نوع انسان کی ابتدائے
خلقت سے تھی اور تا زمان انقراض خلقت رہیگی وقایع سابقین اور سوانح ماضیین

اور طرز رفتار موجودین شاہد عدل ہین اور نیز بمودائے الحق مرّ اور ماترک
الحق لی صدیقا آنحضرت مقتضائے حق پر رفتار اور میل نکرنا طرف یمین ویسار کے
بہت دشوار ہی ہر شخص کا کام نہین ہزارون مین ایک شخص بھی تو برابر نام نہین
وما وجدنا لاکثرھم من عھد وان وجدنا اکثرھم لفاسقین اگرچہ
ہمارے پیغمبر جمیع انبیائے سابقین سے اشرف اور بہتر ہین لکن معاذ و ما کنت
بدعا من الرسل حضرت کا بھی طریق ہدایت اور طرز معاشرت مثل اور رسولونکے
تھا اور نیز حالت اون لوگون کی جو حضرت پر ایمان لائے تھے مثل اون لوگونکے
حالت کے تھے جو انبیائے سابقین پر ایمان لائے تھے نہ حضرت کی ہدایت میں یہ
تاثیر قہری قرار دی گئی تھی کہ ہر شخص کو کامل الایمان کردے نہ انبیائے سابقین کی
ہدایت مین بلکہ ہر شخص مین موافق اوسکے قابلیت کی ہدایت حضرت کی تاثیر کرتے
تھے فمنھم شقی وسعید چونکہ شقی بہ نسبت سعید کے زیادہ ہوتے ہین
اسی وجہہ سے خدا نے شقی کو ذکر مین مقدم کیا ہی یہی حال انبیائے سابقین کی
ہدایت یافتون کا تھا اگرچہ خدا بندون کی گمراہی کو نہین چاہتا اور اوسکی یہہ
قدرت مین ہی کہ تمام نوع انسان کو ایک ویترہ پہ پیدا کرکے مجبول ومجبور کردے
اپنے بندگی پر ولو شاء اللہ لھدی الناس جمیعا ولکن بمقتضائی حکمت
بالغہ ومصلحت کاملہ جسکو اوسکے اولیائے مقربین خوب سمجھتے ہین اور اوہین کے
بیانات شافیہ سے ہملوگ بھی بعد تصفیہ باطن کی سمجھ سکتے ہین خدا نے نوع انسانکو
اختیار طریق نجات وہلاکت مین فاعل مختار قرار دیا ہی البتہ دونون راہین
نہایت وضوح کے ساتھ انبیا کو بھیجکر دکھلا دین دیکھو اصحاب نبی بھی تو بشر تھے
انواع واقسام کی خواہشین رکھتے تھے سب یکمرتبہ ایمان مین نہ تھے
تباغض وتحاسد بھی اونکے درمیان مین بکثرت تھا مناسب دنیویہ کے بھی آرزو

رکھتے تھے خود حیات جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین انواع واقسام
کے افعال ناشائستہ کے مرتکب ہوتے تھے قرآن کی آیات کو بنظر تدبر تلاوت کر کے
دیکھو کتنی آیتین اونکی مذمت مین ہین اونکی بھی سیرت پر نظر کر کے سمجھو کیسی تھی دیکھو
جناب امیر علیہ السلام سے کس قدر اسباب حسد وبغض وعداوت اونکے لیے مہیا تھی
جس لڑائی سے وہ بھاگ کر ذلیل ہوے اوسی لڑائی پر جناب امیرؑ کس اعزاز
واحترام سے بھیجی گئے اور فتحیاب واپس آئے جناب سیدہؑ کی مناکحت کی لوگون نے
کیسی کیسی خواہشین کین خائب وخاسر رہے آخر جناب امیرؑ کو یہ دولت بھی
نصیب ہوئی پھر کس عنوان سے کہ جناب رسول خداؐ اونھین لوگونکے مجمع مین
فرمائین کہ اگر علی ؑ نہ ہوتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہ کا کوئی کفو اور ہم پلہ نہوتا آدم
ومن دونہ پھر کیفیت عقد حضرت فاطمہ زہرا و علی مرتضےؑ جو بامر خدا آسمان پر
واقع ہوا اوس شدومد سے بیان فرمائین جو کتب اہل سنت مین مذکور ہین حضرت
ابوبکر کو چند آیتین سورہ برائت کی دیکر مکہ روانہ فرمائین جب وہ ایک منزل راہ طے
کر چکے تو بامر خدا اونکو معزول کر کے جناب امیرؑ کو معین فرمائین پھر جب وہ بیچارے
نے آکر عرض کی کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی جو آپنے مجھے معزول فرمایا حضرت نے فرمایا
کہ جبرئیل آئے اور خدا کی طرف سے بیان کیا کہ یہ کام ایسا ویسا نہین اسکے لیے یا
تم خود جاؤ یا ایک ایسے شخص کو بھیجو جو تمسے ہو اور وہ علیؑ ہے سبکے دروازے
جو مسجد مین تھے بند کر دیے گئے مگر حضرت علیؑ کا دروازہ بدستور کھلا رہا جب
لوگون نے اپنی ناگواری ظاہر کی جواب ایسا پایا جس سے اور زخمون پر نمک چھڑک
دیا گیا فرمایا نہ مین نے کسی کے دروازے کو بند کیا ہے نہ کسی کے دروازہ کو کھلا رکھا
دیا ہے جو کچھ کیا خدا نے کیا حضرت ابوبکر نے کتنا چاہا کہ ایک سوراخ ہی اونکی دیوار مین مسجد کے
جانب ہے قبول نفرمایا اس قسم کی وقائع کہانتک مذکور ہون اور یہ وقایع

ہین جسکو علمائے اہلسنت نے ذکر کیا ہی اگر ان وقایع کا ذکر نہو جو روایات شیعہ
مین مذکور ہین تو بخوبی ثابت ہو جاوے کہ وہ لوگ بسبب اتباع ہوای نفسانی کے
مجبور تھے غصب خلافت پر علاوہ ان امور کے مسلمانون مین بجز انصار کے کم تر
ایسے لوگ تھے جنکے خاندان مین سے دو ایک شخص کا خون راہ خدا مین حضرت
علی ع نے نہ فرمایا ہو اور عرب کا تعصب اس باب مین مشہور ہی اور آجتک یہ خصلت
اون مین مشہود علاوہ اسکے حضرت علی ع کے مزاج سے کل مسلمان واقف تھے کہ
کہ امر دین اور اقامہ حدود مین مراعات اور مداہنہ کا لگاؤ نہین قانون خدائے
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم پر پورا عمل ہی تقسیم بالسویہ کی عادت ہے
چنانچہ اسی وجہہ سے زبیر جو زمان خلافت خلفائے ثلثہ مین حضرت امیر ع کی بہی
طرف دار رہے اور طلحہ کہ وہ بھی جناب امیر ع کی طرف میلان رکھتے تھے جب بعد
قتل عثمان کے جناب امیر ع سے خوشی خوشی بیعت کر چکے اور دیکھا کہ مقصود دلی
اون کا حضرت علی ع سے حاصل نہوگا بحیلہ حضرت سے رخصت عمرہ کی
لیکر مکہ گئے اور وہان پہونچکر وہ فتنہ برپا کیا کہ جسکی اثر سے حضرت امیر ع ایکدن
بھی آسایش سے رہنے نہ پائے الحاصل یہ سب اسباب فراہم تھے جنہون نے
منافقین صحابہ کو مہیا کر دیا اسپر کہ خلافت حضرت علی ع تک نہ پہونچنے پائے
یہ تو ابو بکر رض کا خلیفہ مان لینا تھا جس مین بڑی بڑی امیدین تھین دیکھو بعد
غائب ہونے حضرت موسی ع کے بنی اسرائیل سامری کے اغوا سے گوسالہ کو اپنا معبود
کہنے کے باوجودے کہ علاوہ ادلہ عقلیہ کے حضرت ہارون چلایا کیے کہ تمہین دہوکہا
دیا گیا ہی تمہارا معبود خدا ہی مگر جوش مین ایسکے کہ اوس کلمہ حق کو اون سے سنین قریب
تھا کہ حضرت ہارونکو قتل کر ڈالین حالانکہ یہ جانتے تھے کہ حضرت موسے چند روز کے
بعد میقات پروردگار سے واپس آئینگے پھر اصحاب رسول خدا ص بھی تو مثل انھین کے

بشر تھے حضرات اہل سنت کا یہ خیال کہ وہ لوگ جو شب و روز خدمت رسول مین
رہتے تھے جنہون نے راہ خداہ مین کیسی کیسی جان فشانیان کین کیونکر ہو سکتا ہی
کہ دیدہ و دانستہ حق سے پھر جائین یہ بہت بڑا شبہہ حضرات اہل سنت کا ہی اور
بھی شبہہ اونکا سد راہ ہوتا ہی حالانکہ یہ اونکی بے فہمی کی دلیل ہی کیون حضرات
کیا وہ لوگ بشر نہ تھے کیا وہ لوگ معصوم تھے کیا اون لوگون سے زمان جناب
رسول خداؐ مین انواع و اقسام کی معصیتین صادر نہ ہوئین تھین کیا وہ اسباب
عداوت جناب امیرؑ سے جنکا ذکر ہوا اونکے لیے موجود نہ تھے حضرت موسے کے
اصحاب مین جنہون نے گوسالہ پرستی کی تھی اور ان مین کیا فرق ہی تہین بیان کرو
علاوہ اسکے جناب امیرؑ اور تمام بنی ہاشم اور بزرگان صحابہ نے کیون بیعت ابوبکر
رضؓ سے انکار کیا کیا ان لوگون کو فیضان صحبت رسولؐ سے بہرہ نہ تھا کیا ان لوگون نے
ترویج دین اور جہاد مشرکین مین جانفشانیان نہ کین تھین یہ تو وہ لوگ ہین جنکی
خوبی پر تمام اہل اسلام متفق ہین اگر خلافت ابوبکر رضؓ کی آیت استخلاف وغیرہ سے
ایسا ہی واضح ہوتے جیسا آپ لوگ مدعی ہین تو کیا وجہہ کہ ان بزرگان دین نے
تامل کیا اور پھر کیسا تامل و انکار کہ ابوبکر رضؓ کو ضرورت اسکی ہوئی کہ اسباب
آتش زنی کے ہمراہ عمرؓ کو ساتھ ایک جماعت کثیرہ کی دولت سرائے جناب سیدہؑ
پہ بھیجین کہ اونکو پکڑ کرکے آوین واسطے بیعت کے اور اگر استادگی کرین تو گھر جلا
دیا جاوے اور پھر جب حضرت علیؑ کو سامنے ابوبکر کے پکڑ لائے تو یہ تہدید یہ کہا
جاوے کہ بیعت کرو ورنہ تمہاری گردن مارینگے دیکھو اگر تمہاری کتابون مین
یہ باتین نہ ہون تو کہو کہ شیعہ افترا کرتے ہین اور بالفرض اگر یہ سب تہدید اور تخویف
نہ بھی ہوتی تو ایک مدت تک حضرت علی کا بیعت سے انکار کرنا کیا کم ہی کون علیؑ
جنکے بارہ مین پیغمبرؐ یہ فرمائین کہ علی کے حق ساتھ ہی اور حق علی کے ہمراہ جدہر علیؑ

پھرتے ہین اوسی طرف حق بھی پھرتا ہے سبحان اللہ منافقین صحابہ کا تو دیدہ و دانستہ حق سے پھرنا محال ہوا ورحضرت علیؑ جو نفس رسول ہون جنکا گوشت وخون گوشت وخون رسول خدا ہو جو اوسی نور سے پیدا ہوئے ہون جس نور سے پیغمبر خدا پیدا ہوئے جنکی محبت ایمان اور بغض کفر و نفاق قرار دیا گیا ہو جسکے ہمراہ حق ہوا ونکا اور دیگر بزرگان صحابہ کا حق سے منحرف ہونا محال ہو پھر کیسا انکار کہ مدت العمر یہی کہے گئے کہ میرے حق کو مجھ سے لے لیا اور مجھ پر ظلم کیا کیا جو کچھ فیضان صحبت جناب رسول م تھا وہ فقط منافقین ہی کے حصہ مین آیا تھا علاوہ اسکے یہی صحابہ تو تھے جنھون نے عثمان کو کس ذلت و رسوای سے قتل کرڈالا اور تین روز تک لاش اونکی دفن نہونے دی آخر اونکی قوم نے رات کے وقت اونکو یہودیون کے مقبرہ مین دفن کیا دیکھو اونھین لوگون نے تو عثمان کو قتل کیا جو شب و روز تلاوت قرآنکی کیا کرتے تھے کیا یہ آیت اونھون نے نہ دیکھی تھی ومن قتل مؤمنا متعمدا فجزائہ جہنم کیا سکے سب مثل حضرت عمار کے عثمان کو کافر جانتے تھے اس مقام پر صحابہ کے ملک سیرتی کیا ہوئے اگرچہ اسکے طلحہ و زبیر طلب خون عثمان ہی کے بہانہ سے جناب امیرؑ سے لڑے لیکن سب سے زیادہ تو طلحہ ہی کا زور و شور تھا قتل عثمان پر القاتل والمقتون کلاھما تبلاو اسکے بعد کیا کیا جاوے حضرات اہل سنت کا تو یہ اعتقاد ہی کہ جناب رسول خدام کے بعد سے مذہب اہل سنت و جماعت کا ہی سب لوگ ملے جلے ایک ہی مذہب پر تھے شیعون کا مذہب تو نو ایجاد اور بے بنیاد ہی دیکھو اپنے اس قول پر ثابت قدم رہنا کیون حضرات جناب رسول خدام کے بر سکے بعد شہادت جناب امام حسینؑ کے ہوی اور کتنے آدمی حضرت کے ہمراہ شہید ہوئے کیا فقط بہتر ہی آدمی اہل سنت و جماعت تھے جو حضرت کے ساتھ شہید ہو گئے باقی سکے سب رافضی تھے اگر وہ سب رافضی ہوتے تو ابن زیاد اونکو

کیون لکھتا کہ جناب امام حسین عم کو پیاسا قتل کرو جیساکہ اونکے باپ نے عثمان کو
پیاسا قتل کیا اوس زمانہ مین آپ لوگون کا سواد اعظم جو ہمیشہ سے برقرار رہا کیا
ہوگیا تھا کیا اوس زمانہ کے سنیون مین اتنی بھی حمیت نہ تھی جیساکہ اس زمانہ کے
سنیون مین ہر کہ ایک خلیفہ بلافصل کے کہنے پر آمادہ جہاد ہو جاتے ہین
اور اگر تھے تو پھر اون باحمیت سنیون کا مجمع کہان تھا کہ فرزند رسول م قتل ہو جاوے اور
اونکے عیال اسیر ہوکر دربدر پھرائی جائین اور اونکے کانون پر جون بھی نہ رینگے
اگر انصاف سے دیکھو تو باور کرسکتے ہو کہ شہادت جناب امام حسین عم کی بھی اوسی
روز اول کی کارروائی کا نتیجہ ہی ہمیشہ سے اہل باطل ہی کو قوت رہی اور یہی
حال امم سابقین کا بھی تھا پھر کیا استبعاد ہوسکتا ہی اگر بمجرد وفات جناب سرور خدا
منافقین صحابہ نے موقع پاکر حق کو اہل بیت رسول خدا م سے جدا کرکے مرتد ہوگئے
ہون **قولہ** ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھو الفاسقون اور جو کوئی
پھر جاوے گا بعد اسکے پس وہ لوگ وہی ہین بے حکم یعنی حکم الہی سے باہر ہو جانے
والے **اقول** یہ جملہ اس آیت شریف مین اوسی طرح ہی جسطرح آیۃ ویستخلفکم
فی الارض کے بعد لننظر کیف تعملون ہی یعنی ای بنی اسرائیل تم کو زمین مین
جا گزین اور ایک دوسرے کا جانشین کرے گا تاکہ دیکھے تمہارے اعمال کیسے ہوتے
ہین پس اس آیت مین بھی خدا اونھین مومنین کے نسبت جنکو وعدہ دیا ہے
فرماتا ہی کہ اور جو لوگ تم مین سے کفر کرین گے اور حق کو پوشیدہ کرین گے بعد حصول
اوس اطمینان کے اور ظہور حقیت اسلام کی پس وہ لوگ بہت بڑے فاسق اور
نافرمان ہین ایسے ہی لوگون کی خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حدیث حوض مین دی ہی جسکا ذکر ہوچکا ایسے ہی لوگون کے بارہ مین خدا
فرماتا ہی افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ایسے لوگون کی طرف

اشارہ ہی اس آیت مین فاذا جاء الخوف رایتھو ینظرون الیک تدور اعینھم کالذی یغشی علیہ من الموت فاذا ذھب الخوف سلقوکم بالسنۃ حداد اشحۃ علی الخیر اولیئک لم یومنوا یعنی جب خوف کا وقت آتا ہی اور دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو مارے خوف کے آنکھین نکلی پڑتی ہین گویا سر پر موت چھا گئی ہے اور جب وہ خوف جاتا رہتا ہے تو وہ لوگ نہایت تیز زبانیان کیا کرتے ہین گویا اون سے بڑھکر کسی کو رغبت خیر ہی نہین اور گویا وہی سچے خیر خواہ ہین ایسے لوگون کو سمجھو کہ حقیقت مین ایمان نہین لائے انصاف سے دیکھو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے زمانہ مین یہ حالت کن لوگون مین تھی مقامات خوف شمار کر کے جانچو پہلا مقام خوف کا اہل اسلام پر جنگ بدر ہے تمہین بتلاؤ ابو بکر و عمر رض نے اس لڑائی مین تلوار جھلکا اور چمک بھی دیکھی یا نہین دوسرا مقام خوف کا جنگ احد ہی جس لڑائی مین قریب تھا کہ کفار مکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو قتل کر ڈالین اس لڑائی مین خلفاے ثلثہ کی کیا کیفیت ہوئی حضرت عمر تو اپنی کیفیت خود بیان فرماتے ہین کہ مثل بز کوہی کے پہاڑون پر اوچکتا بھاگا جاتا تھا اور حضرت عثمان تو تین روز کے بعد پھرے تیسرا مقام خوف کا جنگ احزاب ہی جسکے باب مین یہ آیت نازل ہوئی ہی دیکھو جب عمرو بن عبد ود خندق پھاند کر مسلمانون کے مقابل مین آکر مبارز طلب ہوا اور الا رجل الا رجل کا شور مچانے لگا تو حضرت ابو بکر اور عمر و عثمان کہان تھے اور اون حضرات کی کیا حالت ہوتی تھی اوسنے تو حضرت عمر کا نام بھی لیکر پکارا تھا پھر حضرت نے چون بھی کیا تمہین بتلاؤ کس نے جا کر اوس کافر عنید کو قتل کر کے اسلام کو قایم رکھا کوئی یہ توہم نکرے کہ اگر حضرت عمر شجاع نہوتے تو عمرو بن عبد ود سا بہادر اور پہلوان ہرگز اونکو اپنے مقابلہ مین طلب نکرتا اسلیے کہ اگر وہ شجاع ہوتے تو ضرور کسی نہ کسی موقع پر اثر شجاعت کا اون سے ظاہر ہوتا اون سے

سوائے بجز بھاگنے کے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا از بسکہ دل اونکا نہایت نازک تھا خون
دوبارہ بھی دیکھ نہ سکتے تھے رہا یہ کہ پھر عمرو بن عبدود نے اونکو کیون طلب کیا اگر نہ
آتے کئی احتمال ہین اظہر احتمالات یہ ہی کہ چونکہ اوسکو یقین تھا کہ وہ بمجرد اسکے کہ سامنے
آوینگے بھاگ کھڑے ہونگے اور بسبب اونکے بھاگنے کے تمام لشکر اسلام کی شکست
ہو جاوے گی اور بلا زحمت مقصود دلی اوسکا بر آوے گا دوسرا احتمال یہ ہی کہ چونکہ
حضرت عمر کی غلظت و فظاظت مشہور تھی اور اپنے مقام پر بیٹھ کر بہت کچھ تیز
زبانیاں اور لاف بیجا بیان فرمایا کرتے تھے اور مقام اطمینان مین اپنی شدت
و غلظت کفارون پر ظاہر کیا کرتے تھے اسوجہ سے اوسنے بطریق طعنہ زنی اونکا
نام لیکر پکارا کہ آج آپ سامنے کیون نہیں آتے اور وہ لاف زنی کیا ہوئی اکثر
شجاعون کا قاعدہ ہی کہ ایسے لوگون کو بطور تمسخر یہ کے ٹوکا کرتے ہین چوتھا مقام
خوفناک حنین کا دن ہی جسکے باب مین خدا فرماتا ہی ولقد کانوا عاھدوا اللہ
من قبل لا یولون الادبار اور حالانکہ بہ تحقیق خدا سے عہد و پیمان کر چکے
تھے قبل اسکے کہ البتہ نہ بھاگینگے یہ عہد کب کیا تھا بیعت شجرہ مین جسکے اوپر
سنیون کو بڑا ناز ہی اور اوسکو بہت بڑی فضیلت صحابہ کی سمجھتے ہین اور ان
الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ سے یہ خیال کرتے ہین کہ گویا اون صحابہ
نے خدا سے بیعت کی اور یہ نہیں سمجھتے کہ مقصود اس سے تاکید عہد کی ہی یعنے
یہ خیال کرو کہ ہم ایک آدمی سے بیعت کر کے اوسی سے عہد کرتے ہین جسکا توڑ ڈالنا
چندان مذموم نہیں اور نہ مستلزم عقاب ہی اسلیئے کہ حقیقت مین یہ بیعت معاہدہ
خدا سے ہے جسکے توڑنے مین تمپر بڑا عقاب کیا جاوے گا اور نیز اہل سنت بیان
کرتے ہین کہ بیعت کے وقت عثمان مکہ مین محبوس تھے پس جناب رسول خدا نے
اپنے ایک ہاتھ کو اونکا ہاتھ قرار دیکر اپنے دوسرے ہاتھ سے عثمان کی طرف سے

بیعت کی اور اسپر بھی بڑا فخر ہی کہ جناب رسول خدا صلعم نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ
قرار دیا اور یہ نہین سمجھتے کہ مقصود حضرت کا یہ تھا کہ اگرچہ عثمان اس مجمع مین
نہین مگر اس عہد کا بار اونکی گردن پر بھی ہی فضیلت تو جب نکلتی کہ جب اوس
عہد پر ثابت قدم رہکر میدان کارزار سے نہ بھاگتے دیکھو باوجود اس عہد و پیمان
سخت کے جنگ حنین مین کیا ہوا کس بدحواسی سے جناب رسول خدا صلعم کو نرغۂ
کفار مین چھوڑکر بھاگے کتنا حضرت عباس چلایا کیے کہ یا اصحاب سورۃ البقرہ
و یا اہل بیعۃ الشجرۃ پیغمبر خدا فرمایا کیے انا النبی لا کذب انا ابن عبد
المطلب پیچھے پھر کے بھی تو نہ دیکھا اب ان لڑائیون کو دیکھو جن مین حضرت
ابوبکر و عمر امیر لشکر مقرر ہوکر تشریف لے گئے منجملہ اونکے خیبر کا واقعہ تو زبان زد
خواص و عوام ہی آپہی کی کتابون مین حضرت عمر رض کے بھاگنے کی کیفیت اس
طور پر نقل کرتے ہین کہ فانہزم یجبن اصحابہ و ہو یجبنونہ یعنے بھاگ
آئے حضرت عمر اس حالت سے کہ وہ اپنے اصحاب کو بزدلا بتلاتے تھے اور اصحاب
اونکے خود اونھین کو بزدلا بتلاتے تھے بظاہر اس نزاع مین حق اونکے اصحاب ہی
کی طرف تھا اسلیے کہ آخر وہی لوگ تو حضرت علی ع کے ہمراہ بھی گئے اگر وہ بودے
ہوتے تو حضرت کے ہمراہی مین بھی حضرت کو تنہا چھوڑکر بھاگ آتے اب امن
و اطمینان کی حالت بھی ملاحظہ فرمایئے چند نظائر ذکر کیے جاتے ہین ایک مرتبہ
مدینہ مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے جنازہ پر نماز
پڑھنے کے لیے کھڑے ہوے کس تیز زبانی سے حضرت عمر نے جناب رسول خدا صلعم
کی ردائے مبارک کھینچ کر فرمایا اتصلے علے ہذا المنافق آیا اس منافق کے
جنازہ پر نماز پڑھتا ہی ماشاء اللہ جناب رسول خدا صلعم کے بھی اتالیق تھے ایک مرتبہ
جناب رسول خدا ایک باغ مین تشریف رکھتے تھے حضرت نے ابوہریرہ رض کو

اپنی جوتی دیکر فرمایا کہ جاکر لوگون کو بشارت دو من قال لا الہ الا اللہ دخل
الجنہ یعنی جو شخص لا الہ الا اللہ کہیگا وہ داخل جنت ہوگا جو ہین حضرت عمر کے کان
مین یہ آواز پڑی بے اختیار ہو گئے اور بیچارے ابوہریرہ کی وہ گت کی کہ ناگفتہ
بہ اور اوسی غیظ مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آکر
کس تیز زبانی سے کہنے لگے کہ یہ کیا حرکت آپنے فرمائی کیا آپ چاہتے ہین کہ لوگ
روزہ نماز چھوڑ دین جب واسطے فتح مکہ کے جناب رسول خدا تشریف لے گئے
اور قریب مکہ کے لشکر ظفر پیکر اترا اور حضرت عباس رض نے ابوسفیان کو سمجھا بجھا کر
مائل بہ اسلام کیا اور اپنے ہمراہ خدمت جناب رسول خدا مین لے آئے تاکہ اسلام کو
ظاہر کرکے اپنی جان بچائی جو ہین نظر عمر کی ابوسفیان پر پڑی تلوار کیسی خود میان سے
باہر ہو گئے تلوار کھینچکر کس قہر کا حملہ ابوسفیان پر فرمایا مگر افسوس کہ حضرت عباس نے
بچالیا ورنہ ایک اچھا شکار ہاتھ لگا تھا کہنے کو تو ہو جاتا کہ حضرت عمر رض نے بھی ایک
کیسے کافر کو فی النار کیا نظر انصاف سے ان حالات امن وخوف کو دیکھکر بتلاؤ کہ
یہ وادی آیہ مذکورہ مصداق اولئک لہم یومنوا کے تھی یا نہ مقام حیرت اور
تعجب کا یہ ہے کہ حضرات اہل سنت اون آیات و روایات کو تو ملاحظہ نہین فرماتے
جو مذمت مین صحابہ کے وارد ہین جنکے مصداق حقیقی شیوخ ثلثہ ہین ہمیشہ ورنہ انہین
آیات کو پیش نظر رکھتے ہین جو مجمل ہین جنکا انطباق خلفائے ثلثہ پر نہایت دشوار
بلکہ محال ہے اور اوسی طرح اون روایات کو مثل وظیفہ کے رٹا کرتے ہین جن کا
موضوع ہونا خود اونھین کے بیانات سے ثابت ہے یا جن کا معارض خود اونھین
کے یہان کی روایات مین موجود ہے اور اسی ذریعہ سے عوام الناس کو فریب دیا
کرتے ہین بعد اسکے مولف صاحب نے ایک طولانی عبارت جو طبعزاد مضامین سے
پر ہے جسکو کوئی ربط امر آیت سے نہین ذکر کی ہے جواب اوسکا بالاجمال لکھتا ہون

قولہ یعنے اللہ تعالی نے جب مسلمانون کی دولت دی کہ جب پیغمبری اون مین
آئی تو وہ ایمان لائے اقول اگرچہ یہ عبارت بھی مثل اکثر عبارات سابقہ کے
رکیک ہی مگر مواخذہ اغلاط لفظیہ کا منظور نہین ہر شخص اپنے محاورات کے ادا
کرنے مین معذور ہی البتہ لفظ یعنے سے توہم اسکا ہو سکتا ہی کہ یہ کل بیان آپکا تفسیر
آیت شریفہ سے تعلق رکھتا ہی حالانکہ ایسا نہین بہرکیف ہم بھی کہتے ہین کہ خدا کی
بہت بڑی منت ہی کہ اوسنے جناب محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن
عبد مناف صلوات اللہ علیہ و علی آلہ الکرام کو مبعوث برسالت فرما کر ہم سبھونکو
راہ نجات دکھلا دے لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ
لکن فائدہ حضرت کی بعثت سے تو اونھین لوگون کو ہوا اور ہوگا جنھون نے سچے
دل سے اوس جناب کی تصدیق کی اور اوس جناب کو ہادی اور راہ نما سمجھکر احکام
شرعیہ کو یاد کر کے اونکی پابندی کی اور مفاد قل لا اسالکم علیہ اجرا الا
المودۃ فی القربی حضرت کے اہل بیت کی مودت و محبت کو واجب اور جزو
ایمان جان کر اونکے سفینہ نجات مین سوار ہوے اور حسب وصیت رسول خدا
اونکے ہادی اور راہ نما ہونے کا دل سے اعتقاد کیا اور اونکے احترام مین کوئی
دقیقہ فروگذاشت نکیا قولہ اور جب اونکو احکام پہونچائے تو اونپر عمل صالح کیا اقول
آپ ہی انصاف فرمایئے کہ احکام الہیہ کی پابندی کن لوگون نے کی اور عمل صالح
کون لوگ بجا لائے اعمال صالحیہ مین سے سب سے افضل جہاد تھا آپ ہی
تبلایئے آپکے خلفا مجاہدین کی فہرست مین کس درجہ پر تھے احکام الہیہ کی پابندی
مین کیا حالت تھی خدا نے کل مومنین کو حکم دیا یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم
الرسول فقدموا بین یدی نجوٰیکم صدقۃ اے وہ لوگ جو ایمان لائے
ہو جب سرگوشی کرو رسول سے یعنے کوئی بات پوچھو پس قبل سوال کے کچھ صدقہ

دو دیکھو سے اس حکم کی تعمیل کی بجز جناب امیر کے کوئی دوسرا شخص بھی پیدا ہوا آپنے
دو تین آنہ کا نقصان گوارا کرکے جناب رسول خدا سے کچھ پوچھا ہو جب تک
یہ آیت منسوخ نہوئی سوال ہی کرنا چھوڑ دیا شراب پینے کی ممانعت کس تاکید سے
قرآن مین فرمائی گئی پھر اپنے ہی یہان کی کتابون کو دیکھو کون کون لوگ بعد آیۂ
ممانعت کے بھی شراب خواری سے دست بردار نہوے حضرت عمر کا قصہ کیا آپکو
یاد نہین کہ شراب پیکر مستی کی حالت مین کچھ ایسے اشعار گانے لگے جن مین جناب
رسول خدا کی نبوت کیسی خدا کی ربوبیت کا بھی گویا انکار فرمایا ہے اونھین اشعار
آبدار مین سے ایک یہ شعر بھی ہے ؎ فقل لله یمنعنی شرابی ؎ وقل لله یمنعنی
طعامی ؎ یعنے کہدے خدا سے کہ میرا کھانا پانی بند کردے یہی پابندی احکام الہی
آپکو عمل بالحدیث کہتے ہین **قولہ** اور جب کافرون نے اونکو اپنے وطن مین ایذا دی
تو اونھون نے اوس وطن کو چھوڑ کر یعنے مکہ مدینہ مین چلے گئے اور مدینہ والون نے
اونکو مدد دی بشمول اونکے کافرون پر جہاد کیے اور فتح پائی **اقول** تمھین بتلاو
ان جہادون مین کون لڑا کون بھاگا اور انصاف سے ہو کہ ان کے خلفا نے بھی
ان جہادون مین کسی کافر کو قتل کیا یا نہین **قولہ** اور پیغمبر پر قرآن اوترا اور
دین کامل ہوا تا این دم کوئی خلیفہ مسلط فی الارض یعنے بادشاہ نہ ہوا تھا
کہ تمکین اس دین کی ہو جاتی اور آسایش مسلمانون کو ہو جاتی **اقول** کیچڑ سے
گزرے تو البتہ آپکا یہ بیان شکر نہایت وجد مین آئے ہون گے مگر عقلا تو ایسے
بیانات سے آپکو بھی اونھین کا ہم مذاق سمجھین گے جب جناب رسول خدا ہی کے
زمانہ مین دین کامل ہو چکا اور کوئی نقص اوس مین باقی نہ رہا حالانکہ کوئی دنیا کا بادشاہ
مسلط فی الارض نہ ہوا تو پھر ایسے بادشاہ کی ضرورت ہی کیا تھی اور یہ بھی بیان
ہو چکا کہ جناب رسول خدا ہی کے زمانہ مین تمکین دین کی پوری طور پر ہو چکی

تھی اور تبدیل خوف بہ امن بھی بروجہ اتم حاصل ہو چکا تھا حضرت ابوبکر کی
خلافت سے تو روز بروز تخریب دین کی شروع ہونے لگی اور مومنین کے امن
و آسایش میں خلل پڑنے لگا اگر ابوبکر بادشاہ روم یا فارس ہوتے اور بعد وفات
جناب رسول خداؐ کے اسلام میں داخل ہوتے اور مسلمانوں کی آسایش میں
کوشش کرتے تو البتہ آپ لوگ کہہ سکتے تھے کہ خدا نے اس بادشاہ تسلط
فی الارض کی خبر دی تھی ابوبکر کی خلافت میں تو اور دروازہ فتنہ و فساد کے
کھل گئے وہ تسلط فی الارض جو جناب رسول خداؐ کے عہد میں تھا اوس میں
بھی کمی ہونے لگی اسلیے کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ بعد رسول کے اونکا خلیفہ اور
جانشین ایک شخص جاہل ہو گیا ہے پس اونکو گمان ہوا کہ معاذ اللہ جناب سرور خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی سچے نبی نہ تھے اگر بعد وفات جناب رسول خداؐ کے
حضرت علیؑ کی خلافت کو لوگوں نے قبول کر لیا ہوتا تو ہرگز مسیلمہ کذاب کے
جھوٹی نبوت کو چند روز کے لیے بھی رونق نہو جاتی اور نہ اسکی ضرورت ہوتی کہ
اوس سے جہاد کیا جاوے بلکہ اگر دقت نظر سے دیکھو تو روم و فارس سے بھی
جہاد کی نوبت نہ آتی بلکہ وہ سبکے سب بطوع و رغبت دین اسلام قبول کر لیتے
دیکھو اپنے ہی یہاں کی کتابوں کو جب کچھ لوگ اہل علم سے سلطان روم کے
فرستادہ واسطے تحقیق حق کے آئے اور مدینہ میں اوسوقت پہونچے کہ جب جناب
رسول خداؐ انتقال فرما چکے تھے ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوالات
مشکلہ پیش کیے جب جواب درست نہ ملا تو اون لوگوں نے دین اسلام پر بڑا
استہزا کیا آخر جناب امیرؑ نے اونکی تسکین فرما دی ایسی صورت میں کیونکر سلطان
روم ایسے خلیفہ کی اطاعت قبول کر کے اسلام میں داخل ہو سکتا تھا جن لوگوں سے
ابوبکر نے جہاد کیا جنکا نام آپ لوگوں نے اہل ارتداد رکھا ہے اون میں سے بعض

لوگ تو کیسے مومن تھے جنکے کمال ایمان پر جناب رسول خدا صلعم نے شہادت دی تھی
مثل مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کے چونکہ اونکا اعتقاد یہ تھا کہ خلیفہ برحق جناب
رسول خدا صلعم کے جناب امیر علیہ السلام ہین اور اسی وجہہ سے اون لوگون نے اطاعت ابوبکر
سے سرتابی کی پس اسی سبب سے وہ مظلوم شہید ہو گئے اور کچھہ لوگ ضعیف الایمان
تھے اگرچہ اون کا بھی اعتقاد یہی تھا کہ خلیفہ رسول صلعم جناب امیر علیہ السلام ہین مگر جب
دیکھا کہ ابوبکر سا شخص کہ نہ جسکو علم سے بہرہ نہ شجاعت سے نصیبہ بسبب اجماع
کرنے چند جہال اہل مدینہ کے خلیفہ نبی بن گئے پھر ہم بھی سرتابی کر کے ایک جماعت
کے سردار کیون نہ بن جائین جیسے نعمت خبیث اگر خلافت حقہ جناب امیر علیہ السلام
کو سب مسلمانون نے مان لیا ہوتا اور صدق دل سے اونکی فرمان برداری
کرتے تو شرق سے غرب تک ایک دین ہو جاتا اور سبکے سب ہدایت پا کر کس امن
و آسایش کے ساتھہ بندگی و اطاعت خدا مین مصروف رہتے اور مستحق حیات
ابدی اور ثواب سرمدی ہوتے چنانچہ بمفاد حق بر زبان جاری خود عمر نے
اپنے مرض موت مین اسکا اقرار کیا ہے ان ولوها الاجلح سلك بهم الطريق
المستقیم یعنے اگر زمام خلافت کو علی علیہ السلام کے ہاتھ مین دیدینگے تو وہ اونکو
راہ راست پر لے چلے گا **قولہ** بالبدل ایمان اور عمل صالح اور جہاد اور ہجرت
اور ایذا اوٹھانے کی کافرون سے وعدہ دیا کہ تمکو بادشاہت معہ نیابت پیغمبری
کی بھی ہوگی اور اوسکو وفا بھی فوراً کیا یعنے بعد پیغمبر صلعم کے فوراً خلافت دیدی
کہ اوسکے سبب تمام کافر تہہ تیغ ہو گئے یا اکثر کہ اکثر بھی حکم کل کا رکھتا ہے
اور کیسے فتوحات ہوئین کہ دین تمام یا اکثر ملکون مین پہونچ گیا **اقول** اسے
ہم بھی قبول کرتے ہین کہ آپکے خلفا و منافقین صحابہ کا ایمان ظاہری ہی اسی قابل
تھا کہ اوسکا عوض اونکو دنیا ہی مین دیدیا جاتا ومن یرد حرث الدنیا نوته

منہا وما لہ فی الاخرۃ من خلاق جو شخص کسی عمل آخرت سے منفعت دنیا
چاہتا ہی خدا اوسکو دنیا ہی کی منفعت دیدیتا ہی اور آخرت مین اوسکے لیے کوئی بہرہ
اور نصیبہ ثواب سے نہین مگر یہ تو بتلایئے کہ عمل صالح اور کفارون سے جہاد کس نے
کیا کفارون سے اذیت کسنے اوٹھائی اور نیابت نبی سے اور سلطنت ظاہری سے
کیا علاقہ خدا نے پیغمبرون کو اس لیئے نہین بھیجا کہ دنیا مین ہلو کانہ رفتار کرین وہی
حالت اونکی اوصیا اور خلفا کی بھی ہونی چاہیے عمدہ کام نبی اور خلیفہ نبی کا ہدایت انام
تعلیم احکام اقامہ حدود رفع شبہات اہل الحاد وجحود ہی اسیوجہہ سے ضرور ہی
کہ خلیفہ نبی کل امت سے اعلم واکمل واورع واشجع واشرف وافضل ہو پھر آپکے
خلفا کو جو میراث جد وجدہ سے نابلد معنی کلالہ سے جاہل تھے جنسے پردہ نشین
عورتین بھی عالم تر تہین نیابت نبی کی کس طرح ہو سکتی تھی اپنی مونہہ میان مٹھو تو ہر شخص
ہو سکتا ہی بیچارے ابو بکر رض کو تو بادشاہی بھی نصیب نہین ہوئی بلکہ اگر سچ پوچھو تو
عمر کو بھی پورا حظ بادشاہی کا نہین ملا اگر کچھ شاہانہ جلوس ہوا تو عثمان کے لیئے
اور پورا حظ سلطنت کا تو حضرت معویہ اور حضرت یزید نے اوٹھایا اور یہ فرمانا
آپکا کہ اوسکو وفا بھی فوراً کیا یعنے بعد پیغمبر کے فوراً خلافت دیدی اسکو تو جب
کوئی بے فہم قبول کرسکتا تھا جب بمجرد وفات جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ کل امت متفق ہو کر بطیب خاطر ابو بکر کی خلافت کو تسلیم کرلیتے اور اونکی
اطاعت اور فرمان برداری مین حاضر رہتے اور سقیفہ بنی ساعدہ مین نوبت
گالی گلوج دہول دہپا لات جوتی کی نہ آتی آپ یا تو کتب سیر سے واقف نہین
یا مقصود عوام فریبی ہی کاش اوسی لات جوتی پر اکتفا کرکے ابو بکر کی خلافت کو
مان لیتے ایسا بھی تو نہین ہوا مدتون تک اہلبیت اطہار اور صحابہ اخیار نے حضرت
ابو بکر سے بیعت نہین کی حضرت ابو قحافہ والد ماجد آپکے بھی زندہ تھے جب آواز

قل غبارٍ کہا گیا ہے کہ آپ نے فرزند ابوبکر
قل غبار کے سمع اقدس تک پہونچی فرمایا یہ قل غبار کیسا ہے کہا گیا کہ آپ فرزند ابوبکر
خلیفہ بنی مقرر ہوئے ہین نہایت تعجب کے ساتھہ فرمایا کس وجہہ سے وہ اہل بیت اور
بنی ہاشم پر مقدم کر دیے گئے لوگون نے کہا بوجہہ کبر سن اور پیرانہ سالی کے فرمایا اگر یہ
صورت ہے تو مین اون سے زیادہ مستحق ہون اور یہ فرمانا کہ تمام کفار یا اکثر جہہ
تیغ ہوئے غلط ہے پہلا حملہ اونکا اہل بیت جناب رسول خدا اور اون دوستدارون پر
ہوا جنہون نے اونکی خلافت کو نہین مانا مثل مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کی اور
ابوبکر کی خلافت مین اس قدر کثرت سے کفار قتل نہین ہوے کہ لا اکثر حکم الکل
کا اطلاق صحیح ہو سکے اور فتوحات کا ہونا دلیل حقیقت کی نہین پیغمبر فرمائے ہین
ان اللہ یوید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنے خدا اس دین کی تائید و
تقویت مرد فاجر و بدکار کے واسطے سے کرے گا **قولہ** پھر اوس دولت کو بعض لوگون
نے دولت نہ سمجھا اور اوس مین تفرقہ ڈالنے کو موجود ہوے **اقول** ذرا آنکھہ
کھول کر دیکھیے کہ اوس دولت ایمان کو کن لوگون نے دولت جانا اور کون لوگ
اوس دولت حقیقی کو چھوڑ کر زخارف دنیا کی طرف مائل ہو کر مصداق ومن کفر
بعد ذالک کے ہو گئے وہی لوگ تو ہین جنکو آپ خلفا سمجھتے ہین جو پیغمبر مومن امر کو
بے دفن و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچے مکر و فریب سے عوام الناس کو
اپنی طرف مائل کر کے خلیفہ ہو گئے اور خلیفہ بحق سے منحرف ہو گئے ع چون صحابہ
حب دنیا داشتند ٭ مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند ٭ اور وہی لوگ تو دین مین
تفرقہ و فساد عظیم ڈال گئے **قولہ** اور اور خلیفون پر بیہودہ اعتراض کرنے لگے
اقول ہم تو اونکی بیہودگی اور بے دینی کو لوگون پر اونھین کے ہوا خواہون کے
بیان سے ظاہر کرتے ہین تاکہ کوئی نادانستہ اونکی دوستی کا دم نہ بھرنے لگے اور
بسبب اسکے مستحق خسران ابدی نہو ہمیشہ اہل دین کا یہی طریقہ رہا کہ لوگون کو

ہدایت کیا کرتے تھے اور اونکو بتلاتے تھے کہ دوستان خدا کون ہین اور دشمنان خدا کون **قولہ** پس خلفائے ثلثہ اولین پر اعتراض کرتے کرتے رافضی ہوگئے **اقول** آپکے خلفا کس شمار مین ہین کہ اون پر کوئی اعتراض کرے ہم تو محض بوجہہ درد دین کے اونکے بے دینیون کو لوگون پر ظاہر کرتے ہین جیسا کہ خدا نے فرعون و ہامان و سامری و شیطان وغیرہ کی نافرمانی اور بے دینی کو اپنی کتاب مجید مین ذکر فرمایا ہی اور رافضی کے معنی چھوڑ دینے والے کے ہین جیسا کہ خارجی کے معنی نکلجانیوالے کے ہین ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام نے ہمکو خبر دی ہی کہ یہ لقب رافضہ کا اون دینداروں کے لیئے فرعونیون نے قرار دیا تھا جنہون نے فرعون کو چھوڑ کر حضرت موسے کی تبعیت اختیار کی تھی اور بسبب تبعیت حضرت موسے کے انواع و اقسام کی اذیتین اوٹھائین ایسا ہی غاصبان حق اہل بیت اور منافقان صحابہ کے ہواخواہون نے اون دینداروں کا نام رافضہ رکھا ہی جنہون نے بموجب وصیت رسول خداصلعم اونکے اہل بیت کی کشتی نجات کو اختیار کرکے اونکے ظالمون کو چھوڑ دیا اور ہم تو اس لقب رافضہ کو نہایت خوشی سے پسند کرتے ہین البتہ عوام شیعہ بوجہہ نادانستگی کے اس لقب کو برا سمجھتے ہین اور چونکہ آپ لوگ سفینہ نجات اہل بیت سے نکل گئے ہین اسوجہہ سے ہم آپ لوگون کو خارجی کہتے ہین یقین ہی کہ آپ لوگ بھی مثل ہم لوگون کے اس لقب سے خوش حال ہون گے **قولہ** یعنے امام زید بن علی بن الحسین بن علی مرتضے رضی اللہ عنہم کو میدان مین بمقام خارجیون کے چھوڑ کر بھاگ گئے **اقول** ہم لوگ حضرت زید بن علی ع کو امام نہین جانتے اور نہ اوس جناب نے دعوی امامت کا کیا تھا اور نہ اوس جناب کے ہمراہ شیعون نے خروج کیا تھا اسلیئے کہ شیعہ حقیقی اوس زمانہ مین وہی لوگ تھے جو حضرت امام محمد باقر ع کو اپنا امام جانتے تھے اور بدون اوس جناب کے کوئی کام نکرتے تھے البتہ کچھ لوگ

حضرت زید کے ہمراہ تھے پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ ابو حنیفہ ہی کے پیرو تھے پھر عوام اہل کوفہ سے ہمراہ اونکے ہوگئے تھے اور آپکے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی بھی حضرت زید کے ہمراہ تھے پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ ابو حنیفہ ہی کے پیرو تھے پھر اگر آپ لوگ اپنے امام اعظم کو بھی رافضی قرار دیجیے تو آپکو اختیار ہی اور شاید آپکو معلوم نہین کہ حضرت زید کس کے حکم سے شہید ہوے ورنہ یہ نہ کہتے کہ مقابلہ خارجیون کے چھوڑ کر بھاگ گئے یا حضرت جسکے حکم سے حضرت زید شہید ہوے وہ تو آپکے خلیفون مین سے تھے وہ تو حضرت ہشام بن عبد الملک تھے اون مین اور حضرت معویہ اور حضرت عثمان مین کیا فرق ہی سبکے سب وہی شجرہ ملعونہ تو تھے جسکا ذکر خدا نے قرآن مین کیا ہی جنکو جناب پیغمبر خدا نے خواب مین دیکھا تھا کہ مثل بندرون کے حضرت کے ممبر پر اوچھلتے ہین علاوہ اسکے اگر آپکے نزدیک حضرت زید حق پر تھے اور اونکے ہمراہ ہوکر جہاد کرنا واجب تھا تو کیا اوس زمانہ مین مثل آپکے کوئی سچا سنی نہ تھا جو اونکی اعانت کرتا شیعون کو تو اونکے امامون نے جہاد سے منع کر دیا تھا وہ کیونکر جہاد کر سکتے آپکے یہان تو ہمیشہ سے دروازہ جہاد کا کھلا رہا اور آجتک کھلا ہی پھر اوس زمانہ کے سنی کیون نہ جہاد پر آمادہ ہوے مین تو ایسا خیال کرتا ہون کہ اوس زمانہ کے اہل سنت ہی نے حضرت زید کو ورغلا کر جہاد پر آمادہ کر دیا ہوگا اور پھر جب اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی تو سیرت شیخین پر عمل کر کے بھاگ گئے حضرت امام اعظم کوفی کا ہمراہ ہونا میرے اس خیال کو اور زیادہ قوت دیتا ہی **قولہ** وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص برا کہتا تھا ابو بکر صدیق رض کو اوسنے اقرار کیا کہ حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا نے ایک ہبہ نامہ ابو بکر صدیق رض کے سامنے پیش کیا تھا اوسپر گواہی علی مرتضے ع اور ام ایمن اونکی بہن کی تھی تو ابو بکر رض نے یہ ہبہ نامہ منظور نہ کیا کہ اس مین گواہی ایک مرد اور ایک عورت کی ہی اور اللہ تعالے قرآن مین دو مرد یا ایک مرد دو عورتین فرماتا ہی

حضرت زید شہید نے اوسکو جواب دیا کیا قباحت ہوئی اگر ابوبکر رضنے یہ کہا افتبرء رجل
وامراۃ تستحقینھا کیا تم ایک مرد اور ایک عورت سے مستحق ہو جاوگے اگر یہ معاملہ
میرے پاس آتا تو مین بھی یہی جواب دیتا تو شیعون نے جو حضرت زید شہید کے ساتھ
تھے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے کسی اعتراض کو نسبت خلفاے ثلثہ کی لگنے نہین دین گے
اونکو میدان مین چھوڑ کر فرار کر گئے حضرت زید نے یہ کہا ترفضنا وھو الروافض
یعنے چھوڑ دیا ہمکو اور وہ لوگ رافضی ہین **اقول** آپکے ان مضامین طبع زاد بے
اصل سے آپ ہی کے عوام کالانعام دام فریب مین پھنس سکتے ہین اور اونھین پر
آپکی یہ اشتباہ کاری کارگر ہو سکتی ہی ورنہ کوئی عاقل قبول کر سکتا ہی کہ حضرت زید
شہید اپنے جدہ ماجدہ اور جد اعلی علیہما السلام کو جنکے عصمت و طہارت پر نص
قرآن دال جنکے پاک دامنی اور عفت پر کل اہل اسلام کا اتفاق ہی جنکو کبھی دنیا کی
دینہ سے لوث نہ تھا جنہون نے ابتداے عمر سے آغوش رسول خدا مین پرورش
پائی جو حلال و حرام خدا سے تمامی امت سے عالم تر تھی معاذ اللہ خطا کار اور بیدین
قرار دین کون زید جنہون نے وہ خطبہ جناب سیدہ علیہا السلام کا نقل کیا ہی جسکو اوس
معصومہ نے مجلس ابوبکر مین پڑھا جس مین اوس معصومہ نے ابوبکر کے غاصب و غادر
و منافق و بیدین ہونے کو کس وضوح کے ساتھ ثابت کر دیا کون زید جنہون نے
فرمایا کہ جب ہم کو معلوم ہی کہ ہماری دادی دنیا سے ابوبکر پر غضبناک گئین پھر
ہم کیونکر اون سے راضی ہو سکتے ہین یہ سب آپ لوگون کا حضرت زید شہید پر افترا
ہی قصہ پر غصہ فدک وہ واقعہ سخت ہی جسکے جواب مین آپکے بڑے بڑے علما پا بہ
گل ہین یہ وہ قصہ ہی جس سے ظلم ابوبکر کا اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ پر مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت ہو گیا جس سے ہر عاقل منصف کو معلوم ہو گیا
کہ اونکو اور اونکے ہم خیالون اور ہوا خواہون کو ایمان سے بہرہ نہ تھا کتب مبسوطہ کی

طرف رجوع کرکے دیکھو واقعیت کیا ہی فدک کی اصلیت کیا ہی زمان رسول خداؐ مین
وہ کس کے تصرف مین تھا جب حضرت فاطمہ رض ذوالید تھین اور فدک اونھین کے
قبضہ تصرف مین تھا تو پھر ابو بکر رض کو گواہ طلب کرنیکا منصب کیا تھا محض بنظر اتمام
حجت جناب سیدہ رض نے حضرت علیؑ اور حضرت ام ایمن جو دایہ رسول خدا تھین
جنکے اہل جنت ہونے پر جناب رسول خداؐ نے شہادت دی تھی اور اسمائ بنت
عمیس کو حسب خواہش بجائے ابو بکر شہادت مین پیش فرمایا تھا ورنہ اوس معصومہ
کو کوئی ضرورت گواہ پیش کرنے کی نہ تھی پھر تمھین انصاف کرو جناب رسول خداؐ
نے جو فدک جناب سیدہ کو دیا تھا اور تا حیات جناب رسول خداؐ وہ اوسی
معصومہ کے قبضہ مین رہا تو کس عنوان سے دیا تھا آیا بامر خدا چونکہ اونھین کا حق
تھا یا خود حضرت کی ملکیت مین تھا اور اوسکی منفعت کو جناب سیدہ پر مباح
فرما دیا تھا یا وہ کل مسلمانون کا حق تھا اور حضرت نے اونکے حقوق کو غصب کرکے
اپنی بیٹی کو دیدیا تھا یا کل مسلمانون سے اجازت لیکر جناب سیدہ کو دیا تھا اگر
اس راہ سے دیا تھا کہ وہ اونھین کا حق تھا اور خدا کے حکم سے وہ اونکو دیا تھا
جیسا کہ روایات فریقین سے ثابت ہوتا ہی تو ابو بکر نے کس منصب سی حضرت
سیدہ کے قبضہ سے اوسکو نکال لیا اور جب اوس معصومہ نے مطالبہ کیا تو اون سے
گواہ طلب کیئے یہ اونکا ظلم بالائے ظلم تھا یا نہ اور اگر جناب رسول خداؐ کی ملکیت
مین باقی تھا پھر کیا عموم آیات میراث مین جناب سیدہ داخل نہ تھین نصوص قرآنیہ
مقابل مین کون دین دار اوس روایت کو جسکو خود ابو بکر رض نے گڑھ لیا تھا اور
بجز اونکے کوئی دوسرا اوسکا روایت کرنے والا نہ تھا قبول کرسکتا ہی چنانچہ خود
جناب سیدہ نے یہی الزام اون پر لگایا تھا اور فرمایا یا ابن ابی قحافہ اترث
اباک ولا ارث ابی لقد جئت شیئا فریا اے پسر ابو قحافہ تو تو اپنے باپ کا

وارث آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم مین قرار دیا جاوے اور مین اپنے باپ کے
وارث قرار نہ دیجاؤن یہ روایت جو تم رسول خدا سے نقل کرتے ہو محض افترا ہے
رسول خدا ص پر اور کیونکر افترا نہ ہو حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور جناب رسولخدا ص
جناب سیدہ کو بتلا دیتے اسلیے کہ زیادہ احتیاج اس حکم کے جاننے کی تو اونھین کو
تھی اور علاوہ اونکے تمام صحابہ بھی ضرور اس حکم سے واقف ہوتے اور یہ تو کوئی
مسلمان گمان نہین کر سکتا کہ وہ فدک حق تمام مسلمانون کا تھا اور معاذ اللہ جناب
رسول خدا ص نے کل مسلمانون کے حقوق کو غصب کر کے جناب سیدہ ع کو دیدیا
رہا یہ احتمال اگرچہ وہ حق تمام مسلمانون کا تھا مگر جناب رسول خدا ص نے برضامندی
کل مسلمانون کے اوسکو جناب سیدہ کو دیدیا تو اول تو یہ چند وجوہ سے باطل ہے
اول یہ کہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہے اسلیے کہ فدک بے لڑے بھڑے ہاتھ آیا تھا اور
جو بے لڑے بھڑے ہاتھ آئے وہ بموجب نص قرآنی کے حق رسول اور اون کے
ذوی القربی کا ہے ثانیاً اگر وہ حق کل مسلمانون کا ہوتا تو جناب رسول خدا ص کو
ضرورت ہی کیا تھی کہ اوسے جناب سیدہ ع کو دیدیتے جناب سیدہ ع کا خرچ ہی
کیا تھا جسکے واسطے مدد معاش معین کرنے کی ضرورت ہوتی جناب سیدہ تو جس
حالت عسرت سے بسر کرتی تھین مشہور ہے اور روایات فریقین مین مذکور ہیں
ایسی حالت مین مسلمانون کا حق لیکر اونکی رضامندی سے سہی جناب سیدہ کو
دینے کی ضرورت ہی کیا تھی اور اگر ایسے ہی پرورش منظور تھی تو کچھ نقدی مسلمانون
سے دلوا دیا کرتے ایک گانون دیدینے کی کیا ضرورت تھی ثالثاً اگر وہ کل مسلمانون
کا حق ہوتا اور اونکی اجازت سے جناب رسول خدا ص نے جناب سیدہ کو دیا ہوتا
تو اس بات کو کل مسلمان جانتے ہوتے پھر ایسے امر واضح البطلان کا جناب سیدہ
دعوے کیونکر کر سکتی تھین اور اگر کرتین بھی تو ابوبکر رض کو جواب مین یہی کافی تھا

کہ یہ تو کل مسلمانون کا حق ہی رسول خدا ہر سال مسلمانون سے تمہارے
واسطے اجازت لے لیا کرتے تھے اسلیئے کل مسلمان واقف ہین آپ دریافت کر بھیجیں
پھر کیا جناب سیدہ جن کا غضب غضب خدا و رسول ہو جنکی رضامندی رضامندی
خدا و رسول ہو معاذ اللہ ایسے بیدین نہین کہ باوجود اسکے بھی اصرار کیئے جاتین اور
بوجہہ نہ پانے اوس چیز کے جسمین اونکا کچھ حق نہ تھا ابوبکر پر اسقدر غیظ فرمائین
کہ اپنے شوہر سے وصیت کر جائین کہ میرے جنازہ پر بھی ابوبکر رضہ نہ آنے پائے اور
اگر ہم تسلیم بھی کر لین کہ وہ حق تمام مسلمانون کا تھا اور اونکی اجازت سے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ کو دیا تھا تو کیا بلحاظ مراعات
حقوق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضہ کو یہ نہ چاہتا تھا کہ کل
مسلمانون کو جمع کر کے اون سے بعد موعظ و نصیحت کے خواہش کرتے کہ یہ تمہارے
اوس پیغمبر کی بیٹی ہی کہ جس نے تمہاری ہدایت مین انواع و اقسام کی زحمتین اوٹھائین
جس نے تمہاری ذلت کو مبدل بہ عزت کر دیا کون بیٹی جس سے جناب رسولخدا
کو کمال درجہ کی محبت تھی جب وہ رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے
تھے تو رسول خدا اوسکی تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوتے تھے جب سفر سے آتے
تھے تو پہلے اوسکے گھر جا کر اوسکے دیدار سے مسرور ہوا کرتے تھے جب سفر کو
جاتے تھے تو اوس سے رخصت ہو کر روانہ ہوتے تھے وہ بیٹی جسکے بارہ مین اکثر
فرمایا کرتے تھے فاطمہ میری پارہ جگر ہی جسنے اوسے اذیت دی اوسنے مجھی اذیت دی
جسنے مجھے اذیت دی اوسنے خدا کو اذیت دی جسنے خدا کو اذیت دی وہ کافر ہوا اور فرماتے تھے جس سے
فاطمہ خوش حال ہی اوس سے مین خوش حال ہون جس سے فاطمہ ناراض ہے
اوس سے مین ناراض ہون اے سچے مسلمانو اوسے فاطمہ کی خوش حالی اس مین ہی
کہ تاحیات اوسکی تمہاری اجازت سے فدک اوسکے ہاتھ مین رہے چونکہ ابھی اوسکے

پدر بزرگوار نے تازہ دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور وہ اونکے فراق مین شب و روز
گریہ و زاری نالہ و بیقراری کیا کرتی ہین پس بمقتضا محبت رسول خدا اور اون
حقوق کا جو اوس جناب کے تم لوگون پر ہین یہ ہے کہ تم سب بطیب خاطر اوسکو
اجازت دیدو کہ جب تک وہ زندہ ہین فدک اونہی کے قبضہ مین رہے اوس کی
زندگی ہی کتنے دنون کی ہے خود پیغمبر فرما گئے ہین کہ وہ بہت جلد مجھسے ملحق ہو جاوینگی
کیون حضرات اگر حضرت ابوبکر رض نے اسطور پر مسلمانون کو سمجھایا ہوتا تو کیا وہ لوگ
اجازت نہ دیتے علاوہ اسکے بنا بر اس فرض کے جب کل مسلمان حیات رسول خدا
مین اجازت دے چکے تھے کہ فدک اگرچہ ہمارا مال ہے مگر فاطمہ کے ہاتھ مین رہے اور
وہ اوس سے منتفع ہوا کرے تو پھر جب تک وہ لوگ اپنی ناراضی ظاہر کر کے
حضرت ابوبکر کے اجلاس مین نالش نکرتے تو ابوبکر رض کو اس وکالت فضولی کی
کیا ضرورت تھی جب آپ لوگون نے حیا کے پردہ ہی کو اوتار کر بالکل دور
پھینک دیا ہے جو چاہیے کہیے کیون حضرت آپ حضرت علی ع کو کیسا جانتے ہین
جناب سیدہ کے باب مین آپکا کیا اعتقاد ہے بر فرض اسکے کہ یہ قصہ جو آپنے نقل
کیا ہے صحیح بھی ہو تو آپکا کیا اعتقاد ہے آیا فی الواقع جناب رسول خدا ص نے فدک
جناب سیدہ کو ہبہ کر دیا تھا اور کل شرائط ہبہ کے عمل مین آ گئے تھے مگر منتہی یہ کہ
ہبہ نامہ کے گواہ حاشیہ بقدر کفایت نہ تھے یا آپکا یہ اعتقاد ہے کہ فی الواقع جناب
رسول خدا ص نے ہبہ ہی نکیا تھا اور معاذ اللہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی ع
نے ایک جھوٹا اور جعلی ہبہ نامہ درست کر لیا تھا اور چاہا کہ اوسکے ذریعہ سے
حضرت ابوبکر کو دہوکھا دیکر ایک گانون پر قبضہ کر لین بر تقدیر اول تمامیت
ہبہ مین موہوب لہ کو قبضہ دلا دینا بھی شرط ہے پھر کیا فدک ایک سوئی تھی کہ جس پر
قبضہ دلانا ایک ایسا امر خفی تھا کہ جس پر حضرت ابوبکر سے یار غار بھی مطلع نہوسکے

کوئی عاقل اسکو قبول کر سکتا ہی اور اگر یہ کہی کہ جناب رسول خدا نے ہبہ تو کیا تھا
مگر بوجہہ جہالت کے یا کسی اور وجہہ سے قبضہ نہین دلایا تھا پھر گواہ طلب کرنے کی
کیا ضرورت تھی صاف صاف یہ کہدیتے کہ چونکہ قبضہ نہین ہوا لہذا ہبہ باطل اور دعوے
مدعیہ کا لعدم مسمس اور بر تقدیر ثانی معاذاللہ اون دونون بزرگوارون سے بڑھکر
کوئی بیدین نہ تھا کوئی دفعہ قانونی قایم کرکے اونکو سزایاب کردینا ضرور تھا الّا
قضیہ مین ہر صورت سے ابوبکر ہی کی خطا اور بیدینی اور جہالت ثابت ہوتی ہی اور
علاوہ اسکے اگرچہ نصاب شہادت کی پوری نہ تھی تاہم اس صورت مین ابوبکر کو
چاہیئے تھا کہ جناب سیدہ سے ایک قسم لے لیتے کیونکہ شریعت مین جب دوسرا گواہ
نہو تو ایک قسم مدعی کی قایم مقام دوسرے گواہ کی قرار دی گئی ہی حالانکہ اسما
بنت عمیس نے بھی ہمراہ ام ایمن کے گواہی دی تھی مگر حضرت ابوبکر رض نے فرمایا
کہ چونکہ فاطمہ ع کا نفع عین علی ع کا نفع ہی پس اسوجہہ سے اونکی گواہی مقبول نہین
اور تنہا دو عورتون کی گواہی مسموع نہین حقیقت حال یہ ہی کہ چونکہ آپ لوگ
خلفا کی بیدینیون کی اصلاح کرکے چاہتے ہین کہ شیعون کے طعن سے اونکو محفوظ
رکھیئے اور ہر شخص موافق اپنے فہم کے اصلاح کرتا ہی اسوجہہ سے آپ لوگون کے
بیانات اس مقام پر منہافت اور متناقض ہین آپنے بھی بقدر اپنے استعداد اور
موافق اپنے فہم قومی کے چاہا کہ ایک طرز جدید سے اصلاح اونکی بے دینیونکی
فرمادین اور اس سے بہتر کوئی تدبیر معلوم نہوئی کہ زید شہید سے ایک جھوٹی
حکایت نقل کرکے عوام کی ذہن نشین کردینا چاہیئے کہ جناب سیدہ ع معاذاللہ
بوجہہ اپنی بے دینی کے جھوٹی ہبہ نامہ کے ذریعہ سے دعوی کرتی تھین اور حضرت
علی ع بھی معاذاللہ جھوٹی گواہی دینے پر آمادہ ہوگئے اور جو کچھ ابوبکر رض نے کیا وہ
موافق قانون شریعت کے کیا خدا آپکو صلہ مین اس جانفشانی کے جو حضرت

ابو بکر کے بارے مین فرمائی ہی اونھین کے ہمراہ اور اونھین کے درجہ مین محشور
فرمائی اور ہرگز ہرگز جناب سیدہ ع اور جناب امیر ع کی صورت بھی دیکھنی نصیب
نہ ہوا آمین ثم آمین **قولہ** اور طبرانی اور ذہبی مین ہی کہ ابراہیم ابن حسن ع ابن حسن ع
ابن علی مرتضے رضی اللہ عنہم نے اپنے باپ سے اونھون نے اپنی دادی سے روایت
کی ہی کہ فرمایا علی بن ابی طالب نے کہ ظاہر ہوگی اخیر زمانے مین ایک قوم کہ نام
رکھے جاوینگے رافضی اور چھوڑ دیگی اسلام کو **اقول** اول تو ہم اس روایت
طبرانی اور ذہبی کو تسلیم ہی نہین کرتے یہ سب آپ ہی لوگون کی ملمع کاری ہی جیسا
کہ آپ لوگون کے اسلاف نے کچھ روایتین شیوخ ثلثہ اور منافقین صحابہ کے فضائل
مین گڑھ رکھے ہین ویسا ہی کچھ روایتین شیعیان علی ابن ابی طالب ع کے مذمت
مین بھی تراش لیے ہین شیعیان علی اور آئمہ معصومین کے فضائل تو کتب فریقین
مین اس کثرت سے منقول ہین کہ اگر وہ سب جمع کیے جاوین تو ایک مجلد ضخیم ہو جاوے
علاوہ اسکے آپکے محققین علمانے بھی اس قسم کی روایتون کو موضوع اور جعلی قرار
دیا ہی اور بر تقدیر صحت روایت مراد حضرت کی یہ ہو سکتی ہی کہ آخر زمانے مین ایک
قوم ایسی آویگی کہ وہ بنظر تدلیس و اشتباہ کاری اپنا نام رافضہ رکھے گی تاکہ شیعونکو
دہوکھا دیکر اونکے اعتقادات حقہ مین خلل ڈالے اور حالانکہ وہ ہرگز رافضہ نہین بلکہ
وہ ایسے افعال کرینگے جس سے اسلام سے خارج ہو جاوین اور نیز احتمال ہی کہ لفظ رافضہ
حدیث طبرانی و ذہبی مین بصحف رافقہ کا ہو یعنی ایک قوم ایسی آویگی جو ناچنے کو
عبادت قرار دیگی اور حالانکہ وہ اسلام سے خارج ہی جیسا صوفیہ اہل سنت مین
قولہ اور دار قطنی مین علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا نبی ص نے
کہ جلد ایک زمانہ آویگا بعد میرے کہ ایک قوم آوے گی لقب کیا جاوے گا اون کا
رافضی پھر اگر تو پاوے اونکو قتل کر اونکو کہ وہ مشرکین ہین کہا مین نے یا رسول اللہ

کیا علامت اون مین ہوگی فرمایا زیادتی کرینگے ہمعہ مین و دیگر کہ جمعہ تبتین نہ ہوگی اور ایک
روایت مین ہی اور آیا ہی کہ وہ ظاہر کرینگے محبت ہماری اہل بیت کی اور نہین ہونگے
ایسی اور سیرت اونکی یہ ہی کہ برا کہین گے ابوبکر و عمر رضہ کو اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہ اور ام سلمہ سے ایسی ہی ثابت ہی **اقول** اس روایت کا بھی جواب وہ ہی ہی
جو روایت طبرانی اور ذہبی مین مذکور ہوا اور ہم لوگ ہرگز حضرت امیر ع کے حق مین
کوئی ایسی چیز زیادہ نہین کرتے جو حضرت مین نہو اور جو لوگ حضرت مین صفات
الوہیت از قبیل رازقیت و خالقیت زیادہ کرتے ہین اونکو ہم لوگ بھی نجس اور
خارج از اسلام جانتے ہین اور اس حدیث سے لقب رافضہ کی مذمت ہرگز ثابت
نہین ہوتی یہ محض آپکی خوش فہمی ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ وہ لوگ اس لقب مبارک کو
عوام فریبی اپنا لقب قرار دینگے اور حاشا کہ جناب رسول خدا صلعم نے علامت اون
لوگون کی جو دین سے نکل جاوینگے یہ قرار دی ہو کہ وہ ابوبکر و عمر کو برا کہین سے یہ
آپ لوگون کا افترا ہی اور یہ معلوم نہین کہ آپ لوگون نے حضرت عثمان کو حضرت
ابوبکر و عمر رضہ کے ساتھ کیون ذکر فرمایا شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ عثمان کو تو اکثر صحابہ
اخیار بھی مثل ابوذر و عمار وغیرہ کے برا کہتے تھے بلکہ نسبت کفر کی بھی دیتے تھے پھر
اگر آپ عثمان کو اس حدیث مین داخل کرتے تو کذب اس حدیث کا ہر شخص پر
بسہولت ظاہر ہو جاتا اور اگر انصاف سے دیکھیے تو حضرت ابوبکر اور عمر رضہ کو
بھی اون لوگون نے برا کہا ہی جسکی خوبی پر آپ لوگ بھی متفق ہین کیا جناب سیدہ ع بلکہ
خود جناب امیر ع کا برا کہنا ان دونون بزرگوارون کو آپ ہی کے کتب سے ثابت
نہین ہو سکتا کیا وہ خطبہ جناب سیدہ ع کا جسکو مجلس ابوبکر مین اوس معصومہ نے
پڑھا یا خطبہ شقشقیہ جناب امیر ع کا حضرت ابوبکر و عمر رضہ کی برائی سے خالی ہی تو
پس ثابت ہوا کہ مصداق من کفر بعد ذلک کے یہ لوگ ہین **اقول** ہم ہمیشہ

ثابت کر چکے کہ مصداق حقیقی اسکے آپکے خلفا اور آپ لوگ ہین ہمنے تو اہنین اس دعویکو
اون ادلہ قاہرہ سے ثابت کر دیا ہی کہ جنکا کوئی انکار نہین کر سکتا اور آپ تو اپنے
اس دعوے مین مصداق مثل مشہور اپنے منھ میان مٹھو کے ہین **قولہ** اور
بعضے لوگون نے جناب امیر ع سے پوچھا کہ ہم ابوبکر صدیق رض کے ساتھ ہوکے
کافرون سے لڑے اور غنیمتین پائین اور بندیونپر کار بند ہوے ایسے ہی عمر
خطاب رض کے ساتھ ہوکر کافرون سے لڑے اور غنیمت و بندے ہمارے ہاتھ آئین
اور اسی طرح عثمان غنی کے ساتھ ہمکو اتفاق ہوا اور جس دن سے ہم تمہارے
ساتھ ہوکر امیر معاویہ سے لڑائی کا اتفاق ہوا تمنے ہمکو غنیمت اور بندی سے
بالکل حرام کر دیا وجہ کیا ہی جناب امیر ع نے فرمایا کہ آپکو اتفاق لڑائی کا کافرون سے
ہوا ہی اور مجھکو اتفاق لڑائی کا باغیون سے اور یہ گروہ ہمارے بھائی ہین باغی
ہوگئے ہین ہم سے نہ کافر ہین نہ فاسق بسبب حرمت اسلام اور ایمان کے انکے
غنیمت و بندے جائز نہین ہوسکتے اعتراض کیا کہ اونکو قتل کیون کرتے ہو حالانکہ
اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہی من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ
جہنم یعنے جو کوئی مارے گا مومن کو قصد کرکے تو جزا اوسکی جہنم ہی فرمایا اس سے
مراد بحیثیت ایمان مارنا ہی یعنے بسبب ایمان کے قتل کرتے ہون تو جزا اوسکی دوزخ
ہی ہم اونکو بسبب ایمان کے تو نہین قتل کرتے بسبب بغاوت کے قتل کرتے ہین
اور یہ قتل کرنا بسبب بغاوت یا قصاص یا قزاقی یا تعزیر وغیرہ مین مسلمان
مومنون کو ہمین جائز ہی اور لڑنا درست **اقول** مصنف نے اس مقام پر عوام
فریبی اور افترا پردازی مین پورا پورا حوصلہ اپنے دل کا نکال لیا ہی اور ہمیشہ سے
یہی طریقہ ان لوگون کا رہا کہ واسطے عوام فریبی کے جھوٹی جھوٹی باتین گڑھ گڑھ کر
شائع کیا کرتے ہین یہ مضمون بھی اوسی قبیل سے ہی یا تو خود مولف ہی کا طبع زاد ہی

یا اگر کسی دوسرے کا ہی تو بھی مولف کے تصرفات بیجا سے خالی نہیں دیکھو ایک
دلیل اس قصہ کی جعلی ہونیکی یہ ہی کہ حضرت معاویہ پر جناب امیر ع نے فتح و غلبہ
کب پایا تھا کہ کوئی یہ ایراد حضرت پر کرسکتا کہ آپنے ہمکو غنیمت اور بندی سے محروم
رکھا علاوہ اسکے جو لوگ حضرت علی ع کے ہمراہ ہوکر حضرت معاویہ سے لڑتے تھے
اونھیں نے تو حضرت عثمان کو قتل کیا تھا اور اونکو کافر و بیدین جانتے تھے پھر وہ
عثمان کا نام کیون لیتے البتہ اکثر لوگ عوام خصلت حضرت ابو بکر و عمر کے فدوی
تھے اور وہی لوگ پوری طور پر حضرت علی ع کی اطاعت نکرتے تھے اور اکثر
فتنہ و فساد جو حضرت علی ع کے لشکر مین برپا ہوتا تھا اونھیں لوگونکی شیطنت سے
حضرت ابو بکر نے جو پہلا جہاد فرمایا وہ تو اونھین لوگون سے تھا جو مسلمان تھے
اور کیسے سچے مسلمان اور وجہہ جہاد فرمانے کی یہ ظاہر کی کہ وہ لوگ زکوۃ نہیں
دیتے اس جرم پر اون بیچارون کے مردونکو قتل کیا اور عورتونکو بندی قرار دیکر
مجاہدون پر تقسیم کردیا حالانکہ خود حضرت عمر ہی اس جہاد مین حضرت ابو بکر کو
مصیب نہ جانتے تھے اور جب خود خلیفہ ہوے تو بقدر امکان اون عورتونکو
جو ناحق بندی بنائی گئی تھین لوگون سے چھین چھین کر رہا کردیا اور رہا شاکہ
جناب امیر ع نے اون لوگون سے جنہون نے حضرت سے بغاوت کرکے ناحق
لڑے صفت فسق کو نفی فرمایا ہو یا صفت ایمان کو اونکے لیے ثابت کیا ہو یہ بھی
افترا ہی جناب امیر ع پر اپنے ہی یہان کی روایات موضوعہ و مجعولہ مین کہیں
دکھلا دیجیے کہ حضرت نے اون سے فسق کو نفی فرماکر صفت ایمانکو اون کے لیے
ثابت کیا ہو تعجب ہی کہ ایسا افترا صریح کرتے ہوے آپکو کچھ شرم نہیں معلوم ہوتی
خوف خدا کے ساتھ لوگون سے حیا بھی جاتی رہی وہ لوگ تو بجز اسلام ظاہری
کے اسلام حقیقی سے بھی بہرہ نہ رکھتے تھے دیکھو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا وہ شعر

جسکو جنگ صفین مین ضمن مین چند اشعار کے پڑہا نحن ضربناھم علی تنزیلہ
والیوم نضربھم علی تاویلہ یعنے ہم وہ لوگ ہین جنہون نے انھین
لوگون پر ہمراہ رسول خداؐ کے ہوکر بنابر تنزیل قرآن کی تلوارین ماری تھین یعنے
اوس حالت مین کہ جب یہ لوگ موافق تنزیل قرآن کے کافر او رواجب القتل
تھے اور آج ہم بہمراہی وصی رسول خداؐ انہین لوگون پر اپنی تلوارین مارینگے
تاویل قرآن پر یعنے اوس حالت مین کہ جب وہ حسب تاویل قرآن کافر اور
واجب القتل ہین اس سے آپ لوگون کی بیدینی ظاہر ہی کہ اون دیندارونکو
جنہون نے حضرت ابوبکر کو زکوۃ نہ دی کافر و مرتد بناتے ہین اور اون بیدینونکو
جنہون نے نفس رسولؐ سے بغاوت کرکے قتل کیا مومن اور واجب التعظیم
ٹھہراتے ہین جناب امیرؑ باب مدینہ علم نبی اور محرم احکام الٰہی تھے جیسا کہ اپنے
بحکم خدا و رسولؐ تاویل قرآن پر حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر و حضرت معاویہ اور
حضرات خوارج سے جہاد فرمایا ویسا ہی جو حکم خدا کا باغیون کے باب مین تھا
اوسکو بھی بجالائے اگرچہ آپنے بہت بڑی جانفشانی کرکے چاہا کہ اون بیدینونکی
بیدینیونکی اصلاح فرمائی مگر کب ہو سکتا ہی ولن یصلح العطار ما افسد
الدھر کیون حضرت موافق آپکے خیال کے جناب امیرؑ نے تو اون لوگون کے
قتال کرنے کا یہ عذر فرمایا کہ ہم حیثیت ایمان سے قتل نہین کرتے یعنے اس راہ سے
ہم اونکو قتل نہین کرتے کہ وہ مومن ہین بلکہ اس نظر سے قتل کرتے ہین کہ اونھون نے
خلیفہ برحق پر بغاوت کی اب آپ تو حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر اور حضرت
معاویہ کی طرف سے کوئی عذر معقول قتال جناب امیرؑ مین اور اون مومنین کے
قتل کرنے مین جو جمل و صفین مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب جناب ولایت
مآب درجہ شہادت پر فائز ہوے بیان فرمائے تاکہ اونکو استحقاق خلود در جہنم سے

بچاے کیا آپ کوئی عذر بیان کرسکتے ہین ہرگز نہین بیجا اسلئے کہ بوجہ بے فہمی یا بیجا
اور بے دینی کے یہ کہیے کہ اجتہاد کیا اور اجتہاد مین خطا کی اور توبہ کر لیا کوئی
عاقل دیندار آپکے اس عذر کو قبول کرسکتا ہے اوس اجتہاد سے تو اجتہاد شیطان کا
حضرت آدم کو سجدہ نکرنے مین کہین بہتر تھا جس اجتہاد کا نہ کوئی مدرک ہو نکوئی
ماخذ بلکہ اوسکے خلاف پر ادلہ قاطعہ اور براہین ساطعہ موجود ہون بلکہ ضرورت
دین قایم ہوا وسکو کوئی دیندار مقام عذر مین قبول کرسکتا ہے پھر اوس
اجتہاد مین خطا بھی کیسی کہ کبھی زائل ہی نہ ہوئی ایسے ہی خطا کے بارے مین کیا خوب
کہا گیا ہے یک خطا دو خطا آخر مادر بخطا اور ایسا ہی توبہ کرنے کا بھی حال ہے
توبہ کے معنی کیا ہین یہی ندامت کا حاصل ہونا ساتھ سچے عزم کے اسپر آمادہ ہونا کہ
پھر کبھی وہ معصیت نکرین گے اور تدارک کرنا مافات کا اوس طریق سے جسکو
شارع نے مقرر فرمایا ہے پھر کیا تم ثابت کرسکتے ہو کہ تمام عمر مین اون بیدینونکو
کبھی جھوٹی ندامت بھی ہوئی ہے ہرگز نہین اپنے ہی یہانکی روایتون سے
اوس طور پر جو حق ثابت کرنیکا ہے ثابت نہین کرسکتے کیا حضرت عائشہ کی
عداوت حضرت علی ع اور اونکی اولاد سے جب تک زندہ رہین کبھی کم ہوے
کیا حضرت معویہ کی عداوت جناب امیر ع سے بعد انتقال اوس جناب کے بھی
کبھی کم ہوے کیا طلحہ و زبیر کو اگر حقیقت مین نادم ہو کر توبہ کرتے ممکن نہ تھا
کہ لشکر جناب امیر ع مین جو سو پچاس قدم پر تھا چلے آکر حضرت کی نصرت کرتے
اسی کو توبہ کہتے ہین توبہ استغفر اللہ آپ لوگون کی بے فہمی یا بیدینی وہ بیحیائی
بھی قابل تماشا ہے **قولہ** خارجیون کی یہ بات سمجھہ مین نہ آئی اور رافضیونکیطرح
دین سے پلٹ گئے اور خلیفہ رابع سے پھر گئے یہ لوگ سب من کفر
بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون مین داخل ہین **اقول** آپہی استلاے

ان خوارج مین جو بسبب واقعہ تحکیم کے جناب امیر ع سے منحرف ہوگئے اور حضرت
عائشہ وطلحہ وزبیر ومعاویہ مین کیا فرق ہی انکو بھی کیون مجتہد خاطی قرار نہین
دیتے اونکا اجتہاد تو حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر ومعاویہ کے اجتہاد سے کہین
بہتر ہی اگر حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر خلیفہ رابع کی مخالفت کا دروازہ نکھولتے
تو نہ حضرت معاویہ کو جرات مخالفت خلیفہ رابع کی ہوتی نہ خوارج کو اگرچہ سب کے
سب مصداق ومن کفر بعد ذلک کے ہین لاکن فرد کامل وہی لوگ ہین جو سبب
ہوے شیعہ ہرگز اسکے مصداق نہین ہوسکتے آپکے کہنے سے کیا ہوسکتا ہے ع ہرکس
بخیال خویش خبطے دارد **قولہ** اور شیعہ جناب امیر ع کو خلافت خلفائے ثلثہ سے
پھرا ہوا بتلاتے ہین وعید من کفر کا جناب امیر ع پر لازم کرتے ہین کہ جناب
امیر ع ہمیشہ انسے بغض رکھتے تھے اور تقیہ مین زندگانی گذرانتے تھے اول کفران
نعمت خلافت کے کرنے والون مین اور خلفاء ثلثہ کے نہ ماننے والون مین
اور اس دولت عظما سے محروم ہونے والون مین اور ناشکری کرنے والون مین
جس ناشکری پر تفریع اللہ تعالی نے فاولئک ھم الفاسقون کو رکھا ہے
پیرایہ مین دوستی کی لاکھہ دشمنون سے زیادہ کام کرتے ہین ایسا زیادہ دشمن
کوئی جناب امیر ع کا نہین ہی کہ اونکے دین کے بھی دشمن ہین اور دنیا کے بھی کہ عاجز
ومغلوب ہمیشہ اونکو دنیا مین بناتے ہین اور اون دیندارون مین جو لوگ
تابع قرآن وحدیث وصحابہ رسول اللہ اور دین اسلام کے جاری کرنیوالے
اور کفر کو جہان سے دور کرنے والے اور اصل اہل اسلام عبارت اون سے ہی
ہی اور فتوحات اسلامیہ عبارت فتوحات صحابہ سے ہے جو اونکو کافرون پر
ہوئین ایسے لوگون سے جناب امیر ع کو پھرا ہوا اور چھپانے والا مذہب خاصہ
اپنے کو بتلاتے ہین **اقول** آپکے اس عبارت سراسر سفاہت وضلالت کا اثر تو

کنجڑون کبڑیون دمینے جلاہون پر بہت اچھا ہوا ہوگا مگر عقلا دیندار تو آپکو
اس ہیان ہذیان نشان سے کیا کہون کیا کہین گے آپکے خلفاء البتہ جناب امیر کو
کی مخالفت کرکے وعید من کفر مین داخل ہوئے اور بسبب بغض و عداوت
اوس جناب کے مستحق اوس عذابکے ہوئے جسکو خدانے منافقین کیلئے مقرر فرمایا ہے
اور اونھین نے بعد پہچاننے کے کفران نعمت خدا کا کیا اور بسبب اوسکے ثواب
آخرت کے دولت سے محروم رہے اور وہی تو ناشکری کرکے حق سے منحرف
ہوکر مصداق فاولئک ھم الفاسقون کے ہو گئے اور در حقیقت یہی
لوگ تو خلفا کے دوست نادان ہین کہ اونکی دوستی کے پیرایہ مین اونکے ساتھ دشمنانہ برتاو
کرتے ہین کہ اونکا مقابلہ نفس رسول زوج بتول سیف اللہ المسلول کے ساتھ کرکے
شیعون کو غیظ مین لاکر کیا کہون کیا کچھ کھلواتے ہین ہمیشہ دوستان خدا مقربان
بارگاہ کبریا انواع واقسام کے مصائب وبلا مین مبتلا رہکر مغلوب ومقہور رہے
اور دشمنان خدا اون پر غالب ہے پھر کیا اس سے منقصت اور مذلت
دوستان خدا کی ہو سکتی ہی ہم تو موافق نصوص قرآنی اور روایات نبوی جو
متفق علیہ فریقین ہین صحابہ کے دو حصہ کرتے ہین ایک مومنین مخلصین جو
بعد رسول خدا کے بھی اونکے اہل بیت کے ہمراہ رہے اور دوسرے منافقین
اور ہر ایک کی تشخیص منصفانہ اونکی اون افعال واقوال وحرکات وسکنات
سے کرتے ہین جنکو فریقین نے نقل کیا ہی آپ لوگ البتہ آیات قرآنی اور روایات
حضرت محبوب سبحانی کے تکذیب کرکے کل صحابہ کو اچھا سمجھتے ہین بلکہ اگر انصاف سے
دیکھا جاوے تو اون صحابہ کا بھولے سے بھی کبھی ذکر نہین کرتے جنکی خوبی پر
تمام اہل اسلام متفق ہین ہم لوگ اون صحابہ کو جو تابع قرآن وحدیث حضرت
رسول تھے جو لوگ حسب وصیت جناب رسول خدا اونکے اہل بیت کی کشتی

نجات پر سوار ہوے دل و جان سے دوست رکھتے ہین اور اونکو اچھا سمجھتے ہین اور
اونکی محبت کو عین ایمان جانتے ہین اور اونکے دشمنونسے عداوت رکھتے ہین اور جن لوگون نے
اونکو ستایا اونکو اذیتین دین اونپر لعنت کرتے ہین البتہ آپ لوگ جن صحابہ کے دوستی کا دم
بھرتے ہین اون سے ہم بیزار ہین اور ہرگز وہ دین اسلام کے جاری کرنیوالے تھے اور نہ اصل
اسلام اون سے عبارت ہی وہ ہی تو اسلام کی ترقی کے روکنے والے تھے اگر اونھون نے حسب
وصیت جناب رسولخدا اونکے خلیفہ برحق کی اطاعت کی ہوتی تو آج بجز دین اسلام کے
کسی اور دینکا نام بھی دنیا مین نہوتا اور فتوحات جو صحابہ کے زمانہ مین ہوئین ہرگز اونکی
حقیت پر دلالت نہین کرتین خلفای بنی امیہ و بنی عباس جو فسق و فجور مین یکتای روزگار
تھے اونکے زمانہ مین بھی فتوحات بکثرت ہوئین پھر کیا اس سے اونکی حقیت ثابت ہو سکتی کر
ترقی اسلام عبارت پابندی احکام سے ہی دیکھو خلفای ثلثہ خصوصا حضرت عثمان اور حضرت
معاویہ کے زمانہ مین پابندی احکام شرعیہ کی کیا حالت تھی اور پیشتر بیان ہوا کہ تقیہ کے
وہ معنی نہین جسکو آپنے عوام کے ذہن نشین کر دیا ہی جسکے سبب سے آپ لوگون کو عوام فریبی
کا اچھا موقع ملتا ہی حضرت امیرؑ نے کبھی اپنا مذہب خلفا سے نہین چھپایا اور نہ کبھی اونکے
خوف سے حکم الٰہی مین تغیر و تبدل فرمایا البتہ اس خوف سے کہ اصل اسلام کا نام باقی رہے
صبر و سکوت فرمایا اور ہم لوگ جو یہ حالت جناب امیرؑ کی بیان کرتے ہین تو صرف اپنے ہی یہانکی
روایات سے نہین بلکہ آپکے یہانکی روایات سے بھی حضرت امیرؑ کی مغلوبیت اور مظلومیت
کو ثابت کرتے ہین اور اس سے نہ حضرت کے دین کا ضرر ہوا نہ دنیا کا یہ محض آپکی خوش فہمی ہے
جو ایسا تصور کرتے ہین **قولہ** اور وہ مذہب خاصہ کسی قرآن و حدیث اور قول صحابہ
رسول اللہ صلعم سے ماخوذ نہین ہی خاص نکلا ہوا اونکا بتلاتے ہین ایسا دین جو خلاف
قرآن کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی اور اجماع صحابہ اور تابعین کے ہوگا کسی طرح
رای سلیم اسکو باور نکریگی **اقول** ہم پیشتر بیان کر چکے کہ مراد مذہب خاصہ سے کیا ہی اور مذہب

خاصہ ہی تو در حقیقت کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی سے ماخوذ ہی مذہب خاصہ
عبارت اون احکام واقعیہ سے ہی جنکو جناب رسولخدا صلعم نے بامر خدا جناب امیر ع کو تعلیم
فرمایا دیکھو تمہارے یہان بھی ہی کہ رسولخدا صلعم نے حضرت علی ع کو ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے
اور ہر باب سے ہزار باب علم کے حضرت علی پر کشادہ ہوئے بعد رسولخدا صلعم کے بجز جناب
امیر ع کے دوسرا کون تھا جو تمام احکام واقعیہ سے واقف ہو دیکھو جب آپکے خلفا بھی
کسی مشکل مین گرفتار ہوتے تھے تو جناب امیر ع ہی سے تو حکم واقعی دریافت کیا کرتے
تھے البتہ ہم لوگ قول صحابہ واجماع صحابہ وتابعین کو مقابل مین قول خدا ورسول
کے جسکے جاننے والے خاص جناب امیر ع اور ائمہ معصومین تھے ہرگز قبول نہین کرتے
اور ہم کیا کوئی عقل سلیم قبول نکریگی آپ لوگون نے البتہ قول خدا ورسول کو چھوڑ کر
ایسے صحابہ کے قول واجماع کو معتبر جانتے ہین جنکو احکام واقعیہ سے واقفیت نہ تھی
بے بجھے بوجھے اپنی رائے سے جو چاہتے تھے کہدیا کرتے تھے اور جس طرف اونکا نفس خبیث
مائل ہوتا تھا اوسیر اجماع واتفاق کر بیٹھتے تھے ایسا قول واجماع صحابہ آپہی لوگونکو
مبارک اور تابعین کس شمار مین ہین جنکے قول کو ہم خدا ورسول کے قول پر مقدم کرین
قولہ اور سب بارہ امامونکو بھی یہی نسبت کرتے ہین جو جناب امیر ع کو مذکور ہوئے کہ وہ
بھی ہمیشہ تقیہ مین رہے اور اپنے دین کو چھپائے رہے **اقول** ماشاء اللہ یہی فہم و استعداد
پر آپنے بیڑا ہدایت کا اوٹھایا ہی ابھی تک آپکو اتنا بھی معلوم نہین کہ جناب امیر ع بھی بارہ
امامون مین شامل ہین اور تقیہ سے جو مراد ہی اوسکو ہم بیان کرچکے جس طور پر ہمارے
ائمہ معصومین تقیہ فرمایا کرتے تھے وہ ہرگز مذموم نہین ہمیشہ عقلا اوسی طریقہ کے پابند
رہتے ہین اور آپ لوگ بھی اگر کہین پھنس جاین تو ضرور اوسی کی پابندی فرماینگے
قولہ اور غرض اونکی یہ ہی کہ صحابہ پر تہمت غصب خلافت والتباس دنیا اور عداوت
اولاد رسول اور ارتداد کی قایم کرکے دین خدا اور رسالت رسول اللہ کی بیخ کنی

کیجیے اقول تہمت تو جب ہو کہ جب ہم لوگ بتبعیت نفس امارہ بے کسی دلیل کے کہتے
ہون جو ہمارے اس رسالہ کو بنظر انصاف دیکھے گا وہ ضرور باور کر لیگا کہ آپ کے
خلفا نے ضرور غصب خلافت کیا اور عداوت کی اولاد رسول اللہ ص سے اور دین سے
مرتد ہو کر دین خدا اور رسالت رسول اللہ ص کے بیخ کنی کی اگر خدا نے اپنے دین حق کے
باقی رکھنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو ابتک اوسکا اثر بھی باقی نہ رہتا **قولہ** کس سبب جو
قرآن نازل ہوا ہے اول زبان صحابہ پر تھا **اقول** معلوم نہین وہ کون قرآن تھا
جو وقت نزول کے زبان صحابہ پر تھا **قولہ** بعد کو جو اجماع ہوا ہے زبان صحابہ سے
نقل کرکے ہوا ہے **اقول** ویسا اجماع جو آپکے منافقین صحابہ کے زبان سے نقل ہوا ہے تمام
وہ آپ ہی کو مبارک جس اجماع مین معصوم نہو سراسر ضلالت ہے **قولہ** قرآن کا اعتبار
نہ رہے گا **اقول** اگر قرآن کی نقل کرنے والے صرف منافقین صحابہ ہی ہوتے تو
البتہ اعتبار نہ رہتا **قولہ** اور حدیث جو نقل ہوئی وہ بھی زبان صحابہ سے نقل ہوئے
تو حدیث کا اعتبار نہ رہے گا **اقول** وہ حدیثین جنکو کذابین و وضاعین صحابہ
نے نقل کیا ہے وہ آپہی لوگونکو مبارک وہی جعلی حدیثین تو آپ لوگونکے سد راہ
ہو کر آپ لوگونکو راہ نجات پر آنے نہین دیتین **قولہ** اور قرآن و حدیث بھی اصل
اصول اسلام کے ہین ان دونون کا استیصال کیجیے آگے دور خلافت خلفا مین
کہ تمام دین متمکن و مضبوط ہوا اور تمام فتوحات کفر و عجم سے انکو میسر ہوئین اور گروہ
اسلام عبارت اونھین سے ہے اوسکو کہدیا کہ یہ گروہ دنیا دار تھی واسطے اہل اسلام کے
بہشت اور سزا کافرون کی دوزخ مرتب ہو گئے ان گروہ اسلام کو اہل اسلام نقرار
دنیا اور دنیا دار بتانا ایسا ہے جیسے آفتاب پر خاک اوڑا دی کہ آفتاب چھپ جاوے مگر
آفتاب تو نہین چھپنے کا وہ جتنی دہول ہو گی تمہارے اوپر ہی آویگی فلک کا تھوکا
حلق مین آوے گا معلوم ہوا کہ وہ دشمن ہین اہل اسلام کے اور کھلے دشمن ہین **اقول**

پیغمبر اپنی امت مین دو چیزین چھوڑ گئے ایک کتاب خدا اور دوسرے اہل بیت کو اور فرما گئے کہ جبتک تم ان دونون کے ساتھ تمسک کروگے گمراہ نہوگے اور ان دونون مین کبھی جدائی نہوگی ظاہر ہے کہ قرآن مین کل احکام مفصل بیان نہین ہوے اور جس قدر بیان بھی ہوے ہین اونکے سمجھنے کی ہر شخص مین قابلیت نہین جب حضرت ابوبکر ہی لفظ کلالہ تک کے معنی نہ سمجھ سکے تو حضرت عمر اور عثمان کا کیا ذکر جو اون سے مرتبہ علم و فہم مین کہین کمتر تھے الغرض اسیوجہہ سے پیغمبرؐ فرما گئے کہ مین تم لوگون کی ہدایت کے واسطے ان دونون چیزونکو چھوڑے جاتا ہون مقصود حضرت کا یہ تھا کہ اگرچہ بمفاد ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین قرآن مین تمام احکام واقعیہ ہین مگر اونکا قرآن سے استنباط کرنا ہر شخص کا کام نہین اسلیئے تمکو چاہیئے کہ میرے اہل بیت کی طرف رجوع کرکے اونھین سے احکام واقعیہ دریافت کیا کرو اور اونکو اپنا راہنما اور پیشوا قرار دو چنانچہ اسی نظر سے جناب سرور خدا مرتے دم جناب امیرؑ کو ہزار باب علم کے تعلیم فرما گئے اور ہر باب سے ہزار باب اور جناب امیر پر کشادہ ہوے مگر منافقین صحابہ نے چاہا کہ دین خدا کو اس طور پر پامال کرنا چاہیئے کہ لوگون کو اہل بیت پیغمبرؐ سے منحرف کردین اسلیئے کہ اگر لوگ اونکو اپنا پیشوا سمجھا کرینگے اور اپنے کل امور کو وابستہ اون کی فرمایش کا کردینگے تو پھر موقع نیل حظوظ نفسانی کا ہاتھ سے جاتا رہیگا اور ہم اور ہماری اولاد قیامت تک ذلت و خواری سے بسر کرینگے ہمیشہ امور سلطنت اہل بیت ہی کے ہاتھ مین رہینگے اور وہ بوجہہ پابندی قانون خدای کی جو سے سر مو تجاوز نکرینگے اس صورت مین عمر بھر کی زحمتین ہماری ہدر ہو جاوینگی اور ہمارے کل خیالات باد رہوا ہوا اور اس باب مین کوئی تدبیر اس سے بہتر نہین کہ لوگون کے ذہن نشین کردینا چاہیئے کہ قرآن تو تمہاری زبان ہی اور خود خدا فرماتا ہے کہ ہر تر و خشک اوس مین موجود ہی پیغمبرؐ نے بمقتضاے بشریت اپنے اہلبیت کے

اطاعت تمپر واجب کردی ہی اور مقصود اونکا یہ ہی کہ تمام عمر ہم سب اونہین کے خاندان کے چیلے بنے رہین چنانچہ نھین خیالات سے حضرت عمر نے پیغمبر خداؐ کو مرض وفات مین وصیت نامہ ہدایت ختامہ کے لکھنے سے باز رکھا اور کہدیا کہ یہ شخص بیہودہ بکتا ہی حسبنا کتاب اللہ ہمارے پاس کتاب خدا موجود ہی وہی کافی ہی پس اس حیلہ سے امت نبی کو اونکے اہل بیت سے منحرف کر دیا اور جہانتک ممکن ہوسکا اونکے استیصال مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا یہ تو ممکن نہوا کہ بمجرد وفات جناب رسولخدا اونکو نیست و نابود کردین بلکہ ایک ایسا طریقہ برتاؤ کا اونکے ساتھ رکھا جس سے وقعت اونکی لوگونکی نظرون سے جاتی رہے امام حسنؑ اور امام حسین عؑ کی یہ نوبت پہونچی کہ امام حسن ع کو حضرت معاویہ طلب فرماوین اور جب آوین تو حضرت خلافت مآب منبر سلطنت پر پاؤن پھیلائے لیٹے رہین اور امام حسنؑ پائنتی آکر بیٹھ جاوین اور اسپر بھی اکتفا نہو بلکہ اون کے والد بزرگوار کے حق مین کلمات سخت و نا ملائم کہلوا کے اونکا دل دکھاوین حضرت امام حسن ع کا جنازہ روضہ رسول خداؐ مین جانے سے روک دیا جاوے اور اوسپر تیرباران کیے جاوین ایک مرتبہ حضرت معاویہ مدینہ مین اس غرض سے تشریف لائے کہ حضرت یزید کی خلافت پر اہل مدینہ سے بیعت لین امام حسینؑ فرزند رسولؐ اونکی پیشوائی کو باہر تشریف لیجائین عوض مین تعظیم و احترام کے کلمات سخت اونکو سنائین جب مدینہ مین وارد ہوچکی تو امام حسین ع اونکے در دولت پر جائین اور اذن حضوری چاہین اور حضرت معاویہ اذن نہ دین آخر بوجہ خوف کے حضرت امام حسین ع مکہ تشریف لے گئے تف ہی زمانہ غدار اہل بیت رسول خداؐ کی یہ حالت ہو جاوے جسکے تصور سے آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین آخر اوسے حکمت عملی سے اہلبیت نبوی کو اس درجہ ذلیل و خوار کر دیا کہ فرزند رسول کس ذلت و خواری سے قتل ہوگیا باوجود ان بیدینیون کے آپ لوگ اون منافقین صحابہ کی محبت مین ایسے سرشار

ومدہوش ہوگئے ہین کہ نہ خدا کا خوف نہ پیغمبر کا لحاظ نہ مومنین سے شرم ہمیشہ نئے نئے
مضمون تراش تراش کے اونکی بیدینیون کی اصلاح مین کیسی کیسی جانفشانیان
فرماتے ہین تف اوس اسلام پر جو عبارت ایسے بیدینیون سے ہوا ور اگر یہ لوگ دنیا
دار نہ تھے تو پھر دنیادار کا دنیا مین وجود ہی نہین آپ لوگ البتہ اون بیدینیون کی
بیدینیون کو جو آفتاب نصف النہار سے روشن تر ہین چاہتے ہین کہ اپنی اصلاح کی
خاک ڈال کر چھپائین مگر وہ کب چھپ سکتے ہین آخر وہ خاک مذلت لوٹ کر آپ ہی
لوگون کے چہرون پر پڑتی ہے اور آپکی ان افتراپردازیون سے ہر عاقل کو معلوم
ہو جاوے گا کہ آپ اور آپکے ہم خیال دشمن ہین اسلام و اہل اسلام کے **قولہ** غرضیکہ اہل
اسلام کے اجماع کو یون باطل کرتے ہین **اقول** اوس اجماع کو جس مین سوای اراذل
اور بیدینیون کے کوئی اور نہو ہر عاقل دیندار باطل سمجھے گا **قولہ** للہ الحجۃ البالغۃ
در واسطے اللہ کے حجت پوری ہے **اقول** امنا وصدقنا البتہ خدا کی حجت تمام ہے
قولہ وہ پوری حجت ایک تو قرآن ہے **اقول** قرآن کا حجت ہونا مسلم مگر تنہا اوسکے
الفاظ تو حجت نہین جب تک اونکے معانی پر اطلاع نہو اور معنونکا جاننا بدون توسط
اون لوگون کے جنکے گھر مین قرآن نازل ہوا غیر ممکن وما یعلم تاویلہ الا اللہ
والراسخون فی العلم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون **قولہ** دوسری
حدیث رسول اللہ صلعم **اقول** ہم بھی حدیث رسول خدا صلعم کو حجت جانتے ہین بشرطیکہ
وہ حدیث رسول خدا صلعم سے صادر بھی ہوئی ہو نہ اوسکو کہ جسے جھوٹون نے رسولخدا صلعم
کی طرف نسبت دیدی ہو **قولہ** تیسرے اجماع امت **اقول** وہ اجماع امت جسمین
رئیس امت اور اخیار صحابہ شریک نہ ہون ہرگز حجت نہین سراسر ضلالت ہے
قولہ ان تمیزون کو اپنے اوپر سے یون دفع کیا **اقول** یون کا مشارالیہ معلوم نہین
ہوا اور حقیقت حال کو ہم بیان کر چکے **قولہ** آگے دور امامت رہا اور اون کے ذ

تہمت تقیہ کی رکھکر اقوال اونکے کو بالکل بے اعتبار کر دیا ہی **اقول** ہمارے آئمہ معصومین
کا ظالمونکے خوفسے تقیہ کرنا آپکے یہانسے بھی ثابت ہی مگر نہ اوس طریق سے کہ جس سے اونکے
اقوال بے اعتبار ہوجاوین جیسا کہ ہر منصف خبیر پر ظاہر ہی آپکے یہانکی روایتین الحمد
ازسکہ رواۃ اونکے کذاب و وضاع تھے درجہ اعتبار سے ساقط ہین **قولہ** کہ یہ
ظاہر مین بالکل مذہب عامہ کے دین پر رہتے تھے اور باطن مین بالکل مخالف تھے
جو کام منافقونکا ہوتا ہی وہ اونکے ذمہ ثابت کرتے ہین **اقول** حاشا کہ ہمارے آئمہ
معصومین کا یہ طریقہ رہا ہو اور کوئی شیعہ اسکا قایل ہی یہ محض آپکا افترا ہی اور صفت
نفاق مختص آپہی کے آئمہ سے تھے **قولہ** جو قول ظاہر مین اونکے ہوے وہ تقیہ تھے
اقول کوئی شیعہ اسکا قائل نہین کہ کل یا اکثر اقوال آئمہ معصومین ع کی حالت تقیہ
مین صادر ہوی **قولہ** پس حجت الٰہی جو امامت سے متعلق تھی اوسکو یون باطل کیا ہی
اقول یہ آپکی خوش فہمی ہی ورنہ بعض مقام مین آئمہ معصومین کے تقیہ کرنے سے کوئی
ضرر نہین اکثر انبیانے بلکہ خود ہمارے پیغمبر نے بھی بعض مقامون پر تقیہ فرمایا ہی **قولہ**
اور اگر کہئے کہ قول آئمہ کا سب سند ہی تو اپنے دین کو کھو بیٹھین گے اور تقیہ کی
جڑ و بنیاد سب اوکھڑ کے جا رہیگی **اقول** یہ بھی آپکی خوش فہمی ہی البتہ آئمہ معصومین ع کے
کل وہ اقوال حجت ہین جو مقام مین تعلیم کے بیان فرماوین اس سے کوئی محذور نہین
لازم آتا **قولہ** اور تسلیم علی مرتضے ع خلافت خلفاے ثلثہ کی بالکل ثابت ہوجاویگی
مذہب شیعونکا بالکل رد ہوجاویگا **اقول** یہ تو جب آپ کہہ سکتے ہین کہ اگر حضرت علی ع
نے کسیوقت یا کسی حالتمین آپکے خلفاء ثلثہ کے خلافت کے برحق ہونیکا اقرار فرمایا ہو
حضرت نے تو مقام متعددہ مین نہایت وضوح کے ساتھ اونکے خلافت کے بطلانکو
ظاہر کرکے حجت کو تمام فرمادی اور شیعونکا مذہب تو جب رد ہوسکتا ہی کہ جناب رسولخدا
کی نبوت بھی رد کردیجاوے **قولہ** وما علینا الا البلاغ **اقول** وما علینا الا البلاغ

المبین **قولہ** جو کوئی اس تحریر کو سمجھیگا شرمائیگا کہ اوسکے دلمین ایک ذرہ ایمانکا ہوگا
شیعہ نہین ہیگا **اقول** میرے نزدیک تو ہوگا لیکن مقام پر نہوگا مناسب ہے وگرنہ جو شخص کچھ بھی
ایمانسے بہرہ رکھتا ہوگا وہ بعد اسکے کہ آپکے ان افتراپردازیون پر مطلع ہوجاویگا سمجھیگا کہ ہمیشہ
سے آپ لوگونکا یہی طریقہ عوام فریبی اور افتراپردازیکا رہا ہے پھر وہ کیونکر سنی رہسکتا ہے ضرور شیعہ
ہوجائیگا **قولہ** اور سب گروہ اسلام کا تابع ہوجاویگا **اقول** اہل ایمان جنکے سرشت مین محبت
اہلبیت ہے وہ کیونکر اوس اسلام کے تابع ہوسکتے ہین جسکے مروج حضرت یزید ہون یا وہ جو
مثل اونکے تھے **قولہ** اور جو بالکل اوسکے دلمین کفر ہی بسا ہوا ہوگا تو نہین ماننے کا **اقول**
چونکہ آپلوگونکے دلمین کفر ہی بسا ہوا ہے اسوجہ سے مین یقین کرتا ہون کہ ہرگز راہ راست پر
نہ آئیگا **قولہ** ان ہو الا تذکرۃ للمتقین **اقول** یہ آیت آپنے ایک راہ سے نہایت محل و موقع پر ذکر کی
اسلیے کہ جو شخص آپکے اس رسالہ کو دیکھیگا اوسکو یقین ہوجاویگا کہ بعد زمانہ جناب سرور خدا مین جن
لوگون نے حق پوشی و ناحق کوشی کرکے خلافتکو خاندان نبوت سے نکالکر غیرون مین کردیا وہ بھی مثل آپکے
تھے باوجود دیکہ آپکو اس زمانہ مین اوس خلافت سے کوئی نفع دنیوی نہین اوسپر بھی آپ ناحق کوشی
مین ایسے مدہوش ہین کہ نہ افترا کرنے سے باک نہ رسوائی کا خوف تو اون لوگونکو تو اوس خلافت سے
طرح طرحکی امیدین تھین انواع و اقسام کے فائدے مقصود تھے علاوہ اوسکے عداوت جو جناب
امیر سے رکھتے تھے پس اون لوگونسے ایسی بیدینی ہوئی تو کوئی محل تعجب نہین ہے قابل استعجاب
ہے پس تحریر آپکی ضرور تذکرہ ہوگی متقین کے لیے یعنے یاد دلانے والے ہونگے اونکے
لیے حالات منافقین صحابہ کو

دع ذکر من لا ینفع الذکری لہم   اذ لو تجد فی جمعہم انسانا

تمت

تاریخ بست و ششم ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۱۶ ہجری بمقام لکھنو محلہ وزیر گنج مطبوعہ مطبع اثنا عشری عابد علی رضوی

اعلان

واضح ہو کہ اس کتاب کی چھاپنے کی اجازت

جناب مستطاب قبلہ و کعبہ مولوی سید کلب عسکری صاحب

نے راقم کو عنایت فرمائی ہے لہذا خدمت میں اہل مطابع

و تاجران کتب کے عرض رسا ہوں کہ کوئی صاحب

بدون اجازت ہرگز قصد طبع کا نہ فرماویں بیجائے

نفع کے نقصان نہ اوٹھائیں

راقم کمترین خیرخواہ مومنین عابد علی رضوی

تعداد طبع ۶۰۰

(یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کے واسطے چھپی ہے)

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُہُمْ
فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَہْدِیْہِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا

الحمد للہ المنان کہ درین زمان سعادت نشان بمنت اعزون ذرۃ الادنی کتاب لاجواب ہدایت عنوان الموسوم

الشفا

۱۳۱۹

یا ایہا الذین آمنوا ... القوم الظالمین

بجواب اسرار الہدیٰ مصنفہ منشی جوہر علی صاحب جو بعد اصلاح و اصلاح مولوی جہانگیر خانصاحب
... از نتائج فکر رسا و فہم دوکا منشی تحریر دبیر عطارد نظیر علی مرزا صاحب ... بمقام لکھنو
محلہ فراشخانہ روز یکشنبہ بتاریخ بست و ہفتم ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۹ ہجری

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی حلیۂ طبع پوشید

پہلی مرتبہ — تعداد طبع ۶۰۰ — قیمت فی جلد ۱/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فدای سامری فن دیکھے اعجاز رقم میرا — عصای موسوی ہی حمد خالق مین قلم میرا

سلامت منزل مقصد تک لے اللہ پونچا دے — مجھے آنکھین دکھاتا ہی ہر ایک نقش قدم میرا

یہ دود شمع دل راتون کو کہتا ہی تعلی سے — خجل کرتا ہی زلف حور کو بھی پیچ و خم میرا

کہین سودائیان عشق کو تفریح ہوتی ہے — ہزارون بار کا دیکھا ہی فردوس ارم میرا

الٰہی کعبہ تسلیم مین یون باریابی ہو — بڑہے بیباک کہکر پیشتر لب سے قدم میرا

فنا فی اللہ ہو کر پاؤن عمر جاودان ایسی — مسیح و خضر کی ہستی سے ہو بڑھکر عدم میرا

برنگ بوی گل ہے ہر نفس یاد الٰہی مین — قیامت تک بھرے گی دم نسیم صبحدم میرا

حافظ شیراز

مقدری کہ ز آثار صنع کرد اظہار — سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار

مدار سیر کواکب بامر کن فیکون — قرار داد بدین طاق گنبد دوار

ز ہفت کوکب سیارہ و دوازدہ برج — کنند سیر مخالف کواکب سیار

نہ آسمان ز ملائک بامر حق مشغول — بسجدہ درگہ تسبیح و ذکر و استغفار

چہار عنصر ازو مختلف پدید آورد — مدار آتش و آب و غبار و خاک و بخار

ایسے خالق برحق اور قادر مطلق جسکی حمد و ثنا کا میدان بیان السالق و دق ہے کہ بڑے بڑے ملائکہ مقربین اور انبیا مرسلین اور اوصیا طیبین الطاہرین طے نہیں کر سکتے نہیں ہیں بلکہ او سمین کما کان حقہ ایک قدم چل نہیں سکتے اوسکے طے کرنیکا خیال انسان خاکی بنیان صاحب الخطا و النسیان کرے کیا مجال ہے اس جگہ عقل و خرد گم صم و بکم ہکا کا نقشہ ہے طیور وہم و گمان کی زبان ناطقہ لال ہے شعر

ذات کی کنہہ کو کیا فہم کرینگے اوہام		سیکڑون نوع کے ہین جسمین دقائق مغلق

لیکن ابتدائے کلام بے حمد ملک العلام نکتہ سنجان بلاغت شعار باریک بین کو پسند آتا نہین - اور نازک خیالان عبودیت آثار پر تمکین کو بہاتا نہین اسمین دو نکتہ ہین اول تو عبدیت کے خلاف ہے دوم ایسے آغاز کا انجام معلوم یہان عقل کی تکلیف معاف ہے

یہان بہی تو وہان بہی تو زمین تیری فلک تیرا		کہین ہمنے پتہ پایا نہ ہرگز آج تک تیرا
صفات و ذات مین یکتا ہی تو ای واحد مطلق		نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا
جمال احمد و یوسف کو رونق تو نے بخشی ہے		ملاحت تجھسے شیرین حسن شیرین مین نمک تیرا

شیخ سعدی علیہ الرحمہ

فضل خدائے را کہ تواند شمار کرد		تا کیست آن کہ شکر یکے از ہزار کرد
آن صانع لطیف کہ بر فرش کائنات		چندین ہزار صورت الوان نگار کرد
ترکیب آسمان و طلوع ستارگان		از بہر عبرت نظر ہوشیار کرد
بر آفرید و بحر و درختان و آدمی		خورشید و ماہ و انجم و لیل و نہار کرد
الوان نعمتے کہ نشاید سپاس گفت		اسباب راحتے کہ ندانم شمار کرد
مسمار کوہسار بنطع زمین بدوخت		تا فرش خواب بر سر آب استوار کرد
اجزائے خاک مردہ بہ تشریف آفتاب		[illegible]

آب ابر داد بیخ درختان مردہ را ۔ شاخ برہنہ پیرہنش نوبہار کرد
چندین ہزار منظر زیبا بیافرید ۔ تا کیست کو نظر ز سر اعتبار کرد
توحید گوے او نہ بنی آدم اند وبس ۔ ہر بلبلے کہ زمزمہ بر شاخسار کرد
شکر کدام فضل بجا آورد کسے ۔ حیران بماند ہر کہ درین آشکار کرد
لال است در دہان بلاغت زبان وصف ۔ از غایت کرم کہ نہان آشکار کرد
پس شعر ہاے ہمتل کی لکھے کوئی کیونکر تعریف ۔ وہم و ادراک سے ہی جسکی ہو باہر تعریف

جل جلالہ وعم نوالہ

اور نعت اوس بانی دین اسلام مقبول خاص وعام سرفراز انبیا برگزیدہ بارگاہ کبریا مقیم مقام قاب قوسین او ادنی کلیم کلام ماینطق عن الہوی بدر الدجے شمس الضحے احمد مجتبے محمد مصطفے جنکے شان مین خود خدا لولاک لما فرمائے قوت بشری سے بعید ہے قطعہ

اے آنکہ شد از طفیلت آدم پیدا ۔ گشت از سبب تو چرخ اعظم پیدا
نور تو نہ گنجید چو در یک عالم ۔ بہر تو خدا کرد دو عالم پیدا

اور اوس ماہ عرب ختم رسل مالک جزو کل کا ہمارے عنایت و الطاف جو ہمارے سرون پر سایہ گستر ہے نہوتا تو ایمان کی دولت ہاتھہ نہ آتی کفر کی ضلالت کوئی کیونکر کھوتا۔ اونہین کی بدولت ہمنے اپنے خدا کو پہچانا اچھے برے کے پرکھنے کا طریقہ جانا پس سجدہ کرنا واجب الوجود کو اور درود بھیجنا اوس نبی صاحب الکرم والجود پر کہ باعث تخلیق آدم وعالم ہے ہر موجود کو واجب و لازم ہے اول تو اوسکے عبد اسکی امت یہ نبی وہ معبود ہے دوم تمام جن وانس کی پیدائش کا یہی اصلی مقصود ہے۔ لایمکن الثناء کما کان حقہ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ اور منقبت حیدر کرار غیر فرار صاحب ذوالفقار دلدل سوار قاسم الجنۃ والنار دافع اشرار ناصر دین کردگار رہبر میدان کارزار قاتل الکفار ناظم نظام چرخ دوار

دست قدرت کردگار شہنشاہ سعید ابرار عالی وقار گنجینہ اسرار سخاوت شعار عدالت
کامگار رد الاشبار جلالت آثار اخی جعفر طیار مطلع الانوار مولاے صغار و کبار
مصداق **بیت** اگر ذات نبی را علی بدی مقصود دو جہان بکتم عدم رفتی
ہمچو اول بار وصی رسول زوج بتول اصل اصول آئینہ عقول باب علم رسول
مبطل ظلوم و جہول قامع اہل عدول مؤسس قواعد معقول و منقول واقف ضمائر
معروف و مجہول امیر خیبر گیر وزیر بشیر و نذیر شاہ دستگیر صاحب شمشیر ولی رب قدیر شجاع
بے نظیر مقصود آیہ تطہیر صاحب خم غدیر مقلب تقدیر عالم مافی الضمیر مشکل کشا المخاطب
بخطاب لافتی بازوے مصطفے ولی خدا شافع روز جزا مخزن جود و عطا صاحب ہل اتی
شاہ قل کفا راضی برضا مظہر انوار کبریا راکب دوش مجتبی فخر انبیا افضل الاوصیا مقصود اولیا
امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علی کل غالب کہ جنکی شان اقدس مین ۵

کس را چہ زور و زہرہ کہ وصف علی کنند — جبار در مناقب او گفتہ ہل اتی
زور آزمای قلعہ خیبر کہ دست او — در یکدگر شکست ببازوے لا فتی
شیر خدا و صفدر میدان و بحر جود — جان بخش در نماز و جہان سوز در وغا
دیباچہ مروت و سلطان معرفت — لشکر کش فتوت و سردار اتقیا
فردا کہ ہر کسے بشفیع زنند دست — مائیم و دست و دامن معصوم مرتضی

پس ولاے اہلبیت محبت علی کا دل پر نقش نگینا ہے مسلمانی ہے انگشتری
سلیمانی ہے کہ وہ نبی ہے یہ امام ہین ہدایت خلق دونون کے کام ہین جب
یہ دونون شامل ہون تب ہم ایمان مین کامل ہون **قصیدہ**

ولا کاریست بس مشکل ثنای شیر یزدانی — امام عرش درگاہی شہنشاہ سلیمانی
معینی یاوری حاجت روائے میر بطحائی — بہر بیدست بازوئی بہر بے برگ سامانی
لدنی دانشی دلدل سواری دو زبان تیغی — امیر لامکان تختی شہ جبریل دربانی

حنی بل اتی شاہ دلیری از فتح و معظے — بہ زینت زیب مولودی بعز و جاہ فرمانی
دم آخر مددگاری میان قبر غمخواری — بوقت بیکسی یاری برای درد درمانی
وصایت مرکز مسند نشینی صاحب اتاجی — مقدس روضۂ عالی جناب برتر ایوانی
معلی راجہ تبریز غلامے اولیا نامے — وصی شاہ لولاکے سے علی شاہ مردانی
بنامش عاشق عیسی کلیم اللہ شیدائی — خلیل اللہ جانبازی ذبیح اللہ قربانی
نگاہی از کرم فرما باحسن ہیچ مغمومے — غلام خاک نعلینی سگ کوی ثناخوانی

امابعد کمترین **علی مرزا** جایسی زیدی اپنے ہم طریقونکے خدمت سراپا برکت
مین بہت ادب سے عرض رسا ہے کہ سردست ایک رسالہ المعروف بہ اسرار الہدی مصنفہ
منشی جوہر علے صاحب رئیس مچھلی شہر میری نظر سے گذرا ہے مصنف موصوف نے اپنے
رسالہ مین تین سوال منجانب فرقۂ ناجیہ تیمناً و تبرکاً بہ تعداد اصحاب ثلثہ من مانے قائم
کرکے اوسکے جوابات تحریر کئے ہین اور ہمارے ہم مذہبون کو بہت سے الزام دئے ہین
باوجود اینہمہ کہ نہ تو ہمارے ہم طریق کسی سے ملت و مذہب کی بابت گفتگو کرتے ہین
نہ کسی سے باز پرس کرکے خواہان جواب ہوتے ہین تاہم ہمارے مخالف طریق ہمسے
خطاب کرکے اولجھنا چاہتے ہین اور جو جی مین آتا ہے زبان قلم پر لاتے ہین ظاہر ہے
کہ ایسی معمولی کتابون پر علمای اعلام کو توجہ نہین ہوتی پس بخیال اسکے کہ یہ رسالہ بلاجواب
نرہ جائے اور مخالفین کے نزدیک ممتنع الجواب نہ سمجھا جائے اس ناچیز نے جواب
لکھنے کی جرأت کی اور جو جوابات لکھے علمائے اہل سنت کی کتابون سے لکھے مجھے اُس
کتاب کے لکھنے مین کسی قسم کے دقت پیش نہین آئی کیونکہ میرے والد ماجد قبلہ و کرم و کعبہ
معظم عالیجناب پنڈت رتن نرائن صاحب تحصیلدار کو جو اعلے درجہ کے لائق اور کتب بینی
کے شائق تھے ذخیرہ ہر قسم کی کتابون کا گھر ہی مین موجود تھا اور بنتیجہ کتب بینی تھا
کہ اونکا میلان خاطر دین اسلام مین فرقہ حقہ امامیہ کیطرف مستحکم ہوگیا تھا میری نقلیدی

ایسے ڈہنگ سے اونہون نے فرمائی کہ مین نے دین اسلام مین طریقہ حقہ اثنا عشریہ
کو حاصل کیا اور اپنے کو اکمل الکملا عمدۃ الفضلا اعلم العلما افضل الاقطاب بدل یگانہ تاز مضمار
ہمہ دانی حکیم النظیر الثانی عالم الہی فاضل لوذعی جناب قبلہ استادی سیدی سندی
مولوی سید شاہ علی حسن صاحب اشرفی جایسی سجادہ نشین سنی گروہ کے عالم
دام ظلہم العالی کے خوشہ چینون مین داخل کیا بہر حال بفضل الٰہی سے مین اپنی خواہش
مین کامیاب ہوا اور شکر الٰہی بجا لایا اب اپنی ہم مذہبون سے طالب دعاء خیر ہون
اور عرض کرتا ہون کہ سوال اول جو منجانب فرقہ ناجیہ نہایت ہی قابلیت سے
قایم کیا گیا یہ ہے کہ خلافت کے بارے مین کوئی حدیث ہے یا نہین اور جو اسکا
جواب چہا گیا اوسکا کیا کہنا ہے جواب بتلانے والے نے جو اپنی قابلیت صرف
فرمائی وہ تو لائق تحسین ہے مگر معلوم نہین کہ منشی جوہر علی صاحب نے کیونکر
اوس جواب کو بلا اسکے کہ بخوبی اپنے دل کی تشفی فرماتے مان کر مشہور کیا یہ بہی غور نہ
کیا کہ اس حدیث کو سوال کے جواب سے کیا تعلق تہا اور نہ ہو سکتا ہی کہ فضایل حضرت
ابو بکر صدیق مین حدیث مذکور پیش کیجاتی گو اوس صورت مین بہی پس و پیش لازم تہا
اب مین عرض کرتا ہون کہ منشی صاحب اپنی یہانکی اون کتابون کے ملاحظہ فرمانے
کی تکلیف گوارہ فرمائین جن مین شرح و بسط سے حالات دروازہ مسجد کے لکہے ہین
مگر شاید منشی صاحب کو کتب مبسوطہ اور مشکلہ کے تلاش مین اور سمجہہ مین دقت ہو لہذا
کتاب ترجمہ مرغوب جذب القلوب جو تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبد الحق
دہلوی ہے اور جنکے محدث ہونے کا ڈنکا چار دانگ ہندوستان مین بج رہا ہے اور
جسکو اونہین کے ہمنام صاحب نے اردو مین ترجمہ کرکے عام فہم خصوصًا لائق سمجہہ
منشی صاحب موصوف کر دیا ہے حوالہ دیتا ہون صفحہ ..ا ترجمہ جذب القلوب مطبوعہ
مطبع منشی نول کشور پر یون تحریر ہے کہ بعضے صحابہ کے گہرونکے دروازے اور راستے

مسجد شریف کے طرف تھے آخر الامر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے
سب دروازونکے بند کرنیکا امر فرمایا سوائے دروازہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کے احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے
ایام مرض مین کہ رحلت فرمانے کے کئی دن تھے ممبر شریف پر جلوہ فرما ہوکر خطبہ
بلیغہ پڑہا اور فرمایا کہ حضرت رب العزت نے ایک بندہ کو اپنے بندون مین سے
مخیر کیا اس بات مین کہ اگر چاہے دنیا مین رہے اور چاہے جوار قدس کیطرف نقل
کرے بندہ نے یہ ہی اختیار کیا کہ اپنے مولی کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر
تھے اونمین سے کسی کی سمجھہ مین نہ آیا کہ آپ کس بندہ کا ذکر فرماتے ہین سوائے
حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ وہ
سنتے ہی روئے اور سمجھہ گئے کہ یہ اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر آخرت
قریب ہوپہنچا بعد اسکے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے
زیادہ بذل درباردکرنیوالا مجہپر صحبت اور مال مین ابو بکر ہے اگر مین سوائے خدا کے کسی اور کو
خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابو بکر کو ٹھہراتا ولیکن اخوت اسلام باقی ہے جتنے دروازے
مسجد کیطرف ہین بند کردو سوائے دروازہ ابو بکر کے اور بعضے احادیث مین
آیا ہے کہ کوئی خوخہ مسجد مین نچہوڑو سوائے خوخہ ابو بکر کے اور خوخہ اوس
طاق کو کہتے ہین جو گہر مین روشنی کیواسطے رکھتے ہین اگر خوخہ مانین کیطرف
واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بہی ہو سکتا ہے اور خوخہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
اسیے قبیل سے تہا کہ اکثر اوسی طرف سے مسجد شریف مین حاضر ہوتے اسی واسطے
اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بہی واقع ہوا ہے والا حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے گہر کا دروازہ مسجد کیطرف واقع نہ تہا علمائے سنت وجماعت کو
اس حدیث سے تمسک ہے فضل حضرت ابو بکر مین ساری صحابہ کرام پر علی الخصوص جبکہ یہ

امتیاز اونکو آخر حیات آنسرور علیہ الصلواۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یہانتک کہ نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک سوراخ رکھون کہ آپکو برآمد ہوتے وقت دولت سراسے دیکھ لیا کرون آپ نے فرمایا کہ ایک سوئی کے ناکے کے برابر جا ہو تو روا نہ رکھونگا اس درمیان مین بعضے لوگون نے آپسمین کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کہول دیا اور سب کا دروازہ بند کر دیا آپنے فرمایا کہ یہ بات مین نے اپنی طرف سے نہین کی حقتعالی نے حکم دیا ہے اور مجھکو اوسمین کچھہ اختیار نہین ہے اور فرمایا کہ ابوبکر کے دروازہ پر ایک نور دیکھتا ہون اور دوسرونکے دروازہ پر ظلمت بعضے علمانے باب تاویل مین آکر ادعا کیا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر مراد نہین بلکہ باب سے مراد باب خلافت ہے اور سبھون کے دروازہ بند کرنے سے کنایہ ہے منع طلب خلافت سے ورنہ ابوبکر صدیق کا کوئی گھر مسجد نبوی کے برابر نہ تہا بلکہ ایک گھر اوسکا حوالی مدینہ مین تہا اور دوسرا بقیع مین یہ بات اس شخص کی بے تکلف نہین یہ جو کہتا ہے کہ کوئی گھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تہا اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر متعدد تہے بہ تعداد ازواجات اور وہ گھر جسکے دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا تہا قریب تہا مسجد نبوی سے باب السلام اور باب الرحمتہ کے درمیان ہین کہ ایک وقت مین اوس گھر کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چار ہزار درہم کو بیچ کر وہ مال ایک قوم پر کہ اونکے پاس کہین سے آئی تہی انفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین نقل کرتے ہین کہ اس باب مین احادیث اور بہی منقول ہین کہ ظاہر اون احادیث کا مخالف ہے مضمون مذکور کا ازجملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہے وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنیکا

حکم دیا سوائے دروازہ علی بن ابیطالب کے اور مخرج اس حدیث کے احمد اور
نسائی ہین اور اسناد اس حدیث کے قوی ہین طبرانی اوسط مین ثقات سے نقل
کرتے ہین کہ سارے صحابہ کرام جمع ہوکر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے
سب کے دروازے بند کردیئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا نہ مین نے بند کیا
نہ مین نے کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ مین سب کے
دروازے بند کرادون سوائے دروازہ علی کے اور بہی امام احمد اور نسائی نہ نقل
ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ سب دروازون کے
بند کرنے کا حکم ہوا سوائے دروازہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے کہ اونکے
گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تہا اور دوسری راہ نہ تہی یہانتک کہ حالت جنابت مین
بہی اوسی راہ سے آتے جاتے تہے اور امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت لاتے ہین کہ وہ کہتے تہے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
وقت مین بہترین مردم بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر کو جانتے
تہے اونکے بعد عمر بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے لاتا ہے کہ کہا اونہون نے کہ ہم افضل جانتے تہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ابوبکر کو پہر اونکے بعد عمر کو پہر اونکے بعد عثمان کو
اور دوسری روایت مین ہے کہ برابر نہین کرتے تہے ہم ان تین شخصون سے
کسی کو انتہے اور سید علیہ الرحمہ نے فقط ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو کہا ہے اور
اتنا زیادہ کیا ہے کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالے
نے تین فضیلتین علی بن ابیطالب کو دی تہین اگر ان فضائل مین سے ایک
فضیلت بہی مجھ مین ہوتی تو مین اوسکو دنیا اور مافیہا سے بہتر جانتا ایک تو
یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی اونکے نکاح مین دی اور اوس سے اولاد ہوئی

دوسرے یہ کہ سب کے دروازے بند کروانیکا حکم ہوا سواے اونکے دروازہ کے
تیسرے یہ کہ خیبر کے دن جھنڈا اونکے ہاتھہ مین دیا گیا۔ اور نسائی روایت کرتے
ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ عثمان و علی کے حق مین تم
کیا کہتے ہو اُنہون نے یہی حدیث پڑھکر کہا کہ علی سے کچھہ نہ پوچھو اور اوسکا
کسی سے قیاس نکرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے نزدیک کتنی ہے ہم سبکے دروازے بند کروانیکا حکم دیا سوا دروازہ
علی کے شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اون احادیث سے حجت اور قبول کے
لائق ہے علی الخصوص جبکہ بعضے طرق کی بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو
اور یہی ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو جو شان مین علی مرتضی
سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات مین لکھا ہے اور اوسکو بعض طرق
پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح کے ہے جو بات
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہوئی ہے غالبًا رافضیون نے اوسکو
اوسکے معاوضہ مین وضع کی ہے اور یہی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے
اس باب مین خطاے شنیع کی ہے کہ اس حدیث کو فقط توہم معارض سے وضعی ٹہرائی
ہے اس حدیث کے طرق بہت ہین بعضے اون طرق سے صحت اور حسن کے درجہ کو
پہونچی ہین اور یہ حدیث حدیث ابوبکر کے ساتھ معارض نہین ہے جمع اور توفیق
ان دونون حدیثون کے درمیان مین ثابت ہے اور بزار اپنے مسند مین اسکو لایا ہے
اور کہا ہے کہ حدیث علی روایات اہل کوفہ سے ہے اور حدیث ابی بکر روایات اہل مدینہ سے
ہے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سد ابواب کا حکم دیا تو
باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے مستثنی کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
گھر کا دروازہ مسجد کیطرف تھا اور سوا اسکے کوئی راہ آنے جانے کی نتھی اور موید اس کلام کا

وہ ہے جو ترمذی حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت کی حالت
مین کوئی شخص اس مسجد مین نہ آوے مگر مین اور تو اوسوقت سارے دروازے
بند کردئے سوا باب علی کے اور دوسرے وقت خوخون اور روزنون کے بند
کرنیکا حکم دیا اوسوقت استثنار کیا ابی بکر کا سارے اصحاب مین اسواسطے کہ اونکا
کوئی ایسا دروازہ نہ تہا جسکی راہ مسجد کیطرف ہو جیسا حضرت علی کا تہا اونکا
فقط ایک دریچہ تہا مسجد کیطرف جیسا کہ علماے سیر اور احادیث نے اسکی تحقیق
کی ہے اور طحاوی نے مشکل الآثار اور کلابادی نے معانی الاخبار مین اس توجہ کی
ساتہہ توفیق مین تصریح کی ہے یہانتک تمام ہوا حاصل کلام شیخ ابن حجر کا شرح
صحیح بخاری مین سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ جو چیز دلالت کرتی ہو اس بات پر کہ قضیہ
فتح باب علی مرتضیٰ مقدم ہے یہ ہے کہ ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے سب اصحاب کے دروازونکے بند کرنیکا حکم دیا سوائے دروازہ علی کے
تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوئے
اور انکہوں سے اونکے آنسو جاری تہے اور کہتے تہے کہ یا رسول اللہ آپنے اپنے چچا کو
باہر پہینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلا لیا فرمایا اے چچا مین مامور ہون مجہکو اس امر مین
اختیار نہین پس اس روایت مین ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیہ فتح باب
علی رضی اللہ عنہ سابق ہے اسواسطے کہ قضیہ فتح خوخہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت مین واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ
رضی اللہ عنہ کی غزوہ احد مین ہوئی اور سید علیہ الرحمہ نے قضیہ فتح باب علی کو بہت سے
احادیث سے بہت طرح ثابت کیا ہے ازجملہ اون احادیث کے یہ ہے کہ ابن زبالہ اور یحیی ایک
صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہین کہ سب اصحاب کرام مسجد شریف مین

بیٹھے تہے کہ یکایک منادی نے ندا دی یا ایہا الناس سدوا ابوابکم ۔ یہ ندا سنکر سب کے سب چوکنا ہوئے لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اوٹھا نہین پہر دوسری بار ندا آئی یَا اَیُّهَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الْعَذَابُ آدمی سب نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف دوڑے علی مرتضی بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہڑے ہو گئے تو علی مرتضی کیطرف آپنے متوجہ ہو کر فرمایا تو کیا کہڑا ہے جا اپنے گہر مین بیٹھ اور اپنے گہر کے دروازہ کو بدستور رکھ اس بات کے سننے سے لوگونکے دلو نمین کچہہ رنج سا آیا اور آپس مین کچہہ گفتگو کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ ممبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد وثناء الہی جل وعلا شانہ کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نے موسیٰ کیطرف وحی بہیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو بصفت طہارت اور اوسمین کوئی نرہے سوا ئے تیرے اور ہارون کے اور سوائے ہارون کی دونون بیٹونکے کہ شبر اور شبیر ہین اوسیطرح اللہ تعالے نے وحی کی مجہپر کہ مین ایک مسجد طاہر بناؤن اور اوسمین کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی کے اور علی کے دونون بیٹون کے کہ حسن اور حسین ہین پس مین نے مدینہ مین آنکر مسجد بنائی اور مجہکو مدینے کے آنے مین اور مسجد کے بنانے مین کچہہ اختیار نہ تہا مین نہین کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہے اور نہین جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجہے بتاتا ہے پس مین ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے آگے آئے تاکہ مین اونکے یہان اُترون اور مین اونکے کہنے سے نہین اُترا اور مین نے کہا کہ میرے ناقہ کو روکو نہین وہ مامور ہے جہان بیٹھ جائیگی وہین مین اُترونگا اور وہین میرے رہنے کی جگہہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازونکو نہ مین نے بند کیا ہے نہ مین نے کہولا ہے اور علی کو اندر مین نہین لایا اوسکو خدا اندر لایا ہے مین اسمین کیا کرون اور حق یہ ہے کہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہین ہوسکتا

پس ہوسکتا ہے کہ دونون قضیہ حق ہون اور وجہ توفیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی
جیسا کہ شیخ ابن حجر نے علماے حدیث سے نقل کیا ہے وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ
التحقیق - اب منشی صاحب غور فرمائین کہ اونکے اوستاد اور پیر طریقت کے فہم
اور ادراک کا مرتبہ شاہ عبدالحق صاحب کے برابر ہے اور خود پیر صاحب سادات کا
حوصلہ رکھتے ہین ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی جرات نہ کرینگے لیکن خدانخواستہ
اپنے کو شاہ صاحب پر فوقیت دین تو منشی صاحب خود سمجھ لینگے کہ اونکے پیر و مرشد
کی خطا کس مرتبہ و کس درجہ کی ہے اور یہ بھی دیکھ لینگے کہ اونکے پیر طریقت کا ارادہ
درحقیقت اس حدیث کے پیش کرنے سے یہ تھا کہ خلافت بلافصل اونکی صدیق اکبر
کی اس تاویل سے جسکی تصریح شاہ صاحب نے بعض اپنے مذہب کے اکابر سے تحریر
فرمائی ہے کہ فتح باب جانب مسجد سے فتح باب خلافت مراد ہے ثابت کرین مگر اسکی
توضیح مین چاہو عمداً ہو یا سہواً کوتاہ قلمی ہوئی اگر عمداً تاویل مذکور کو رکیک سمجھ لیا تو خیر
روح جناب شاہ صاحب پر احسان کیا اور اونکی راے کی تائید فرمائی اور اگر سہو
واقع ہوا تو شاہ صاحب سے پہلے مواخذہ کرین اور تب خصم کے سامنے موہنہ کھولین
اور شاہ صاحب نے جو آخر مین اپنے مذہب کی اس بناء پر کہ ہمارے دونون ہی منجھے
جیسے ابوبکر ویسے ہی علی اور حسین ابن علی بھی ویسے تھے جیسے یزید بن امیر معاویہ اور
دروازہ کے بند ہونے کا فضل جناب امیر علیہ السلام کا بمجال فرمایا اور خوخی کے کھلے
رہنے کی فضیلت خلافت مآب ابوبکر کو بخشی معتبر گردانین تو ہر ذی فہم کہدیگا کہ یہ حضرت کی نری
خوش اعتقادی ہے ورنہ جو خطبہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہ صاحب نے نقل فرمایا ہے
اوس سے مانند شمس النہار کے ثابت و آشکار ہے کہ قبل از بناء مسجد و نزول اجلال جناب رسول ایزد
متعال بمدینہ طیبہ حقتعالی نے وہ منزلت جو حضرت ہارون اور اونکے صاحبزادون کو جناب
موسی علیہ السلام کے ساتھہ تھی ظاہر فرما دی تھی تو تاویل اور زیادت کی گنجائش ہی کہان

باقی ہے لیکن علاوہ شاہ عبد الحق صاحب کے اور بہی علمار کی راے درکار ہو تو صفحہ ۹۲ سطر ۱۴ رسالہ ناصر الابرار ملاحظہ ہو جسکے مصنف مولوی الحکیم محمد ناصر علی صاحب غیاپوری ہین چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ حدیث ۳۱ مشکوۃ المصابیح مین روایت ہے ابی سعید سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو کہ یا علی جائز نہین کسی شخص کو کہ حالت جنابت یا ناپاکی مین گذرے اس مسجد مین سواے میرے اور تیرے چونکہ دروازہ گہر کا آپکے اور دروازہ علی مرتضےٰ کے گہر کا درگذرگاہ اونکا مسجد نبوی مین تہا اسواسطے فرمایا اور جسکے گھر کی راہ مسجد ہی سے ہوئے تو اوسکو حالت جنب مین بباعث ضرورت کے مسجد سے ہوکر گذر جانا جائز ہے خلاف اور مساجد کے اس عبارت کو پڑھکر سمجھ مین آجایگا کہ جناب حکیم صاحب نے ناچاری سے یہ فضیلت جناب امیر علیہ السلام کی قبول کی ہے اور ناچاری اونکی آخر فقرہ سے ظاہر ہے خلاف جناب مولوی معنوی سید آل حسن صاحب موہانوی کے اسلیئے کہ اونہون نے خدا اور اوسکے رسول سے عدول کرکے رسالہ مولد شریف جناب امیر علیہ السلام مین رقم فرمایا ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گروہ انصار اسی بات سے منافقونکو پہچانتے تہے کہ وہ علی مرتضےٰ سے بغض رکہتے تہے یعنی حضرت سرورکائنات سے جو اونکو بغض تہا کہلنے نہین پاتا تہا مگر علی مرتضیٰ کی نسبت اونکا بغض اور خبث باطن کہل ہی جاتا تہا ازانجملہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو چیز مینے اپنے لیئے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ کے واسطے بہی مانگی ازانجملہ فرمایا کہ مسجد مین بحالت جنابت کسیکو آنا درست نہین مگر مجہکو اور علی کو یعنے طہارت حقیقہ روحانیہ ایسی غالب تہی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام مغلوب ہوگئے تہے ان دونون مضمون کی نسبت جو دیسی مشہور نہین ہین جلیسے شاہ عبد العزیز یا شاہ عبد الحق صاحبان اسلیئے ممکن ہے کہ کسی متعصب کو توہم ہو لہذا یہ بہی ساتہہ ہی ساتہہ عرض کیا جاتا ہے کہ ناصر الابرار کو ملاحظہ فرمائیے اوسکا

تعصب مخفی نرہیگا اور مولوی سید مظفر حسین صاحب سب رجسٹرار رائے بریلی اور رئیس سیتاپور سے جو پیر طریقہ حنفیہ ہیں دریافت فرمایا جاوے گا تو وہ تصدیق مذہب صاحب رسالہ مولد شریف کرینگے چنانچہ تحریر مولویصاحب ممدوح خاکسار کی نظر سے گذری ہے جسمیں مرقوم ہے کہ رسالہ مولد مذکور از اجلہ تصنیفات اعلم العلماء افضل الفضلا مولانا ابا الفضل والمجد مولانا المولوی سید آل حسن صاحب رئیس قصبہ موہان است مولانائے بالتقدس از فحول علمائے عصر خود بودہ اند وصیت علم و فضل آنجناب شہرۂ آفاق مدحت جلیل العالی مرتبت حاجت بہ تشریح و تبیین کسے ندارد وہو فی الدہر کالنور علی شاہق الطور اور اسکے سوا ہمارے اوستاد عالم اجل اور فاضل بے بدل زبدۂ زمن عاشق پنجتن جناب و قبلہ مولوی سید شاہ علی حسن صاحب سجادہ نشین گنج گردہ کے عالم دام ظلکم العالی اپنے قصیدہ مطبوعہ اور مشتہرہ کے صفحہ ۴ سطر ۹ پر تحریر فرماتے ہیں نظم

مقرر گرد در مسجد محمد مسکن یا کش	علی مانند ہارون است این معنی باین ایما
علی را ہر چہ جائز بود در مسجد بحکم رب	نہ جائز بود بہر غیر شاہ لا فتیٰ اصلا
برائے سد ہر باب از پیمبر حکم نافذ شد	مگر دروازۂ حیدر بحکم خالق دانا
کسے کو باب علم مصطفےٰ اندر جہان باشد	چرا دروازۂ ایوان والایش نباشد وا

یون ہی اور اور کتابون سے حوالہ دیا جاسکتا ہے مگر بے سود سمجھکر صرف اوس خوخہ کا ذکر جو شاہ عبد الحق صاحب نے باقی رکھا ہے اس نظر سے کہ شاید کوئی اور مضمون سر نکالنے بیٹھ کر ناضرور ہوا چنانچہ جلد دوم مدارج النبوت کے صفحہ ۲۵۵ مین بذکر وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یون مندرج ہے " دران ساعت ابوبکر صدیق در خانہ خود بود کہ در محلہ سنخ حوالی مدینہ بود چون ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ بہ تعجیل تمام رو بحجرۂ عائشہ آورد " پس اس سے ظاہر ہے کہ قریب زمانہ وفات جناب رسول خدا صلعم کی مسجد نبوی کے حوالی مین کوئی حویلی خلیفہ جی کی نہ تہی جسکا خوخہ

مسجد نبوی مین رخنہ انداز ہو سکتا چہ جائیکہ جناب رسول خدا اوسکے قایم رہنے کی اجازت فرماتے سوا اسکے جس حدیث کو مولف اسرار الہدے نے خود قبول کر لیا اور جس کے عدول کی گنجایش نہین اور وہ مانع تقریر مخالف ہے مکذب اسکے ہے کہ جن دنون جناب رسولخدا صلعم نے جانب روضہ رضوان رحلت فرمائی خلیفہ جے قریب مسجد نبوی استقامت فرمانہ تھے اگر قریب مسجد کے جسکا خوخہ مسجد نبوی مین ہوتا خلیفہ صاحب رہتے ہوتے تو جناب رسولخدا صلعم کیون ایسا فرماتے کہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسیکو ابی بکر کے پاس بھیجون یہ بھی کیون نہ حضرت عائشہ سے فرماتے کہ جھروکے سے ابی بکر کو پکارے علاوہ اسکے صفحہ ۷۰ پر تنقید الکلام مین انریبل مولوی سید امیر علی صاحب ام ای ایل ایل جج ہای کورٹ جو معتزلی المذہب ہین تحریر فرماتے ہین کہ جو مسجد حضرت نے تعمیر کی اوسکا ایک حصہ اون لوگون کے لئے مخصوص کر دیا جو گھر بار نرکھتے تھے اس سے بھی ثابت ہے کہ ابو بکر صاحب جو بڑے امیر کبیر اور زردار آدمی تھے اون کو استقامت کے اوس حصہ مین پروا نہ تی۔ اسکے بعد اسپر بھی غور و لحاظ ہو کہ جن صحابہ کے حق مین آیات قرآنی متعلق کرنے اور خلعت فضایل عطا کرنے کا قصد فرمایا گیا ہے اونکے شان اقدس مین شاہ عبد الحق صاحب نے کیسی متانت سی اوس بغض کو جو دوستان زمانے جناب رسول صلعم کو جناب امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب کے ساتھ تھا ظاہر فرمایا ہے الاحباب مولوی سید آل حسن صاحب نے بلا گھماؤ صاف صاف بے فرما دیا کہ رسولخدا کے نفاق کو تو وہ بزرگوار چھپا بھی لیجاتے تھے مگر جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جو بغض تھا وہ کھل ہی جاتا تھا جو کچھ مین نے حدیث مستدلہ مولف اسرار الہدی کے بابت عرض کیا وہ حضرات اہل سنت کے کتابون کے عبارت کی بجنسہ نقل ہے اپنی جانب سے ایک لفظ او رنقطہ بھی نہین بڑھایا اب صرف اسقدر گذارش کی جرات کرتا ہون کہ مولف صاحب موصوف خود

ملاحظہ کرلین کہ حدیث مذکور کی کیا وقعت ہے اور اونکے پیر دستگیر نے کیسی ہلکی پہ
اونکا کان مین پہونکی ہے اب دوسری حدیث جسکا ترجمہ یہ فرمایا گیا ہے کہ بخاری مین
جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نہ پاوے تو ابو بکر پا
آیئیہ حضرت نے اوس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے
پاس دوسری بار پھر آنا تب اوسنے کہا کہ بھلا بتلای تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن
ف یعنے اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا ابی بکر پاس آنا
جو مین کرتا ہون سو وہ کریگا علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث مین صدیق اکبر کے
خلافت کا صاف اشارہ ہے فقط ذرا غور تو فرمائے اور خدارا بواسطہ روح سرور
کائنات کچہ تو انصاف کیجئے کہ عبارت عربی حدیث تو ایک طرف ترجمہ مین بھی
تو کوی لفظ ایسا نہین ہے کہ حضرت رسول ایزد متعال کے انتقال کے بابت کسی کو
فرقہ جہال سے بھی خیال پیدا کراے چہ جائیکہ عدول اور اہل عقول اور ذی شعور کو
ایسا خیال محال پیدا کرائے مگر اپنے من مانے جو فضلاء مخالف فرقہ حقہ پیدا کرین تو
بجز اسکے کہ یہ اونکی مہربانی اور طرفداری اونکے مذہب کی نشانی ہے اور کیا تصور
ہو اسلئے کہ اس حدیث کے الفاظ ہے صنعت اور بناوٹ کے شاہد مین لیکن اگر بحث
کے لئے مان لی جاوے تو سہل بات ہے کہ کسی عورت نے جناب رسولخدا سے
کوی امر دریافت کیا ہو اور آپ نے یہ فرمایا ہو کہ دوسرے وقت آؤ اور جو پوچھنا
ہو پوچھ جاؤ تو اوسنے معمولاً کہا ہو کہ حضرت مین آؤن اور آپ نہ ملین تو حضرت نے
حاضر باش خدمت کیطرف یہ اشارہ فرمایا ہو کہ یہ مل جائینگے انسے پوچھ لینا چلئے
بات گئی گذری ہوی اب اوس ذری سے بات کی یہ طوالت ہوی کہ بڑھیا نے
یہ جرات کرکے کہدیا کہ اگر آپ مرجائین تو مین کیا کرون غور تو فرمائے کہ دشمن سنگ
دل بھی کسی اپنے دشمن سے برو در رو کلہ بکلہ ایسا خطاب نہین کرتا چہ جائیکہ رفیق

عن جبیر بن مطعم قال اتت امرأة النبی صلعم فامرها ان ترجع الیه قالت ارأیت ان جئت ولم اجدک کانها تقول الموت قال ان لم تجدینی فأتی ابا بکر

القلب عورت اور ذرا اسپر بھی دہیان ہو کہ حضرت عمر فاروق سے سخت مزاج جنکے شان مین آپ کے ساتھی اشد علی الکفار فرماتے ہین اور مدعی ہین کہ ہمیشہ رسول مقبول کی صحبت مین رہتے تھے اسپر یقین رکھتے تھے کہ جناب رسولخدا کی حیات جاودانی ہے اور موت آوہی ہی گی نہین جیساکہ صاحب تحفہ نے طعن سوم حضرت عمر کے دفعہ کرنے کے لئے مضمون گڑھا ہے خیر وہ تو اونہین کا حصہ ہے کہ جس طرح چاہین تقریر منطقے اور مدلل بنالین اور صاحبون سے داد سخن لین مگر یہ تو ثابت ہے کہ اونکو خیال تھا کہ حضرت موت سے مامون ہین اور تا وقتیکہ ابو بکر صدیق نے اس آیت انک میت وانہم میتون پڑہ کر ہوش نہین دلایا کہ رسولخدا سے خدا نے فرمایا تم بھی مروگے اور یہ بھی مرینگے حضرت عمر کو یاد نہ آیا تھا پھر بیچاری عورت قبل از مرگ واویلا کیونکر کرتے اب تیسری حدیث کے بیان کرنیکے پہلے اگر اپنا یہ عقیدہ چہارم مولف کو یاد ہوتا کہ امام لازم نیست کہ منصوص باشد از جانب خدا زیرا کہ نصب او بر ذمہ مکلفین واجب است کہ بروفق مصلحت آنوقت یکے را از خود رئیس سازند پس تعین این رئیس مفوض بصوابدید ایشان باشد تا در اطاعت آن قصور نکنند و مثل مشہور کہ نواختہ را نباید انداخت ملحوظ دارند واگر از جانب خدا منصوص شود مثل سایر احکام شرعیہ در نصب او ہم مداہنت و مساہلت بوقوع خواہند آمد و اعراضی کہ در نصب امام منظور است ضایع خواہد شدہ باب ہفتم تحفہ اثنا عشری جسکا خلاصہ یہ ہے کہ امام کا مقرر کرنا کام خلق اللہ کا ہے نہ اللہ کا پھر جسمین اللہ کا ساجھا نہین اوسمین رسول اللہ کی مداخلت کیسی تو بیان کی جرأت ہرگز حضرت مولف کو نہوتی مگر اپنے اعتقاد کے خلاف اگر یہ سمجھ کر کہ جیسا موقع ہو ویسا کلام کرنا چاہئے حدیث خوانی مد نظر ہوی تو خیر لو حدیث بھی یہ ہے۔ بخاری مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا ہی کہ مین کسیکو ابی بکر اور اوسکے بیٹے عبد الرحمان پاس بھیجون اور اوسکو اپنا خلیفہ اور

لہ عن عائشہ لقد ہممت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ واعہد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنون او یدفع اللہ ویابی المومنون

ولی عہد کردون بنادانی کہنے والے اور کوی بات کہین یا آرزو کرنے والے خلافت کے خلافت کی آرزو کرین مین نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدا تعالیٰ کسیکی خلافت نہ مانے گا اور مومنین بھی دفعہ کرینگے یا کہ یون فرمایا کہ دفعہ کریگا خدا اور نہ مانین گے مومنین — اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انحضرت نے مرض الموت مین مجھ سے فرمایا کہ بلا لا میرے پاس اپنے باپ اور بھای کو تاکہ مین اوسکو اپنی خلافت لکھ دون مین ڈرتا ہون کہ کوئی ارزو کرنیوالا آرزو کرے اور کہنے والا کہے کہ مین لائق تر ہون خلافت کا مگر خدا اور مومنین نہ مانین گے سوائے ابی بکر کے دوسرکی خلافت کو کیون جناب منشی صاحب آپ عربی پڑے ہین اور جو ترجمہ یا مطلب حدیث کا آپ نے لکھا ہے یہ صحیح ہے اور اگر آپکے اوستاد نے تلقین فرمایا ہے تو اوسکو آپ نے سمجھ بھی لیا ہے اگر اون دونون باتون مین سے ایک بھی میرے خیال ناقص مین مستقر ہوتے تو مین خوش ہوتا اور عرض کرتا کہ اگر یہ حدیث مصنوعی کچھ اصل رکھتی ہے تو اسمین وہ مطلب کہان ہے جو اردو مین لکھا گیا سوائے اسکے صاحب تحفہ کے نزدیک بھی ان حدیثونکی پورے وقعت ہوتے تو باب امامت مین وہ ان دونون حدیثون پر بڑی طمطراق سے استدلال کرتے نہ طعن ہاتم حضرات شیعہ کا نسبت خلیفہ اول کے دسوین باب مین قایم کر کے اوسکے دفعیہ مین یون فرماتے کہ جو شیعہ کہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے تو کسی کو امت پر خلیفہ نہین مقرر کیا تھا تو حضرت ابو بکر نے خلاف رسول مقبول کیون حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا تو جواب یہ ہے کہ خلیفہ نکرنا رسول اللہ کا امت پر صریح غلط ہے اسلئے کہ وہ خود کہتے ہین کہ جناب رسولخدا نے حضرت امیر علیہ السلام کو خلیفہ مقرر کیا تھا سبحان اللہ شیعون کا کہنا کیا صاحب تحفہ مانتے ہین اگر نہین مانتے تھے تو کیون شیعون کا قول سند لائے پس اونکا اعتراض بیجا ہے مگر بر سبیل اہل سنت

پہلا جواب یہ ہے کہ اہل سنت بھی اسکے قائل ہین کہ چونکہ صحابہ رمز شناس تھے اس لئے
صلوٰۃ اور حج کے لئے جو جناب رسولخدا نے خلیفہ مقرر فرمایا وہ استخلاف کے لئے
یہی کافی تھا رہا لکھنا پڑھنا سو وہ نامناسب تھا اس لئے کہ اہل عرب وعجم تازہ
اسلام لانے والے ایسے دقیقون کو نہ سمجھ سکتے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جناب رسولخدا کا
خلیفہ نکرنا اسوجہ سے تھا کہ جناب رسولخدا وحی اسمانی والہام سبحانی سے جانتے تھے
کہ بعد اوس جناب کے ابوبکر خلیفہ ہونگے اور صحابہ اخیار کا اوپر اجماع ہوجاے گا
اور دوسرے کو دخل نہ دین گے چنانچہ حدیث کہ صحاح اہل سنت سے موجود ہین
اسپر صریح دلالت کرتے ہین اور جبکہ رسولخدا اسپر یقین رکھتے تھے تو خلیفہ کرنے
اور عہدنامہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی جیسا کہ صحیح مسلم مین مذکور ہے کہ مرض وفات مین
جناب رسولخدا نے ابوبکر اور اونکے بیٹے کو بلایا تھا چنانچہ صاحب تحفہ کے بجنسہ الفاظ
یہ ہین کہ در مرض وفات ابوبکر و پسر اورا طلبیدہ بود کہ عہدنامہ خلافت نویسانیدہ و
دہ باز فرمود کہ حق تعالے ومسلمانان خود بخود غیر ابوبکر را خلیفہ نخواہند کرد حاجت
بہ نوشتن نیست موقوف فرمود اس قدر عبارت فارسی کے بابت تو امید ہے
کہ جناب منشی جوہر علی صاحب سمجھ لینگے لہذا ترجمہ کی ضرورت نہین ہے مگر ترجمہ
اون ہر سہ حدیث کا جو خود صاحب تحفہ نے کیا ہے یہ ہے ماما پس قبول نداشت
ازین مقدم مگر ساختی ابوبکر را دوم قبول نخواہند داشت خداتعالے ومسلمانان مگر
ابوبکر را اور تیسری حدیث کا ترجمہ صاحب تحفہ چھوڑ گئے سو یہ ہے کہ وہی ہے تحقیق کر
خلیفہ بعد میرے ماما اب مین عرض کرتا ہون کہ اگر اس حدیث کے وہ وقعت
ہوتے جو اسرار العدی نے سمجھی تو کیون صاحب تحفہ اثنا عشری اپنی پس پشت
ڈالکر وہ تین حدیث لاتے اور جو حدیث اسرار العدی نے لکھی اوسکا ترجمہ لفظی یہی
اتنا ہی ہے عائشہ ہر آئینہ قصد کیا مین نے اسکا کہ بھیجون کسی کو ابوبکر کے پاس

قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ادعی ابابکر ... یابی اللہ والمومنون الا ابابکر ... انہ الخلیفۃ من بعدی ۱۲

اور اوسکے بیٹے کے پاس اور عہد کرون مین اسبات کا کہ کہین کہنے والے یا آرزو کرنیوالے
اسکے اوسکے بعد کہا مین نے کہ خدا انکار کرے گا اور دفعہ کرے گا مومن یا دفع کریگا
خدا اور انکار کرینگے مومن ۱۲ اب اگر صاحب اسرار العدی براہ مہربانی جو الفاظ عربی
نہ سمجھتے ہون تو کسی طالب علم سے ترجمہ کرا کے سمجھ لین اور اگر خود سمجھتے ہون تو غور فرمائین
کہ مضامین ترجمہ اور اوسکے فائدہ جو اسرار العدی نے پیدا کئے وہ کہانسے لاے گئے
اور اوسکو بھی وہ دیکھ لین کہ اونہون نے شاہ صاحب کے مضمون بالا کو غارت کر دیا
نہ تو رسولخدا کا حکم دینا حضرت عائشہ کو حدیث مذکورہ سے پایا جاتا اور نہ پھر منع کرنا
اور اسپر بھے دہیان فرمائین کہ اگر منظور آلہی یہ تھا کہ ابوبکر صاحب خلیفہ کئے جائین
تو بلا حکم آلہی محض قراین قیاسے صاحب تحفہ پر بلا حکم جناب باری جناب رسولخدا کا
خلیفہ علے الاعلان نکرنا مخالفت حکم آلہی تک پونہچتا ہے سوا اسکے حدیث مذکورہ سے
یہ نہین پایا جاتا کہ فرزند رشید خلیفہ صاحب کے طلبی کس غرض سے تہی البتہ صاحب تحفہ کے
عبارت سے نکلتا ہے کہ وہ بھی خلیفہ ہی مقرر کرنیکو بلائے جاتے تھے اگر یہ سچ ہے
تو معاذ اللہ جناب رسولخدا پر علاوہ اتہام اولی یہ دوسری تہمت مخالفت حکم آلہی
کے ہوتی ہے کہ خدا تو حکم دے کہ خلافت ابوبکر صاحب کو علے الاعلان دو اور لکھ دو
مگر جناب رسولخدا اگر مگر مین اوسکو ٹال دین اور صہر رسول اللہ اونکے فرزند ارجمند
کو بھی خلافت مین شریک کرنیکو بلائین۔ سوا اسکے حدیث مذکورہ سے یہ بھی پتا
نہین لگتا کہ کون سے فرزند ابوبکر صاحب کے بلائی جاتی اور یہی حال دوسری حدیث
کا ہے جسکا ترجمہ لفظی اور صحیح یہ ہے عائشہ بلا تو میرے واسطے ابوبکر اپنے باپ اور اپنے
بہائی کو تا کہ لکھون مین ایک نامہ اسلئے کہ مین خوف کرتا ہون اس کا کہ آرزو کرے
کوی آرزو کرنے والا اور کہی کہنے والا مین اولی ہون اور انکار کرے گا خدا اور
مومنین مگر ابوبکر کو اور اسرار العدے نے جو ترجمہ کیا وہ یہ ہے بخاری اور مسلم مین

قیماشہ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلالا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بہائی کو تاکہ مین اونکو نوشتہ لکہدون یعنے خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنیوالا یا کہے کوئی کہنے والا کہ مین لایق تر ہون خلافت کا اور نہ مانے گا خدا او مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو۔ پہلے تو ہر عقلمند و خبیر ترجمہ اصلے کو ترجمہ اسرار الھدی سے مقابلہ کرے گا اور پہر تحفہ اثنا عشریہ کا باب دہم نکالے گا او مطاعن عمر صاحب کے طعن اول کا جواب جو بابت قرطاس کے ہے صفحہ ۴۴۴ مطبوعہ مطبع نولکشور پر ڈہونڈے گا تو یہ پاوے گا کہ اسی مضمون کے حدیث یون مرقوم ہے در صحیح مسلم موجود است کہ آنجناب عائشہ صدیقہ را در زمین مرض فرمود کہ بطلب نزد من پدر و برادر خود را تا من بنویسم وصیت نامہ زیرا کہ می ترسم آرزو کنندہ را یا گوید گویندہ را کہ منم و دیگرے نیست وقبول نخواہند کرد خدا و مردم با ایمان مگر ابوبکر را۔ اور تب سمجھ لیگا کہ گو پہلی حدیث مستدلہ اسرار الھدی مین جو باپ اور بیٹے دونون کے بلانے کا حکم تہا اوسکا مطلب صریح نہ تہا کہ باپ کے ساتہ بیٹے کیون طلب ہوئی تہے مگر تصریح صاحب تحفہ سے یہ کہجلک رفع ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ دونون صاحب اسلئے بلائے جاتے تہے کہ دونون کے حق مین وصیت نامہ خلافت تحریر ہو تو علاوہ اوس گریہ ہت اور صنعت کے کہ جناب امیر علیہ السلام کو مدعی خلافت کا بنا کر اونکا مونہہ بند کرے یہ بہی یقین کرے گا کہ جناب رسول خدا پر صریح اتہام کیا گیا ہے اور شبہہ نہ رہے گا کہ اگر جناب رسولخدا کو حق تعالے حکم دیتا کہ ابوبکر صاحب کو خلافت نامہ لکہدو تو وہ فرزند ابوبکر کو کیون شریک کرتے اور اگر خدا نے حکم بیہ دیا تہا تو خلافت اوسکی تا وقتیکہ حکم صریحی ہوتا خلافت نامہ کے تحریر منافی حکم الٰہی تہا سوا اسکے اسرار الھدی نے انا اولی درج کیا ہے جسکے معنے ہین کہ ہم بہتر ہین مگر حدیث مصرحہ تحفہ اثنا عشریہ مین لفظ لیُہا وا اولا بعی ہی

ادعی لی اباک
واخاک اکتب
کتابا فانی اخاف
ان یتمنی متمن
ویقول قائل
انا اولی ویابی
اللہ والمومنون
الا ابی بکر ۱۲

پس ترجمہ نہ صاحب تحفہ نے صحیح کیا نہ صاحب اسرار الھدی نے مگر تیسری حدیث جو
اسرار الھدی مین لائی گئی اور اوسکا ترجمہ یارقام ہوا کہ بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتونکی طرح ہو بیٹھے کیون
خلاف نمائی کرتے ہو کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہوکر نماز پڑھاوے مین نے کہا کہ ابوبکر
نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا قرآن کی
آواز لوگ نسنین گے عمر کو فرمائے کہ نماز پڑھاوین حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز لوگون کو
پڑھاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب
حضرت نے یہ حدیث فرمای اے سبحان اللہ جناب باری نے جو سورہ یوسف مین فرمایا ہے
کہا یوسف نے زلیخا نے خواہش کی مجھ سے نفس میرے سے اور گواہی دی ایک شاہد
نے اہل زلیخا سے کہ اگر ہے کرتہ اوسکا چاک کیا گیا آگے سے پس سچی ہے زلیخا اور یوسف
کاذبون سے ہے اور ہے کرتہ اوسکا چاک کیا گیا پیچھے سے پس جھوٹی ہے زلیخا اور
یوسف راست گویون سے ہے پس ہر گاہ دیکھا پیراہن کو کہ چاک کیا گیا ہے پیچھے سے
کہا عزیز مصر نے یہ کام تمہاری لئی ہے بدرستیکہ مکر تمہارا بڑا ہے انتہی۔ ہم سمجھتے تھے
کہ وہ چالاکی اور حرفت زلیخا ہے پر تمام ہوگئے تھی لیکن اگر اپنے قول مین حضرات
بخاری اور مسلم سچے ہین تو وہ اور اسرار الھدی تینون اسکے ذمہ دار ہین کہ اونہون نے
ازواج جناب رسولخدا کو جنہین خدا نے امہات مومنین فرمایا ہے اون عورتونکا سا
قرار دیا جنکے بابت حق تعالے نے سورہ یوسف مین فرمایا وقطعن ایدیھن یعنے کاٹا
اونہون نے اپنے ہاتھون کو واگر مراد صانع حدیث کی کسی دوسرے یوسف سے ہو
تو احقر نے ایک کتاب مین جو واسطہ سلطان ملک شاہ کے ملا نظام طوسی نے
لکھی اور سنہ ۳۰ مین نقل ہوئی اگرچہ نام اوس کتاب کا کچھ تحریر نہین ہے لہذا اوسی
کتاب کو مین انیس السلاطین کہتا ہون ملا نظام کی تحریر سے ظاہر ہے کہ وہ بڑے ہی دشمن

انکن صواحب یوسف ... وانہ ... الا ... واعملان ... القاملون ... المستہزئون ... یابی اللہ ... والمؤمنون ... ویابی اللہ ... قالت ھی راودتنی عن نفسی وشھد شاھد من اھلھا ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وھو من الکاذبین وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وھو من الصادقین فلما رای قمیصہ قد من دبر قال انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم

ہمارے ہم مذہب ہونگے اور پکے ہم مذہب منشی صاحب کے ہیں چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں
کہ بر پیغمبر علیہ السلام بیمارے سخت شد نماز فریضہ را وقت فراز آمد و یاران منتظر
در مسجد نشستہ بودند تا نماز فریضہ مسجد ہمراہ جماعت بگزارند عائشہ پیغمبر علیہ السلام را
گفت یا نبی اللہ وقت نماز تنگ اندر آمد و تو طاقت آن نداری کہ بمسجد بیرے کرا فرمائے
تا امامے کند گفت ابوبکر را دیگر بارہ گفت کرا فرمائے گفت ابوبکر را عائشہ حفصہ را گفت
من دو بار گفتم تو یکبار بگوے کہ ابوبکر مردے تنگ دل است چون رسول را نہ بیند گریستن
بروے افتد خویشتن را نگہ نتواند دشت نماز بروے و بر قومش تباہ شود و این کار عمر است
کہ محکم دل ست فرمائے تا او امامے کند عائشہ و حفصہ با پیغمبر علیہ السلام بگفتند گفت
مثل شما مثل یوسف و کرشف است و من آن نخواہم فرمود کہ شما خواہید آن فرمایم کہ صواب
دران باشد و با بزرگے عائشہ و حفصہ پیغمبر علیہ السلام بخلاف الشان فرمود بنگر کہ
رائے و دانش دیگر زنان ہرچہ اندازہ باشد و این اخبار یوسف و کرشف چنان است کہ در
روزگار بنی اسرئیل فرمان چنان بود کہ ہر کہ چہل سال تن خویش را از کبایر گناہ نگاہداشتی
و روزہ داشتی و نماز بوقت خویش کردی و ہیچکس را نیازردی سہ حاجت او بہ نزدیک
خدائے تعالے روا بودی ہرچہ خواستی دران روزگار مردے بود از بنی اسرائیل پارسا
و نیک مرد نام او یوسف زنے ہمچو او پارسا و مستور نام او کرشف این یوسف براین گونہ
طاعت کرد چہل سال و این عبادت بسر برد با خود اندیشید کہ اکنون چہ چیز خواہم از خدائے
عزوجل دوستی بالیستی کہ با وے تدبیر کردے تا چہ خواستی بہتر بودی ہرچہ مے اندیش
ہیچ موافق نبود در خانہ شد چشم او بر زن افتاد با دل گفت مرا در جہان ہیچکس از ان
خویش دوست تر نیست و مادر فرزند انست و صلاح من صلاح او بود و مرا از ہمہ کس
بہتر خواہد این مشورہ با او کنم پس با زن گفت بدانکہ من طاعت چہل سال بسر بردم
و سہ حاجت من رواست و در جہان مرا از تو نیک خواہ تر کسے نیست چہ گوئی چہ

خواهم از خدای تعالی زن گفت مراد رجهان توئی و چشم تو روشن باشد و زنان نگاه
مردان باشند و دل تو همیشه از دیدار من خورم شود و عیش تو از صحبت من خوش باش
از خدای تعالی بخواه تا مرا جمالی دهد که هیچ زن را نداده باشد تا بر وقتی که از در در
مرا ببینی با آن حسن جمال دل تو خورم بود و باقی عمر بسر برم بخوری مرد را حدیث زن
خوش آمد دعا کرد و گفت یارب این زن مرا حسن و جمال ده که هیچ زن را نداده باشی
ایزد تعالی دعای یوسف نیک مرد را مستجاب کرد زن او روز دیگر که از جامه خواب
برخواست نه آن زن بود که دوش خفته بود صورتی گشته بود که هرگز چنان صورت
کس ندیده بود یوسف که او را بدین صورت دید متحیر گشت و از شادی خواست که بمیرد
و زن را هر ساعتی جمالی افزون میگشت سه هفته را بجای رسید حسن و جمال وی که کس را
طاقت دیدار او نبود خبر جمال او در عالم پراگنده شد و مردان و زنان روی بنظاره وی
نهادند و از جاهای دور مردم می آمدند او را میدیدند روزی زن آینه نگرید و جمال و کمال خویش
دید روی اسود و مباهات میکرد و عجبی و تکبری در دل او آمد گفت امروز در همه جهان
کیست چون من این حسن و جمال کرامت من چه در خور این مردم که عیشی و حجبی ندارد
از دنیا هیچ نعمت نصیبی و نیامده است و زندگانی من با او بختیست من کجا جفت
او سزم جفت من پادشاهی باید که مراد زر و جواهر گیرد و عزیز دارد از این معنی منی در سر زن
شد و با شوهر ناسازگاری و بدخواهی آغاز کرد و نافرمانی و لجاج پیش آورد و بجای رسید
که شوهر را جفاها میکرد و هر ساعتی گفتی من چه در خورد توام که تو چندان نداری که سیر
بخوری و این یوسف سه چهار کودک طفل داشت زن دست از تعاهد کودکان بداشت
و آن ناسازگاری زن بجای رسید که یوسف از زن بجان آمد و ستوه شد
و سخت درماند روی بآسمان کرد و گفت یارب این زن را خرسی گردان آن زن
در وقت خرسی گشت و نکال شد و هم گرد در و دیوار و بام سر می گشت

وہم ازین خانہ دور نشد وہمہ روز آب چشمی میدیدی واین یوسف از گفتن این لفظ درماند
چنانکہ از طاعت وعبادت بازماند ونمازش از وقت می شد وسخت عاجز شد ضرورتش
بدان آورد کہ روے باسمان کرد ودست برداشت وگفت یارب این خرس گشتہ را ہمچنان
زنے گردان کہ بود وہمچنان مہربان گردان کہ بود وتیمار کودکان مے دارد تا من بعبادت
مشغول باشم ہم در زمان زنے گشت چنانکہ بود مہربان وبر کودکان مشفق بود ہرگز از ان بار
نیاورد وپنداشت کہ انچہ بروے رفت بخواب دید وچہل سالہ عبادت یوسف ہبا گشت بعد ازان
این حکایت مثل گشت تا در جہان کسے بفرمان زنان کار نکنند فقط اب ہر صاحب فکر غور
فرمالینگے کہ امہات مومنین کو کس سے مشابہت اوس نے دی وحالانکہ خود اہلسنت کا
خلاف ہمارے عقیدہ ہے کہ جس ذنب ازواج مطہرات نبوی سے جناب باری نے
دھودیا تہا عجب تر یہ ہے کہ بخاری اور مسلم نے کچہ شرح نہین کی کہ حضرت یوسف کے
ساتھ والی عورتون نے کیا برائی کی تہی نہ حضرت عائشہ نے تصریح کی کہ کس جرم مین
وہ اونکے امثال قرار دی گئین وبدون اسکے بخاری اور مسلم نے اون عورتو نکا ساتہی
قرار دیدیا جنکے حق مین قطعہ وعید ہے ہان اگر اس راہ سے بہی ہوتا کہ اون بی بیون نے
نبوت جناب رسول اللہ مین شرکت کرنے چاہی تہی تو بہی یہ جرات خلاف آیہ تطہیر کے
ہوتی ہے اور بہی زیادہ جرأت کا باعث ہوگے کہ ایسے رسول کی بی بیان اور پہر
وہ بی بیان جنسے ہزارون حدیث اہل مذہب اسرار الہدی نے قبول کی ہین جرات
شرکت منصب نبوت مین کرتین ہان شاید اوس بنا پر جسکو مدارج النبوۃ سے شیخ احمد
صاحب نے اپنی کتاب انوار الہدی مین یون تحریر فرمایا ہے کہ ایک عورت جونیہ کا
نکاح حضرت سے ہوا اور بی بی عائشہ اور حفصہ نے اوسکو براہ دغا ایک کلمہ تعلیم
کیا کہ جس سے رسولخدا نے اوسکو فوراً رخصت کر دیا مدارج النبوۃ مین باین عبارت
یہ قصہ لکہا ہے ورواتیست آنکہ چون وبرا یعنی جونیہ را تزد آنحضرت آوردند زنان

بسیار بروے رشک بردند و در صورت آن حضرت شفقت او
خود را آوردہ باوے اختلاط کردند عائشہ با حفصہ گفت کہ تو او را
حنا ببندی و من موئے سرش شانہ مے کنم آنگاہ بوے اخرون
گفتند کہ چون آن حضرت خلوت کند با او بگوید اعوذ باللہ منک
و چون آن سرور باو در خانہ آمد و پردہ فرو گذاشتند و خواست
کہ با او مباشرت کند گفت اعوذ باللہ منک حضرت از نزد وے
برجست و فرمود معاذے عظیم پناہ جستی برخیز و با اہل خویش
ملحق بشو و ابو اسعد را گفت کہ او را بقبیلہ اش برد بعد از ان
آن حضرت را خبر دار کردند کہ زنان این چنین مکر در حق وے
برانگیختہ بودند فرمود اِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوسُفَ وَاِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ
تو خیر وہ جانین اور اون کا کام مگر صاحب اسرار الہدے
نے جو زیر ف ارقام فرمایا اوس کا مواد کہان سے پہنچا
اور عبارت حدیث مین یہہ کہان ہے کہ کیون خلاف نماز
کرتے ہو اور نہ اسرار الہدے نے یہہ لکہا کہ کیا خلاف
نماز اون بیبیون سے سرزد ہوئے تہی آیا یہہ جو حضرت
عائشہ نے کہا تہا کہ ابا نرم دل ہین نماز پڑہانے مین رونے
لگین گے اور عمر صاحب کڑے دل ہین یہہ خلاف اون کے
قلب کے تہا جو زبان پر آیا اور اگر سچ تہا تو کیا حضرت حفصہ
نے بہی اپنے والد کا شدید القلب ہونا تسلیم کر کے اپنے باوا کے
سفارش پیش نماز ے کے کی تہی یا آنکہ جو مورخین نے لکہا ہے
وہ اون بیبیون کے دلہانے فرحت منزل مین تہا اور اسکو جناب

رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے علم خداداد سے زلیخا کے
ساتھہ والیان فرما دیا چنانچہ اس مقام پر ہم ایسے مورخ کا
بیان لکھتے ہین جو عیسائی ہے اور اوس پر گمان طرفداری
نہ شیعہ کا ہوتا ہے نہ سنی کا چنانچہ مسٹر جان ڈوینپورٹ
اپنے کتاب عذر از جانب قرآن و محمد مین جس کا ترجمہ مظاہر الحق
اور مولد اسلام سے مشہور ہے اوس کے دوسرے حصہ مین
جو جزو مظاہر الحق کے نام سے مشتہر ہو کر میر عابد علی صاحب مالک
مطبع اخبار امامیہ لکھنؤ مین چھپا ہے صفحہ ۹ پر مرقوم ہے کہ ۶۳۲ع
مین صرف تین دن قبل اپنے انتقال کے آنحضرت صلعم نے
پہر اپنے تابعین کو وقت ترخیص ان الفاظ سے
سمجھایا کہ اے میرے شاگردو آیا تم خوب یقین کرتے ہو کہ ایک ہے
خدا ہے اور مین محمد اوس کا رسول ہون اور
حقیقت مین جنت اور دوزخ ہین اور موت اور بعد موت کے حشر حق ہے
اور ایک وقت مقرر ہے کہ اوس وقت تمام انسان اپنی قبرون سے
اوٹھہ کر داورے قادر مطلق مین حاضر ہونگے ۔ ساری جماعت نے
یک زبان جواب دیا کہ ہان ان سب چیزون کا خوب یقین رکھتے ہین اسکے
اوپر رسول صلعم نے اونکو قسم ان عقیدونکی بمزید تاکید اثبات پر دی کہ اون کے
آل سے زیادہ تر خاص کر کے ہمیشہ محبت رکھین اور اونکی عزت و توقیر کرین بڑے
شد و مد سے یون کہا کہ جو مجھہ سے محبت رکھتا ہو وہ علیؑ کو اپنا دوست سمجھے اللہ
تائید کرے اونکی جو دوستی رکھتے ہین علےؑ سے اور غضب کرے اون سب پر
جو اوسکے دشمن ہین ایسے مکرر اور صریح بیانات سے جو خود رسول کے لبون سے ہوی تہی ایک وقت

تک تو شک وشبہہ امر خلافت سے دور رہا مگر آخر کش سب کو یا پوست
ہدے کہ بے بے عائشہ ابوبکر کے بیٹی آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم
کے زوجہ دوم نے کچھ اپنے ساز باز کر کے باپ کو پہلا خلیفہ
لوگون سے مقرر کر دالیا ہان اگر اس خیال سے کہ ایک دوسرے
کرسچین پادرے عماد الدین نے تاریخ محمدی کے صفحہ ۱۶۱ مطبوعہ
مطبع آفتاب پنجاب لاہور مین لکھا ہے کہ تیسرے جورو حضرت کی
عائشہ ہے کہتے ہین کہ بڑے فقیہ اور شریعت محمدے کی ایسے
بڑی مفتیہ تہی کہ چو تہائے شریعت اوس عورت سے موہنہ سے
ظاہر ہوے ہے اہل سنت وجماعت اون کے فرمودہ کو آمنّا
وصدقنا ہے جانین تو سفر السعادت اور اوس کے شرح قابل ملاحظہ
ہے اور اوس کا شارح محقق بعد لکنے حدیث انّ اللہ یتجلے للناس
لکہتا ہے کہ خطیب وابونعیم وابن حبان در ضعفے آوردہ وذہبی حکم بوضع
آن کردہ اور یہ بہے لکہا ہے کہ حاکم آن را در مستدرک اخراج نمودہ د
حدیث انّ اللہ خلق الارواح واختار روح ابی بکر بین الارواح از عائشہ
آوردہ وگفتہ کہ خطیب این را اوردہ ونفے ثبوت آن کردہ وحکم بہ بطلان
اسناد نمودہ وگفتہ کہ در تلخیص الموضوعات گفتہ کہ این اقبح کذب است
غرض ایسے حدیث کہ جس سے صریح ہویدا ہے کہ جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ والہ وسلم کو حق تعالے نے حکم دیا کہ ابوبکر صاحب کو خلافت
نامہ لکھ دو اوسکے تعمیل جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے
نہین کی بلکہ بجائے ابوبکر صاحب کے اون کے فرزند کے بہی خلافت
لکہنے چاہیے تہی پس کیون کر سچ سمجھے جاسکتی ہے اور اگر یہ سمجہا

جاے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بلا حکم حق تعالے
کے چاہا تہا کہ ابوبکر اور اون کے فرزند کو بلا کر خلافت نامہ لکہدین
اور تب حق تعالے نے منع کر دیا اول تو صریح بے جوڑ ہے اسلئے کہ بلا توقف
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ نے طلب ابوبکر اور اونکے فرزند کے بابت جو حکم دیا تہا
منسوخ بہی کر دیا تو معاذ اللہ رسولخدا پر حضرت عثمان کا الزام کفار لگا سکینگے جو ہرگز ممکن نہین ہے
اسکے سوا دعوی دار خلافت کون ہو سکتا تہا صرف حضرت علی تو اونکے نسبت خلاف
مرضی خدا و رسول تمناء خلافت کا تصور خلاف آیۂ تطہیر پیش جمہور ہوتا ہے اور حضرت
علی علیہ السلام کی نسبت جناب رسولخدا کے بدگمانی ایسی ہے کہ صرف حضرات اہل
سنت ہی کا دل گردہ ہے کہ وہ مان لین ورنہ کفار تک تو نہ مانینگے اور رہے حضرت
عمر سو اونکا تمنا کرنا اہل سنت کا ہیکو مانینگے جب کہ سارا اہتمام ابوبکر صاحب کے
خلیفہ بنانے کا اونہین کے ہاتہون انصرام پایا تو معلوم نہین ہوتا کہ پہر اور کون متمنی
خلافت ہوتا اور اپنے کو اولی کہتا اور سوائے اسکے حضرت ابوبکر حسب تحریر صاحب
شواہد النبوۃ صفحہ ۴۸ مطبوعہ مطبع نولکشور یہودیون سے متواتر سن چکے تہے کہ حالت
حیات رسولخدا مین وہ وزیر رسول اللہ کے ہونگے اور پہر خلیفہ اور جناب رسولخدا
صلعم نے راہبون کے بیان کے تصدیق بہی کر دی تہی تو پہر کسر ہی کیا رہی تہے
جسکے لئے خلافت نامہ لکہا جاتا اور شرکت فرزند کی گنجایش کہان رہی تہی اور جب کہ
خلافتمآب کو بحکم رسول علم تہا تو اونہون نے سقیفہ بنی ساعدہ مین خلاف رسول کے
جو عین خلاف خدا تہا اسپر اپنی مرضی کیون ظاہر فرمائی کہ دو خلیفہ ہون ایک مہاجر سے
دوسرا انصار سے اور یہ کیون کہا کہ عمر ابن خطاب سے لوگ بیعت کرین یا ابوعبیدہ سے
لیکن برائے انکسار یا انکہ وہ جانتے تہے کہ مین تو خلیفہ خواہی نخواہی ہون کالاً و اخلاقاً
لہ گذرون تو ایسا کہنا معلوم نہین کہ ایسے خلیفہ کو جائز ہو سکتا ہے کہ جو منجانب

خدا کے نائب رسول اللہ کا ہو گیا رسول اللہ کو ایسا اخلاق کہنا جائز ہو سکتا تھا
کہ ابو بکر ہی نبی ہو جائین یا اپنی نبوت وہ کسیکو دے سکتے تھے رہا معاملہ نماز پڑھانیکا
سو وہ تسلیمہ اہلسنت اتنا ہی کہ صاحب تحفہ نے یون لکھا ہے کہ آنجناب ابو بکر را
در نماز پنج وقتی از روز چہارشنبہ تا روز دوشنبہ خلیفہ خود ساختہ بود و نماز جمعہ و خطبہ
نیز در این اثنا بخلافت او سرانجام داده صفحہ ۲۰۱ تحفہ مطبوعہ نولکشور سو اپنی غیر حاضری
مین جناب رسولخدا نے اکثرون کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے اور وہ دلیل خلافت
کے لئے نہین ہو سکتی چنانچہ صاحب تحفہ بحث حدیث منزلت مین تحریر فرماتے ہین
زیرا کہ باجماع اہل سیر محمد بن مسلمہ را صوبہ دار مدینہ و سباع بن عرفطہ را کوتوال مدینہ
و ابن مکتوم را پیش نماز مسجد خود کردہ بودند صفحہ ۳۳۳ تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ نولکشور
اگر کہا جائے کہ ابن مکتوم نے کل مسلمانون کے پیشنمازی کب کی تھی تو یہ نرا وہمہ ہے
اسلئے کہ جس پیش نمازی پر استدلال ہے وہ بھی اونہین مسلمانون کے لئے محدود تھے
جو مدینہ مین اسوقت موجود تھے اور اگر یہ بے سر و پا خیال پیدا ہو کہ ابن مکتوم کے
پیش نمازی بڑے بڑے صحابہ کے لئے نہ تھی تو وہ بھی غلط ہوگی اسلئے کہ جناب امیر
علیہ السلام مدینہ مین بہنگام پیش نمازی ابن ام مکتوم تو ضرور بقول صاحب تحفہ عورتون
اور بچون کے فرمایشات پوری کرنے کے لئے اوسی طرح جیسے حضرت ہارون حضرت موسی کے
لئے رہ گئے تھے مدینہ مین موجود تھے کہین سے کوئی ڈھونڈھ دے کہ حضرت ہارون
عورتون اور بچون کے فرمایشات بہم پونہچانے کے لئے حضرت موسی کی جگہ رہ گئے تھے
اور ماموان ابن ام مکتوم سے تھے و اگر جناب امیر علیہ السلام کو اہلسنت صاحب ثبہ
نہ جانین تو خیر نا چیز ہی سمجھین ملکا و رجوحی مین آو سمجھین کہہ گذرین مگر خلیفہ چہارم بہی نہ کہین گے
اب صاحب اسرار العدے دیکھین کہ ہم نے ایک لفظ اور ایک فقرہ بہی کہین اپنی
کتاب کا نہین لکھا تو بھی کھول کر اونکو اونہین کے کتاب سے دکھا دیا کہ جو حدیث

اوخنون سے نے پیش کے وہ کیسی ہے اور سوا اوس جواب کے جو اونہین کے مذہب کی
حدیثون سے ناصواب ٹھہر چکا بہ طریق حفظ ما تقدم اعتراضات منجانب ہمارے
اپنے خیال محال مین سمجھین اور اونکو کہ جنکو اپنے لئے ذخیرہ سعادت عاقبت
تصور فرمایا ہے اوسکے بابت ہمکو حاجت تحریر و تقریر کے نہین ہے کیون کہ اونکی
حقیقت اوتنی ہی ہے جتنی چمگادڑ کے آنکھونکے کبھی آفتاب عالمتاب گرد و غبار مین
چھپتا ہے یا آفتاب کے آگے چراغ یا ذرہ چمک سکتا ہے سلف سے خلف تک
پیروان یزید و مروان بکتے ہی آتے ہین اور اپنے جوہر دین دکھلاتے ہین الا اہل سنت
بھی اوسپر نظر نہین ڈالتے جناب امیر المومنین قاتل المشرکین عز المجلین یعسوب الدین
صاحب ذو الفقار حامل لواء الکل کوثر وطوبےٰ کے ولایت و خلافت بلا فصل ایسے
نہین ہے کہ کسی کو مجال دم زدن ہو چنانچہ جو خطبہ شاہ عبد الحق صاحب نے جناب
رسولخدا کا ہنگام ورود اول مدینہ طیبہ کے اور جسکو ہمنے جذب القلوب سے نقل کیا
کافی اور وافی ہے اور اوسکے سوا خود اہلسنت کے کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ
الخلفا مین شاہ ولی اللہ نے جو شاہ عبد العزیز کے باوا تھے صریحاً لکھا ہے جسکو
صفحہ ۲۰۲ انوار الہدے مطبوعہ میر باقر حسین مطبع نیاز مند آگرہ نے چھاپا ہے
ہم عبارت عربی شاہ ولی اللہ کے لکھنے کی تکلیف بے سود سمجھتے ہین۔ مگر حاصل
مطلب اوس روایت کا یہ ہے کہ کتاب الخصایص مین ربیعہ بن ماجیہ سے روایت
کیا ہے کہ جمع کیا رسولخدا صلعم نے تمام اولاد عبد المطلب اور اونکی ضیافت کی اور نذرا
اور شربت اونکے لئے مہیا کیا کہ سب نے خوب کھایا پیا اور بجنسہ بچ رہا بعد انفراغ
اکل و شرب کے آپنے اپنے خاندان یعنے عبد المطلب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین
تمام لوگون پر مبعوث ہوا ہون لیکن تم پر بالخصوص مبعوث ہون اور اس قوم کا
جو کچھ میرے ساتھ حال ہے اوسکو تم دیکھتے ہو حاجت بیان کے نہین ہے اب تمکو

لازم ہے کہ میرے ساتھ اس بات کی بعیت کرو کہ تم میرے بہائی ہو لیکن رسولخدا کے
اس فرمانے پر ان مین سے کوئی نہ اوٹھا مگر مین باوجود یکہ صغیر سن تہا یعنے حضرت
مرتضے فرماتے ہین کہ مین اوٹھا مگر رسولخدا نے مجھ سے فرمایا کہ تو بیٹھ جا بعد اسکے
پہر اس کلمہ کا تین مرتبہ آپنے اعادہ فرمایا اور ہر مرتبہ مین اوٹھ کھڑا ہوا اور رسولخدا نے
مجھکو بیٹھنے کا حکم دیا حتے کہ جب مین تیسری مرتبہ اوٹھا تو رسولخدا صلعم نے اپنا ہاتھ
میرے ہاتھ پر مارا اور یہ ہے کلمہ فرمایا کہ وارث کیا مین نے اپنا اپنے چچازاد بھائی کو
اور نہ کیا وارث چچا کو ہرچند از راہ تعصب شاہ ولی اللہ صاحب نے کمی کی ہے
مگر سیر الاسلام جسکا مولف ایک انگریز ہے وہ بلا طرفداری صفحہ ۸ پر یون لکھتا ہے
کہ علے نے بنی ہاشم کے ضیافت کی اور اس مجلس مین تشریف لائے اور دعوت عام کے
اور جو کچھ وہان تقریر کے اوسمین یہی ہے فرمایا کہ قادر مطلق نے مجھے تمپر مامور کیا ہے
کہ مین تمہین اوسکی راہ پر چلاؤن تم مین سے کون میری مدد کرے گا اور کون میرا بھائی
اور مددگار ہو گا اہل مجلس یہ کلام سنکر حیران ہوئے اور حقارت کی نظر سے جواب
نہ دیا اونکے چچیرے بھائی علے نے جو منتظر تہے کہ کوئی رئیس اس قوم کا اونکے کلام کو
پسند کرے اور ہمراہ ہو جاے بولے یا رسول اللہ مین دانت توڑ ڈالون گا اور
انکھین نکال لون گا اور پیٹ چیر ون گا اور ٹانگ توڑون گا اون شخصونکے
جو آپ سے مقابلہ کرین گے اور مین آپکا وزیر ہونگا پیغمبر نے یہ دعا دی کہ تم میرے
بھائی اور پیام کے لیجانے والے اور میرے خلیفہ ہو۔ یہ کتاب شیخ عبد الغفور
صاحب رئیس جالس کے کتب خانہ مین موجود ہے اور وہ مدعی پیروی اہلسنت وجماعت
ہین اور یہ ہی حال صفحہ ۲۷ تاریخ ابو الفدا اردو جلد دوم مطبوعہ دہلی مین موجود ہے
اب مین دوسرے مورخ مسٹر جان ڈونپورٹ کے کتاب ترجمہ مویدالاسلام سے
نقل کرتا ہون اور اسواسطے مویدالاسلام کے صفحہ ۲۶ کا حوالہ دیتا ہون کہ مترجم

اوسکا محمد عنایت الرحمان خانصاحب پر وطریقہ حنفیہ ہے۔ روایت ہے کہ جب یہ لوگ
کہانے سے فارغ ہوگئے اوسوقت آپ کہڑے ہوے اور اپنی رسالت کا حال بیان کیا
اور فرمایا کہ دنیا اور دین کے خزاین اون لوگون کو ملین گے جو میری امت مین ایمن اور
اس فصیح فقرہ پر کلام کو ختم کیا کہ تم مین سے کون آدمی اس بوجہہ کے اوٹھانے مین میری
مددگاری کرے گا اور کون میرا ویسا قایم مقام ہوگا اور جانشین نبی کا جیسے حضرت ہارون
حضرت موسیٰ کے بنے تمام اہل محفل حیران وخموش تہے کسی کو یہ جراوت نہوی کہ اس خوفناک
عہدی کو قبول کرے کہ آنحضرت کے چچازاد بھائی جو جوان اور دلیر تہے یکایک کہڑی ہوگئے
اور باواز بلند کہنے لگے کہ اگرچہ ان حاضرین مین مین سب سے خرد ہون اور میری آنکھوںمین
نزلہ کا خلل ہے اور میرا پیٹ سب سے بڑا ہے اور میری ٹانگین سب سے لاغر ہین مگر
اے نبی مین تیرا جانشین بن جاؤن گا آنحضرت نے یہ بات سنکر حضرت علی کو اپنے گلے
لگایا اور پکارکر فرمایا دیکہو یہ میرا بہائی اور میرا قایمقام ہے مترجم نے حاشیہ پر یون لکہا ہے
کہ بعضے مورخ حضرت علی کے کلام کا یہ ترجمہ کرتے ہین کہ جو لوگ تیری مخالف ہین مین
اون لوگون کے دانت توڑ ڈالون گا آنکہین پہوڑ ڈالون گا ٹانگین توڑ ڈالون گا یہ
غلطی ہے جو گبن صاحب کے کتاب موسوم سوانح عمری ابوالفدا کے ترجمہ کرنے مین
ہوگئی ہے ہم اور بہت سے انگریزی زبان کے تاریخون سے اسی روایت کی
سند پونہچاتے مگر چونکہ اونکا ترجمہ نہین ہوا ہے لہذا باز رہتے ہین اور افسوس کرتے
ہین کہ جس مجمع مین جناب رسولخدا صلعم نے یہ فرمایا کہ کون میرا خلیفہ ہوگا تو حضرت
ابی بکر نے کیون نہ رسولخدا صلعم کو روک دیا کہ حضرت مین تو اخبار یہود سے سن چکا ہون
اور اوسکی تصدیق آپ کرچکے ہین کہ آپ کے حیات مین آپکا وزیر اور بعد آپ کے
وفات کے آپ کا خلیفہ ہون گا اب آپ کیسا دوسرے کو مدعو فرمارہے ہین
صفحہ ۱۴۸ اشواہد النبوۃ مطبوعہ مطبع نولکشور ـــ مگر با کوری باطن چہ کند دیدہ ظاہر؟

نرگس ہمہ چشم آمد و بینا شد نے نیست ہہ مگر مین حضور جناب امیر علیہ السلام مین بکمال ادب تسلیم کہ بار جناب زبدۃ اماثل افتخار روزگار الحاوی بالفواضل والفضائل الجلی من النامیم والنزوامل السید الحمید المنوب الزکی الذکی جناب مولوی سید علی صاحب تخلص بہ کامل دام ظلہ العالی بدوام ایام الخیر عرض کرتا ہون **منظم** خرد بہ فضل تو دیگر نخواہیچ برہانی ہ بجور و تحریف را قنا و در آیات قرآنی خلافت بر تو وا و را دہجاوت اسلام شد ہ گذشتی تا اذان در ماتم محبوب سبحانی ہ دریغ از اہل شوری کند در ہنگامہ محشر ہ باجماع غلط کردند باطل حکم یزدانی ہ تو برہم نبوت پانہی از عزت و مردم ہ مقدم بر تو دارند وجا اول و ثانی ۔ اور اسکے سوا جو کچھ ہم اب تک لکھ چکے ہین در حدیثین انشاء اللہ المستعان کی کتاب سے وہ کچھ مگر جو لطیفہ اسرار العدے نے تحریر فرمایا ہے اگر مرثیہ اور نوحہ جات کی نام کا پتہ دیتے تو زیادہ تر لطف اسکا ہوتا جو ہم بھی سمجھتے مگر دم بے اصل بات تھی لہذا اوسکو اوڑا گئے تاہم چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اسرار العدے کو لطایف سے ذوق ہے لہذا ہم بھی یہان کچھ لکھ دیتے ہین اور آیندہ چل کر بڑی لطیف حکایت سناوینگے منشی صاحب کے لطیفہ کے بابت یہ عرض ہے کہ اگر خود منشی صاحب کا کوئی ملاقاتی چند عرصہ کے بعد اونسے ملتا اور پوچھتا کہ کہئے حضرت آپ کا مزاج کیسا ہے اور آپکے والد ماجد کیسے ہین بھائی صاحب کا کیا حال ہے اور آپکی امان جان تو اچھی ہین اور ہمشیرہ صاحبہ کا مزاج اعتدال پر ہے اور صاحبزادے صحت و عافیت سے ہین تو کیا منشی جی خفا ہوتے نہین ظاہر ہے کہ ہر ایک کے مزاج کے استفسار پر اون دوست کا شکریہ بجالاتے مگر لطیفہ تو ادھر ہی ہے ٹھہالی کی بو آتی ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک پٹھان سے کسی نے کہا کہ خانصاحب اور قومون مین تو نبی اور ولی ہو گذرے ہین مگر پٹھانون مین کسی کا نام نہین سنا تو خانصاحب بگڑ کر بولے کہ وہ عیسی روہلہ (عیسے روح اللہ) کیا تیرا بوی تھا استغفر اللہ لطیفہ بھی لکھنا نہ آیا بھلا دنیا مین کوئی مرثیہ گو کسی سے کہیگا کہ حضور کے تفریح طبع کیواسطے ایک نئی بندش کا مرثیہ کہ لایا ہون کیونکہ مرثیہ کے معنے ہین کہ اوصاف مردہ کے

ارشاد کہ بار از جناب زبدۃ اماثل افتخار روزگار الحاوی بالفواضل والفضائل الجلی من النامیم والنزوامل الرحیم الحید والمنوب الزکی الذکی جناب مولوی سید علی صاحب تخلص بہ کامل دام ظلہ العالی بدوام الامر واللیلی

اسطرح بیان کئے جائین کہ سامعین کو اوس سے رنج ہو ور رحم آئے چنانچہ ایک پٹھان کے
نقل ہے کہ اپنی مباہات مین کہ رہے تھے کہ یارو ہمنے آج وہ کام کیا ہے کہ اوس کے
بدلے مین ہماری نجات ہوگئی لوگون نے پوچھا کہ خانصاحب فرمائے کیا کیا تو فرمایا
کہ آج ہمارا رسالہ شہر مین چل رہا تھا اور ایک لڑکا نادان راستہ پر کھیلتا تھا اوسکو
ہمنے بھالے سے اوٹھا کر چھپر پر رکھدیا سامعین مین سے ایک نے کہا کہ بھالے کی
انی پر مرغ روح اوس بچہ کا گیا پرواز نہین کر گیا تو فرمایا کہ ہان مر تو گیا مگر گھوڑے کے
ٹاپون سے رندکر تو نہ مرا یا وہ نواب صاحب اورنگ زیب کے ہم مذاق رہے
ہونگے جنکے نسبت مشہور ہے کہ ایک روز گھوڑے پر سوار ہوا کھانیکو جو نکلے
تو ہمراہ رکاب نعمت خان عالی بھی تھے اتفاقاً ایک کتہ کو دیکھا کہ ٹانگ اوٹھائے کسی
قبر پر موتتا ہے اورنگ زیب نے از راہ مضحکہ فرمایا کہ یہ قبر کسی شیعہ کی معلوم ہوتی
ہے نعمت خان عالی نے عرض کیا بجا ہے مگر یہ کتا سُنّی ہے جس نے شیعہ کی قبر
دیکھتے ہی مُوت مارا یہ بہت خلاف قیاس ہے مرثیہ گو شیعہ ہو کر ایسے سُنے کے پاس
جاتا ہی کیون جو دشمن اہلبیت اظہار ہوتا جہان بے موقعہ حدیثون کی گرمہت ہوئی ہے
ویسے ہی اس لطیفہ کے بھی بے تگ بناوٹ ہے مقام غور اور عبرت ہے کہ یہ
بات اوکیدہ بات نگار کھ میرے ہاتھ اخراس عزاداری سے امام مظلوم کے جس کے
عزا مین جن و پری نے بقول شاہ عبد العزیز کے مرثیہ کہے عداوت ہے کیون ہے
کہ ہیر پھیر کے اوسے کے انسداد کے تدبیر ہوتی ہے اصل اس مزاحمت اور روک ٹوک کے
یہ ہے کہ شہادت جناب سبطین رسول خدا صلعم کے بنا سقیفہ بنی ساعدہ مین ہوے
جسکے لئے کسی نے کہا ہے مصرعہ دن سقیفہ کے قتل ہو چکا شبیر نہ کہ جس روز
لیا حق علے کا۔ وطمع کرتے گئے اوسمین جو زہر اکو محمد نے دیا تھا اور حدثیات وضع
ہوتے گئین وہ کہ سراسر کرین قرآن کی تکذیب ہے ایک اونمین سے یہ نحن معاشر

آہ حسینم شاد شہیدان لبستہ بہ زنجیر سر جملہ یتیمان چہ پس چونکہ بیان ظلم و شقاوت
یزید و پیروان یزید سے بنا، اصلیت ظلم کی کھلتی ہے اور خدانخواستہ خلفاء
ثلثہ تک پونہچتی ہے لہذا ضرورت اسکی ہے کہ یزید کے ظلم و جور کا قصہ ہی ہوجائے
اور آیندہ اوسمین بھی کتر و بیونت کے گنجایش نرہ جائے ورنہ جو مصائب اور تشدد
اہل بیت نبوی پر ہوی اوسکے بیان اوس تماع مین قباحت ہی کیا ہے جبکہ حضرت
مریم و حضرت عائشہ کے اتہامون کا مذکور حق تعالے نے خود فرمایا اور مفسرین نے
اونکو خوب بڑھا کر لکھا ہے اور وہ آیتین تراویحون مین پڑہی جاتی ہین حضرت
سارا پر جو واقعہ گذرا سنیون نے قصص الانبیا اور مختلف اپنی کتابون مین
لکھا ہے اور سب سنی اون قصون کو پڑہتے اور سنتی ہین تو جو ظلم یزیدیون نے
اہلبیت رسالت کے ساتھ کیا اوسکے اظہار مین اون اہل عصمت و عظمت کے کیا
اہانت ہے بتکلے وس بیان مین ہوتی ہے کہ جو کسی عفیفہ سے خود اوس کے
فعل ناجائز سے سرزد ہو نہ کہ کسی جابر کے جانب سے اوسکی عفت پر حملہ واقع ہوکر
کوئی فعل ناجائز ظہور مین آیا ہو کیا اگر کوئی شقی القلب کسی عفیفہ سے خلاف اوسکے
مرضی کے ارتکاب زنا بالجبر کا کرے تو اوس عفیفہ کے شیشہ ناموس پر ضرب
پونہچی گے ہرگز نہین اسلئے کہ اوسپر درحقیقت ظلم ہوا اور اگر وہ فریاد کرنے کو
مرافعہ مین جائے تو انگشت نما ہوگے کبھی نہین ہان اگر زنا بالجبر کے جرم کو وہ چھپا ڈالے
تو ضرور ہے کہ اوسپر اوسکی مضحکہ کی او سے دیکھو معاملہ افک عائشہ یا اون مظلومہ کا
نام لینا جن بی بیون کو یزیدیون نے لوٹ لیا چادرین چھین لین بے پردہ راہ
و شہر و نمین پھرایا دربار یزید مین کھڑا کیا کیا قباحت پیدا کرتا ہے جبکہ قرآن مجید
اور حدیثون مین اکثر ازواج اور لہات انبیا کے نام آئے ہین اور تفسیر ہای اہلسنت کی
جو پڑہے اور پڑہائے جاتے ہین مندرج ہین خصوصا حضرات عائشہ و حفصہ و ام سلمہ کی

تمام جابجا اہل سنت کی کتابون مین مرقوم ہین اور سر الشہادتین شاہ عبد العزیز ہی کو جو دیکھے گا دریاوے گا افسوس ہے کہ ایسے حدیثین تو لکھے جاوین اور شرم نہ آوے
ف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے پانی یعنے نہانا پانی سے ہی ہے یعنے منی کے نکلنے سے ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہے جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام انما الماء من الماء دلالت کرتا ہے اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کے ہمسے محمد بن یحیے نے کہا اونہون نے حدیث بیان کی ہمسے ابو حنیفہ نے کہا اونہون نے حدیث بیان کی ہمسے عکرمہ نے اونہون نے عبد اللہ بن موسے اونہون نے اپنی مان سے کہ پوچھا اونکے مان نے حضرت عائشہ سے مذی کو پس کہا کہ ہر نر مذی کرتا ہے اور تحقیق کہ ایک مذی ہے اور ایک ودی اور ایک منی لیکن مذی تو وہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو ظاہر ہو جاوے اوسکے اوپر کچھ یعنے کچھ پانے تو دھوئے ذکر اور خصیون اپنے پر وضو کرے اور غسل نہ کرے لیکن ودی تو وہ ہوتے ہے بعد پیشاب کے دہوئے ذکر اپنے کو اور وضو کرے اور غسل نہ کرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہے اوس سے شہوت ہے اور اوس مین غسل ہے اور عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سے بھی ایسے ہی روایت کی ہے واللہ اعلم اور روایت کی ابن ماجہ اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم مین کا خواب مین سے اور تری دیکھے اور احتلام اوسکو یاد نہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوپر غسل لازم نہین ہے اور سیوطی جمع الجوامع مین لاے ہین کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے

فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب پاوے عورت بیچ خواب کے جو پاتا ہے
مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمویہ نے اور ایک روایت اوس مین ہے
خولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے
غسل عورت پر جب تک کہ انزال نہو جیسا کہ نہین مرد پر غسل جب تک انزال نہو
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے
انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتون
مین سے اور انزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو روایت ہمنے نقل کی ہے
کہ جب عورت لذت وغیرہ پاوے خواب مین اور تری نہ دیکھے تو غسل واجب ہے
صفحہ ۳۵ جلد اول کتاب الطہارۃ نور الھدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ مطبوعہ مطبع
نظامی کانپور۔ مگر اون احادیث اور اخبار کے بابت جن مین ظلم وجور یزیدیون
اور اوسکے تابعون کے ہماری طرف سے بیان ہون تو بخیال حفظ اپنے پیشواون کے
اور اونکے عیب چھپائے جانے کے لئے ہمسے کہا جاوے کہ اہلبیت عصمت
وطہارت کے مضحکہ کے ہم مرتکب ہوتے ہین شعر کار زلف تست عطاری وشک افشانی
مصلحت را تہمتی بر نافہ چین بستہ اند

متعلق سوال دوم

دوسرا سوال جو خود اسرار العدے نے بنا کر اہل حق کے جانب منسوب کیا ہے
وہ یہ ہے ملا۔ اگر حدیث صحیح موجود ہے تو مشورہ کی کیا ضرورت تہی اور یہ
مشورہ مخالف حدیث ہے یا اوسکے مطابق ملا سو عبارت سوال ہے اسکو
ثابت کرتی ہے کہ یہ سوال کسی شیعہ کا نہین ہو مگر بنظر دفع تو ہم خود اسرار العدے
نے مثل اپنے بادی طریق صاحب تحفہ کے بنا کر جواب دہی کی ہے تاکہ جہلا کے

اہلسنت اور ضعفاے شیعہ کو خیال ہو کہ اسرار الہدی نے جو بے سر و پا انگو چار حدیثین پیش کے تھین اونکو اہل حق مین سے کسی نے مان کر یہ پوچھا ہے کہ جب حضرت ابو بکر کے خلافت کے لئے جناب رسول خدا صلعم نے یون صریحًا ارشاد کر دیا تو پھر شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہ مشورہ خلاف حدیث ہے لیکن شاید اسرار الہدی کو اپنی ہدایت کا اسرار ہے نہین معلوم اور گویا اپنے عقیدہ سے اونکو خبر ہی نہین جسکو صاحب تحفہ اسطرح لکھہ کر مشتہر کر چکے ہین کہ ہم سنیون کا چوتھا عقیدہ یہ ہے کہ لازم نہین ہے کہ امام خدا کے جانب سے منصوص ہو بلکہ مکلفین پر واجب ہے کہ وقت حاجت کے موافق مصلحت وقت رئیس بنالین اور یہ بھی بخزید توضیح فرما چکے ہین کہ حضرت خدیفہ سے مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ کاش خلیفہ مقرر کیجئے تو حضرت نے فرمایا اگر ہم خلیفہ مقرر کرین اور تم اوسکی نافرمانی کرو تو معذب ہو گے (دیکھو لے صفحہ ۳۱ تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو جسکا جی چاہے) پس چاہو جو حدیث بنا کر طمطراق یا تراق پراق سے لائی جاے عقیدہ مذکورہ بالا اور حدیث فرمودہ حضرت خدیفہ کے خلاف ہو کر باطل ٹھرے گی اور جو مکلف رئیس مقرر کرین گے سو چاہو مقرر کرنے والے اسکو سجدہ کرین یا اوسکے حکم پر چلین یا مطابعت نکرین نہ اون پر از جانب خدا تحسین ہو گے نہ پیش ارحم الراحمین نفرین اور جو اوسکے تقرر مین شریک ہے ہون اونکو تو اوس رئیس سے واسطہ ہی نہوگا نہ ایسی حدیث سے جو خواسرار الہدانے دوسرے جواب کے قوی کرنے کو گڑہ لی اونکو معلوم ہو کہ وہ مجمع جو امور دینی کے لئے بطور ناجائز مجتمع ہو اوسکا شورہ اور فیصلہ اس حدیث کے موافق جو انہون نے لکھی ہے بخاری مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہے اور اگر جعفر بہی مارا جاوے تو عبد اللہ بن رواحہ سردار ہے یہ حضرت نے فرمایا جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو

ان قتل زید فجعفر وان قتل جعفر فعبد اللہ بن رواحۃ قال امر ... حین ... فی غزوۃ مؤتۃ زید بن حارثۃ

سردار کیا تھا۔ ہمارے سمجھہ مین معلوم ہوتا ہے کہ اسرار العدی نے اس حدیث کے
سمجھنے مین غور نہین کیا اس لئے کہ خلفا کا مرتبہ تو بادشاہ کے مساوی تھا جیسا کہ کتاب
غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار جلد کتاب الصلوۃ صفحہ ۲۴۸ پر تصریح ہو گئی ہے
کہ کوئی خلیفہ دفن نہین ہوا جب تک دوسرا اوسکی جگہ قایم نہین ہو سکا اور سر الشہادتین
مین شاہ عبد العزیز دہلوی نے دیباچہ ہی مین تحریر فرمایا ہے اعلم رحمک اللہ تعالے
ان فیہ الکمالات التی تفرقت فی الانبیاء علیہم السلام قد اجتمعت
فی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقد اعطی الخلافۃ کما اعطی ادم وداؤد
علیہما السلام۔ اسکو جانے کہ جو کمالات اور خوبیان جدا جدا اور پیغمبرون علیہم
السلام مین تھین سو ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام مین بالکل یکجا جمع ہوئین
چنانچہ حضرت کو خلافت ملی جیسے آدم اور داؤد علیہما السلام کو پس جو خلیفہ رسول
اللہ ہوا وہ بھی بادشاہ کے مرتبہ کو پہونچا مگر اس حدیث نے صرف کمان افسر کے
برابر اونکا رتبہ بنا کر پست کر دیا تاہم ماراچہ ازین قصہ چاہو اونکا مرتبہ اسرار العدے
کے فوج کے کمانڈر انچیف کا ہو تو ہو یا انگریزی فوج کے جمعدار یا صوبہ دار کا کیونکہ
موافق طریقہ انگریزی جسکے مثال اسرار العدی نے اپنے جواب مین دی ہے
انگریزی فوج مین صوبہ دار یا رسالدار سے بڑہ کر کوئی بھی بجز انگریز کے کسی اور ملک کا
باشندہ کوئی مرتبہ فوجی نہین پا سکتا رہی سرداری اور خلافت متعلق بدین سو امور
دین کے بابت صاحب تحفہ نے صفحہ ۳۲۴ تحفہ مطبوعہ مطبع نولکشور پر تین امر لکھے
ہین اول جہاد دویم حج سویم نماز اگرچہ اس تعین ثلاثہ سے ہمکو مثل اصحاب ثلثہ مطلق
تعلق نہین ہے اسلئے کہ ہم اسکے قائل ہین کہ امور دینی مین وہ ساری باتین ہین
جنکے لئے حق تعالے نے انبیا کو مبعوث کیا پہر ظاہر ہے کہ انبیا احکام الٰہی کے پہونچانے
والے اور اوسکے رسول اور اونکا کام احکام پاک جناب باری کی پہونچانے کا

خلق اللہ کو بہتا اور اونکی رہبری کرنے کا سوا وہمین خلق اللہ کا کیا سا جہا ہو سکتا ہے
اور ممکن نہین ہے کہ ایک پیغمبر کے بعد اوسکی امت یا دوسرے لوگ کسی کو پیغمبر بنا لین مگر
من حیث الدنیا ایسا بادشاہ جو رعایا سے خراج لے احمد کی پگڑی محمود کے سر پر باندہے
ایک کی ملک ضبط کرکے دوسرے کو دیوے کسی کا ملک مقبوضہ بزور شمشیر فتح کرلے رعایا سے
خراج لیکر اوس خراج سے میگزین گولے بارود بہم پونچاے کمسریٹ کا محکمہ قایم کرے
منصب انبیا کا اول تو نہین رکھتا اور نہ سواے امریکہ یا بالفعل فرانس کے کہین کے
رعایا کو اپنی مرضی کے موافق بادشاہ بنا لینے کا اختیار ہے پس گو ہم کو اس سے انکار
نہین ہے کہ ہمارے پیغمبر برحق کو حق تعالی نے ملک اور بادشاہت بہی علاوہ اصلی
منصب نبوت کے عطا فرمائے مگر گفتگو یہ ہے کہ اگر کوئی خود یا باعانت اپنے
دوستون اور معینون کے بجاے رسولخدا کے بیٹہ گیا تو اوسکو بہی وہ دونون مرتبہ
جو جناب رسولخدا کو تہی حاصل ہو سکین گے ظاہر ہے کہ نہین۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سلطان
ہوجاے مگر وہ مرتبہ خداداد رہنمای خلق سواے اللہ کے خلق اللہ کیونکر دی سکتی ہے
رہا بات کا بنانا اور اپنا دل سمجہانا اور میان مٹہو کی طرح رٹ لگانا اور کچہہ وجوہات
بیان کرنا سو وہ ایسے ہی ہین کہ کہنے والون اور سمجہانیوالون کے ساتہیون کے
ذہن مین آجائین اور وہ مان لین مگر دوسرے کسطرح مان سکتے ہین چنانچہ اغیار
مثل سایمن اوکلی بے ڈی اپنی تاریخ ملک شام کی صفحہ ۱۸ مطبوعہ [illegible] لندن مین
لکہتے ہین کہ بالاخر دونون طریق یعنے سیکرڈ اور رسول کے لئے ابوبکر قایم مقام رسولخدا کے
قبول کرلئے گئے اس سے ظاہر ہو گیا کہ سیکرڈ اور رسول دو جداگانہ امر تہے سیکرڈ
یعنے امور معاد و رسول یعنے امور معاشرت پس جیسا مورخ مذکور نے لکہا ہی ہو سکتا ہی
کہ اونہون نے اس راہ سے کہ وہ جناب رسولخدا کو فرستادہ حقتعالی نہین سمجہتے تہے
جیسا کہ اونہون نے خود اسکی تصریح کی ہے کہ اگر محمد مصطفے صلعم پیغمبر برحق ہوتے

تو ضرور کسی کو اپنی حیات یا مرض الموت مین اپنا جانشین ٹہراتے اور جبکہ اونہون نے
اس خوف سے کہ اگر مین کسیکو اپنا جانشین ظاہر کرون تو میرے مرید بگڑ جائین گے اور فسا
پیدا ہوگا کسی کو اپنا جانشین علانیہ ظاہر نہین کیا یہ بھی اپنی راے قرار دی گی کہ دونون
منصبون کے لئے ابو بکر قایم مقام رسول خدا تسلیم کرلئے گئے جس غرض سے ہم قول مورخ
مذکور کا لاے ہین وہ غرض اتنی ہے ہوکہ سیکرڈ اور رسول دو امر جدا گانہ ہین اور جس کا
جی چاہی کسی عیسائی یہودی ہندو گبر وترسا سے پوچھ دیکھے کہ امور سیکرڈ کے لئے کوئی بھے
منجانب خلق مامور ہوسکتا ہے حاصل مطلب ہمارے بیان کا یہ ہے کہ صلاح و مشورہ
موافق حکم الٰہی لاخیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف واصلاح
باین الناس۔ ممدوح اور مستحسن باعث خیر کا ہے۔ اور بھی بہت سے فائدہ مشور ےسے
ہوتے ہین اور مشورہ مقید ہے امور دنیا کے لئے جیسا خدا کے نام پر صدقہ دینا یا نیکی
کرنا اور آدمیون مین اصلاح کرانا نہ برائی اور گناہون کے لئے نہ ایسے با تونکی سلئے
جیسا مشورہ کیا تہا اون لوگون نے کہ حضرت عائشہ کو برانگیختہ کرین اور اون کو
مکہ معظمہ سے نکالا اور جہوٹی قسمین کہا کر حواب سے عبور کرالاے اور میدان قتال مین
کھڑا کیا اسجگہ مجہے بہی اسرار العدی کیطرح لطیفہ یاد آگیا کہ ایک روز عالمگیر نے بر سبیل
مذکور کہا کہ حضرت فاطمہ سے افضل ہونا حضرت عائشہ کا تو اکثر احادیث سے ثابت ہے
مگر کلام اللہ مین کوی آیت نہین پائی جاتی یہ سنکر حضار دربار مین سے نعمت خان عالی
نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کہین ایسا بہی ممکن ہے کہ ایسے صدق آفرین کا کلام جو فرماتا ہے
لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ غلط ہوجاے مین عرض کرتا ہون کہ یہ
آیت موجود ہے فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین۔ یعنے فضیلت دے
خدا نے مجاہدین کو اوپر بیٹہ رہنے والون کے۔ چنانچہ حضرت عائشہ جہاد کرنیکو
گھر سے نکلین اور حضرت فاطمہ گھر مین بیٹہی ہی جنت کو سدہارین تو برائیۃ حضرت

عائشہ کی فضیلت حضرت فاطمہ پر قران سے ثابت ہوگئی۔ اور دوسرا لطیفہ جو مسٹر ٹامس ولیم بیل نے پیدا کر کے اپنی کتاب مفتاح التواریخ مین لکھا ہے وہ بھی لگے ہاتہ نظر ناظرین ہوتا ہے مورخ مذکور نے بوجہ عیسایت اچھا گرا ہے کہ اگر جہاد مین مسلمان کے ہاتہ سے غیر مسلمان انسان مارا جائے تو داخل نیران ہو اگر جانور مار ڈالا جائے تو حلال ہو اور شاخ طوبی پر بیٹھ کے گلکرون کون کرے لیکن جو مسلمان کافر کے ہاتھون مارا جائے اوسکو وہ بہشت ملی جہان نہرین جاری ہین خلاف اوسکے جو جانور کافر کے ہاتہ سے مارا جائے وہ حرام ہو کر دنیا اور عاقبت کھووے غرض کہ دونون کے ہاتہ مین دو اثر ہین بہرحال مشورہ کسیطرح امور ربانی اور منشا سبحانی مین ہرگز جائز نہین ہوسکتا کہ صلاح و مشورہ کرکے کسیکو وصی رسول یا نائب پیغمبر صاحبان شورہ مقرر کرلین اور کونسل کرکے نماز و روزہ کے احکام بدل دین نہ کسی حدیث سے یہ پایا جاتا ہے کہ خود رسولخدا نے بلا وحی ربانی مشورہ کرکے جہاد تک کیا ہو چہ جائیکہ احکام پرستش و عبادت معبود حقیقی مقرر فرمائی ہون ہان یہ دوسرے امور مین کہ جب وہ حضرت جہاد پر مامور ہوے تو مجاہدین سے مشورہ کیا کدہر سے چلنا اور کسطور پر وکسوقت حملہ کرنا اون لوگون کو سہل ہوگا یا حکم دیا کہ جہاد پر جو افسر مقرر ہو کر جاتا ہے وہ مارا جائے تو کیونکر عمل کیا جائے مگر با این ہمہ جب افسرون اور مجاہدون مین خلاف مردے و مردانگی کے امور ظاہر ہوے اور بھگدر پڑے اور جو افسر مجاہدین کو لڑانے کو لے گئے تھے بلا شرم از رزم بھاگ آئے اور خلاف اپنے مشورہ کے مرتکب ہوے تو پھر خدا کو حکم دینا پڑا کہ کون جرار غیر فرار سردار مقرر فرمایا جاوے۔ یا حیدر کرار شعر۔ باین وان لوایش از نو احمد داد در خیبر ؎ کہ تا ثابت کند معنائے کراری و فراری۔ سو یہ ہی نتیجہ اسرار الھدی کی حدیث پیش کروہ کا ہے اور آگے چل کر اونکے بیان کے جنگل مین ڈہاک کے تین پات مین

رہا ارشاد فیض بنیاد جناب امیر المومنین علیہ السلام کا لکھ کر ہمکو لبھانا چاہا ہے سو ہم دل وجان سے اون حضرت کے نام پر فدا ہین الا یہ سمجھ کر کہ اسرار الھدیٰ اون حضرت کے معقولات کے مطالب کے منشا کو نہین سمجھ سکتے نہج البلاغت کے ورق گردانے کے وقت ہم نہین لبھاتے اور جب کہ خود ہی اسرار الھدیٰ کو تردد پر تردد پیدا ہین جیسا دو فرمائے ہین کہ اس قول برحق کو بھی الزام غصب کا دیکر شیعہ ردی کردین اور خلفائے راشدین پر اتہام فسق قایم کرین اور جو آیت والذین استجابوا لربھم واقام الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم۔ اسرار الھدیٰ نے لکھی اوس سے بھی کوئی فائدہ نہین نکلتا کہ ایسا شورہ جائز ہو کہ احکام جناب باری کے لیئے کونسل صحیح ٹھہرے لھذا منھج الصادقین کے بابت بھی ہم یہان کچھ نہین کہتے خصوصًا جبکہ اوسکے ساتھ ہی ساتھ اسرار الھدیٰ کا یہ قول ہے اما حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ یہ باتین تو حضرت رسول خدا کے حیات مبارک کے ہین بعد وفات کے تو زمانہ کا رنگ ہی بدل گیا اما مگر حدیث ق ابن مسعود خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجیی قوم تسبق شھادۃ احدھم یمینہ ویمینہ شھادۃ بخاری اور مسلم مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہین یعنے اصحاب پھر وے لوگ بہتر ہین جو اصحاب سے ملے ہوے ہین اور اونکے شاگرد اور صحبت دیدہ ہین یعنے تابعین پھر وے لوگ بہتر ہین جو تابعین سے ملے ہوے ہین اور اونکے ہم صحبت یعنے تبع تابعین پھر ان تین زمانہ کے بعد وے لوگ آوین گے جنکی گواہی قسم پر شتابی کرے گی اور قسم گواہی پر شتابی کرے گے یعنے دروغ فاش ہو گا بے علمی اور بد دیانتی کے سبب سے ناحق وبیفائدہ قسمین کھاوین گے اور بے حاجت گواہی دین گے۔ سو اگرچہ حدیث مذکور بھی مثل اسرار الھدیٰ کے بیان کے دوسری حدیثون کے ہے اور جو کوئی اونکے ترجمہ کو

دیکھے گا وہ بیساختہ ہنس پڑے گا کہ یہ یعنے چہ نہ حدیث مین صحابہ کا ذکر ہے نہ تبع تابعین کا
مگر عموماً سب لوگون کا جسمین دواب تک داخل ہین مگر ہم نے اپنے کو ہر طرح کے
جوابدہی پر متعین کیا ہے لہذا عام کو چھوڑ کر صحابہ ہی کے بابت گفتگو کرتے ہین پس اگر
اسرار الهدی کو اس حدیث پر یقین ہے تو صفحہ ۲۱۸ تحفہ اثنا عشری مطبوعہ مطبع
نولکشور لکھنو کے دوسری طعن ابو بکر صاحب کے دفعیہ کو ملاحظہ کرین اون حضرتکے
بہترین زمانہ مین مالک ابن نویرہ بھی تھا جس نے حسب روایت صحاح کے حضرت
رسولخدا کے انتقال کے خوشی مین حنابندی کی تھی اگر یہی الہی کہ وہ منافق تھا تو عبارت
تحفہ اثنا عشری سے سی اوسکی تشفی ہوجای گے کہ وہ ایسا صحابے تھا کہ جناب رسولخدا
صلعم نے اوسکو ریاست بطائح پر مامور فرمایا تھا اور مغیرہ بھی اوسی زمانہ خیر مین موجود تھے
جس پر جرم زنا کا ام جمیل سے ہنگام حکومت بصرہ قایم ہوا تھا اور ابو بکرہ غلام حضرت
صلعم اور اوسکا بھائی مادر زاد اور شبل بن معبد اور نافع ابن کلادہ بھی تھے جنمین سے
ابو بکر نافع اور شبل نے گواہی زنا کی دی تھی مگر عمر صاحب نے جب گواہی زیاد کے
سنتے وقت فرمایا کہ ایک آدمی سے مجھکو امید ہے کہ بسبب اوسکے ایک صحابی
رسول اللہ کے جان بچ جاوے تو زیاد نے اچھی گواہی ندی اور بوجہ اختلاف
شہادت مغیرہ رہا ہوا اور ابو بکرہ اور شبل اور نافع نے جھوٹی گواہی کے سزا پائے
مالک ابن نویرہ کا حال صفحہ ۳۷۹ و حکایت مغیرہ صفحہ ۳۹۰ تاریخ ابو الفدا اردو
مطبوعہ دہلی کے جلد دویم مین بھی مرقوم ہے یہ زیاد وہی زیاد تھا جسکو معاویہ نے
اپنے باپ کا بیٹا قرار دیکر امیہ بن عبد الشمس مشہور فرمایا اور اوسی کا بیٹا حاکم کوفہ ہوا
جسنے جناب سید الشہدا علیہ السلام کو شہید کروایا و معاویہ ابن ابی سفیان تو
اجلہ صحابہ تھا جنکو صاحب تحفہ اثنا عشرے نے بھی باغی تسلیم کیا ہے اور اوسکے
صاحبزادے اور عمر ابن سعد و شمر یہ سب اوسی بہترین زمانہ کے لوگ ہین

جنکی خوبی ثابت کرنیکا اسرار الحمد نے حدیث قرنی پیش کی ہے اسکے بعد چاہو جلال الدین سیوطی
پاکوی اور قرن ساٹھہ برس کا ٹھہرائین یا سو برس کا جب ہم نے ایسے لوگونکا نام نشان
دیدیا ہو زمانہ خیر الوری مین موجود تھے اور اونکے افعال اہل سنت ہی کی کتابون سے
ثابت کردئے تو قرن کے بابت ہم کو کہنے کی کچھ ضرورت نرہی مگر جہوٹے گواہونکی بابت
سو علاوہ اونکے جنکا ہمنے ذکر کیا وہ سب تھی جو حضرت عائشہ کو جو آپ سے جہوٹی قسمین
کہا کر لائے تھے فراباد خاطر نکرنا چاہئے اور سمجھہ لینا چاہئے کہ معاذ اللہ جناب رسولخدا کے
نسبت ایسے حدیث کا جہوٹا اتہام کیا گیا ہے مگر آیہ الم یروا کم اهلکنا من قبلهم
من قرن مکنٰهم فی الارض اور اوس حدیث خیرکم قرنی ثم الذین یلونهم ثم
الذین یلونهم کے بابت ایک حرف کے لکہنے کی بہی مجکو ضرورت نرہی اسواسطے
کہ آپ سے آپ یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت صلعم کے دیکہنے والون مین خانہ جہوٹی قسم کہانیوالے
جہوٹے گواہ سب موجود تھے اور ہرگز ممکن نہین ہے کہ جناب رسولخدا صلعم جیسے حدیثین
آپ لائے ہین ارشاد فرمائے کیا صاحب اسرار الهدی خفا ہو گئے جو ہم اون جہوٹے
گواہونکا پتہ دیتے ہین جنہون نے حضرت عائشہ کے سامنے قسم کہائی تہی سو اونکی
تعداد پچاس سے کم نہ تہی اور اس جہوٹی شہادت کو اہل سیر ہی نے نہین لکہا ہے
صاحب تحفہ نے بہی فصل مطاعن حضرت عائشہ مین قبول کر لیا ہے افسوس ہے
کہ ناحق صاحب اسرار الهدی نے ایسی حدیثین پیش کین جن سے اہل شور کے قلعی کہل گئے
اب ہم صاحب اسرار الهدی کے اون آیات کے پیش کرنے پر جنمین ذکر بہی شوری کا نہین ہے
حیرت ہے کہ کیون تکلیف تحریر فرمائی اور ہم اون پر مطلق توجہ کرنیکی ضرورت نہین پاتے مگر
الحمد للہ کہ صاحب اسرار الهدی نے آخر مان لیا اور اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۷ کے
گیارہوین اور بارہوین سطر مین لکہدیا ان جملہ آیات بینات سے خلافت و امامت
منصوص من اللہ ہی سمجہی جاتی ہا ما چور کی داڑہی مین تنکا اسیکو کہتے ہین سو ہم تو شرح

دبسط اہلسنت کا عقیدہ اس باب مین خوب ہی لکھ چکے ہین یہان اتنا اور عرض کردیتے ہین کہ جس خلافت اور امامت کو منجانب خلق اللہ وغیر اللہ اہلسنت ثابت کرنا چاہتے ہین وہ وہی خلافت وامامت ہے جو امور دنیا اور سلطنت سے واسطے رکھتی ہے نہ نیابت رسول اللہ ہے جو متعلق بہدایت و رسالت جناب رسول اللہ صلعم ہے اور جو اسرار الھدیٰ نے عبارت مرقومہ بالا کے آگے یہ فقرہ لکھا ہے ما اگر اس سے بچ کر یہ پہلو نکالوگے کہ جناب امیر افضل و معصوم تھے اور پہر اہل شوری نے کیون خیال نکیا تو اسکی بھی تردید کلام مجید مین موجود ہے لقولہ تعالیٰ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا ترجمہ بدرستیکہ خدا بتحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمانروای و او از فرزندان بنیامین بن یعقوب بود۔ اسپر بے ساختہ ہمکو ہنسی آتی ہے کہ ہندی بولتے بولتے فارسی کیون بولنے لگتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ خود ان حضرت کا یہ ترجمہ نہین ہے اسواسطے کہ نہ آیت مین ہے کہ تالوت کسکا لڑکا تہا اور کسکا پوتا اور زیادہ تر اس پر ہنسی آتی ہے کہ اہل شوری کو رعایت افضل اور معصوم ہونے کی جناب امیر علیہ السلام کی نسبت پرواہ ہی کیون ہوتی جبکہ اونکے اعتقاد کے موافق خلیفہ کا نہ معصوم ہونا ضرور ہے نہ افضل الناس اور یہی وہ جناب امیر علیہ السلام کو معصوم نہین سمجھتے تھے پہر آگے چلکر جو صاحب اسرار الھدی تاریخ خوانی پر آگئے تو چشم ما روشن نے حضرت سلامت مصنف روضۃ الصفا ہرگز شیعہ نہ تہا اور ہم اوسکے قول کو قول شیعہ نہین جانتے اور اوسکو سنے المذہب یقین کرتے ہین رہا اوس کا بیان سو ہم کو گو وہ کتاب روضۃ الصفا جس سے اسرار الھدی نے مضمون نقل کیا ہے نہین ملے تاہم جو ہمارے روبرو ہے وہین مضمون نقل کردہ اسرار الھدی بکمی و بیشی بعض الفاظ کے ہے مگر طرفہ تماشا نظر آیا کہ جو مضمون اسرار الھدی نے لکھا باین ہمہ کہ یہ فقرہ سر عبارت پر لکھا کہ بعضے افقرہ اند ورجو فقرہ مذکور کے اوپر کا مضمون روضۃ الصفا مین تہا اور خلاف اوس مقصد کے

تھا کیون اوڑا گئے ہم اس موقع پر روضتہ الصفا کے عبارت جو خلاف مطلب امیرالمومنین
کی ہے نقل کردیتے مگر اس راہ سے کہ اونکو اکراہ ہوگا اور وہ صاحب روضتہ الصفا کے
تسنن کے قائل نہین ہین بلکہ اوس غریب پر خلاف اپنے رحم وکرم کے الزام رفض کا
دیتے ہین جسکے بابت بروز قیامت وہ اوسنے سمجھ لیگا عبارت مذکور کا لکھنا بے سود
جانتے ہین اعثم کوفی کا بیان جو کھلا ہوا سنی تھا اور جسکی کتاب کا ترجمہ نذر نواب صاحب
رامپور کیا گیا ہے اور تسنن نواب صاحب ممدوح مشہور ومعروف ہے اولا پیش
کرتے ہین کتاب اعثم کوفی صفحہ ۵ مطبوعہ بندر معمورہ بمبی ۱۳۰۵ھ چون مردمان بہ تمامے
بیعت کردند صدیق اکبر علی ابوطالب رضی اللہ عنہ راخواند داد اجابت فرمود
چون بجمع حاضر آمد شرط اسلام بجا آورد وبجائیکہ سزاوار او بود بہ نشست وگفت
موجب خواندن من چیست عمر بن الخطاب گفت ترا جمیع مہاجر وانصار ازجہت آن
خواندہ اند تا باما موافقت کنے وچنانکہ کافہ صحابہ با بوبکر بخلافت بیعت کردہ اند تو ہم
بیعت کنی علی رضی اللہ عنہ گفت شما این منصب ازدست ما بہ حجت بیرون کردید و
بوسیلت قرابت محمد مصطفے علیہ السلام خویشتن را افزونی رو رویدمن حجت
شما بر شما بکار میدارم ودعوی بر شما بہ حجت می آرم ازمن بشنوید سخنے کہ باریک
تر است از موی وشمار امے باید گفت اے یاران رسول بہ بینید تادر جہان بہ محمد
رسول اللہ علیہ السلام کدام نزدیک تر است ازخدا بترسید وبہانہ مہیند
وچون مجال انصاف بافتید انصاف بدہید ابوعبیدہ جراح گفت ای ابوالحسن
تو سزاوار این کارے وبہ زیادت ازین ہم سزاوارے ہم بسابقہ سبقت وہم
بفضل وقربت اما صحابہ رسول اتفاقے کردہ اند وکارے بدید اوردہ تو نیز برضائے
صحابہ راضی باش ودرے این مصلحت بناخن بمنازعت مخراش علی رضی اللہ عنہ گفت
ای ابوعبیدہ تو برگزیدہ حضرت نبوی وامین ومعتمد این امتی بر خویشتن بخشائے

وانچہ راستی باشد بیہمائی عنایتی کہ از حضرت عترت بخاندان نبوت رسیدہ است
بخانمان ودودمان خوشتن نقل بکنید قرآن درخانہای ما فرود آمد وجبرئیل درا وطان
ما وحی آورد کان علم وفقیہ ودین وسنت وفریضہ ایم ومصالح خلق ما بہتر میدانیم پس ہوا میکنید و بخیر ہا
در بجاح میفگنید کہ شمارا از بیان دارد بشیر بن البر گفت یا ابوالحسن بخدا قسم کہ اگر این
سخن تو پیش از عقد بیعت بسمع جمع رسیدہ بودے ہیچ کس از صحابہ ترا اختلاف نکردندے
ویک زبان با تو بیعت نمودندی اما تو خانہ خوشتن قرار گرفتی واز جماعت کنارہ گرفتی
مردمان چنان پنداشتند کہ تو بہانہ میجوئی واز ین کار کراہت میگیری چون سخن در پیش افتاد
از جاے درآمدی علے رضی اللہ عنہ گفت ای بشیر تو پسندی کہ جسد مطہر رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم را در خانہ میگذاشتمی و تجہیز و تدفین او را مختصر داشتمی وکمر منازعت
بستمی و در طلب خلافت بنشستمی صدیق گفت ای ابوالحسن اگر من دانستمی کہ تو درین
کار منازعت کنی قبول نکردمے اکنون کہ مردمان بیعت کردند اگر تو ہم موافقت نمائے
خطاے ما صواب بودہ باشد واگر حال را اجابت نکنی و تامل و تفکر درین کار و جب
دارے کہ بر تو جرحے نیست علی رضی اللہ عنہ بیعت ناکردہ از مجلس باز گشت جماعتے
گویند کہ بعد از وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا بدو ماہ دیم بیعت نکردہ واز عائشہ رضی اللہ
عنہا روایت کنند کہ بعد از شش ماہ بیعت کرد و باقی واللہ اعلم بالصواب واین جا سخن
بسیارست کہ روافض وغیر ایشان بسبیل غلو و مبالغت گویند واز ایراد آن جز بغرض
ہمت فائدہ نباشد خداے تعالے نویسندہ را وخوانندہ را از انچہ خلاف رضاے
اوست نگاہدارد ـ سوا اسکے عالیجناب معلے القاب المشہور بہ نزدیک ودود اعنی
جناب مولوی سید غلام حیدر رضا صاحب سب جج ضلع سلطانپور اپنی کتاب فسانہ
معقول مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین صفحہ ۱۶۵ پر یون تحریر فرماتے ہین ۱۱ کہ بعد نزول
آیہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم جناب ختمی مآب نے

اس جہان فانی سے جسوقت قصد عالم جاودانی کا فرمایا اوسوقت مسلمانون میں عجب
ماتم برپا ہوا زمانہ اہل دین و ایمان کے آنکھون مین سیاہ ہو گیا اور خاصگان خدا کے
کمرین ہمت کی ٹوٹ گئین عین اوسی حالت مین دور اندیشون نے قایم مقام جناب
رسولخدا کے مقرر کرنے کا مشورہ شروع کیا اکثرون کو طلب حکومت کا ولولہ ہوا آخرش
بعد گفتگو ہاے بسیار و ردو قدح بیشمار یہ امر قرار پایا کہ ابوبکر صدیق خلیفہ ہون چنانچہ
مہاجر و انصار نے قبول کر لیا اور قلادہ اطاعت خلیفہ کا گلے مین ڈالا چونکہ اوس تجویز
مین شمول بعض صحابہ واہلبیت کا خصوصاً دخل علے ابن ابیطالب کا نہ تہا اس لئے
لوگون کو خیال ہوا کہ وہ جناب اس تجویز کو پسند نفرماوینگے لہذا الصلاح یکدگر حضرت
علے کو بلایا اور نصب خلافت کا معاملہ حاضرین نے پیش کر کے استدعا اطاعت کی مگر
آنحضرت نے اسقدر حجج و براہین پیش کین کہ مجتمعین مین سے کوئی اون اعتراضات کو
نہ اوٹہا سکا اور آخر کو بدون قبول اطاعت کئے یہ کہتے ہوے کہ جانشین اور وصی
رسولخدا مین تہا جناب امیر اوس مجلس سے اوٹہ گئے گو کہ روافض اور خوارج کو اس
معاملہ مین بیحد مبالغہ ہے مگر حق اسقدر ہے کہ حضرت علی نے خلافت ابوبکر صدیق کو
منظور نہین کیا اور اپنی تحریر کی توثیق مین اوسی کتاب کے حاشیہ پر یہ ارقام فرمایا ہے
کہ تحقیق اسکے علاوہ کتب تواریخ کے جزو رابع کتاب عقد ابن عبد ربہ و کتاب سقیفہ
عمر بن شیبہ و کتاب عزش بن حرابہ سے ہوتی ہے خصوصاً جامع الاصول مین بیچ
قضیہ طلب میراث حضرت فاطمہ کے صحیح مسلم سے یون مرقوم ہے فہجرت فاطمہ حتے
ماتت بعد ستۃ الشہر قد فنہا علی الیلا ولم یوذن بہا ابوبکر وکان لعلے وجہ من الناس
جناب فاطمہ فلما ماتت انفرقت وجوہ الناس عنہ فقال رجل للزہری ولم یبایعہ علے
ستۃ الشہر فقال لا واللہ ولا احد من بنی ہاشم فلما روے علی انصرف وجوہ الناس
عنہ نزع الی مصالحہ ابی بکر فارسل الیہ ان ائتنا ولا یاتینا معک احد وکرہ ان یاتیہ

عمر لما علم من شدۃ الحدیث بعد تاریخ خوافی کے اسرار العدی نے جو جاہا ہے کہ شورہ خلافت خلیفہ اول کو اوس شورہ سے جایز نہ الین جو بعد قتل خلیفہ سوم کے ہوا سو ہم اوسپر مطلق توجہ نہین کرتے اسلئے کہ جناب امیر علیہ السلام نائب رسول و امام منصوص من اللہ تھے اور جو خلافت دنیوی بروی شورہ تین خلیفون کے قایم ہوی تہی اوسکو بہی ناجایز جانتے ہین چنانچہ بعد قتل عثمان جناب امیر علیہ السلام سے جب اشخاص خود غرض نے چاہا کہ آپ خلیفہ ہون تو اون حضرت نے خلافت ظاہری کے قبول سے البتہ انکار فرمایا اور منشا انکار وہی تہا جسکا ظہور ہوا کہ منافقون نے جب اپنا مقصد چلتا نہ دیکھا تو اون حضرت سے بغاوت کے اور حضرت عائشہ کو بہکا کر مقابلہ اور مقاتلہ پر امادہ کیا بلکہ لڑائے کے میدان مین لا کر کھڑا کیا جبکہ خلافت ظاہری پر قبضہ جمہور کا ہو کر خلافت جمہوریہ قرار پا چلی تو اوسکے قبول یا عدول کے بابت کوی حجت نہین ہوسکتی اور جو الزام غصب امارت معاشرت دنیوی کا ایک بات ہین یا اونکے توابع پر عاید ہو چکا وہ دفع و رفع نہین ہوسکتا اور اسلئے نہ ہم روضۃ الصفا کو کھولتے نہ روضۃ الاحباب کو نہ کسی اور کتاب کو اور صرف امارت معاشرت کے بابت عذر نہین کرتے کہ وہ ضرور قبضہ جمہور مدعیان اسلام مین تھے اور اونہون نے جناب امیر المومنین علے ابن ابیطالب علیہ السلام کو حاکم مقرر کیا تھا اور بعد اونکے حضرت امام حسن علیہ السلام کو مگر جب اپنی مطالب کو اونکے ہاتہون اسیطرح سے چلتے نہ دیکھا جیسے خلفاے ثلثہ کے عہد مین روا ہوتے تہی اور یہ بہی سمجھے کہ اونکے قابو سے معدولی خلافت کی واپس لینے کی باہر ہے تو تخم عناد و فساد بویا اور حضرت عائشہ اور معاویہ کو لڑنے پر امادہ کیا اور انجام کو دونون حضرات کی شہادت پر دم لیا مگر صفحہ ۳۰ پر جواسرار العدی نے لکہا ہے کہ ابوبکر صاحب کہتے تھے ،، واپس کرو تم بیعت میری نہین ہون مین نیک تمہارا حالانکہ علی تم مین موجود ہے وہ صرف ضعفاے شیعہ کے بہکانے کو ہے یا اپنے اور اپنے ساتہیونکا دل بہجانیکو تاکہ اونکو معلوم ہو کہ حضرت ابوبکر خلافت کے لینے سے کارہ اور جناب امیر المومنین علے

ابن ابیطالب علیہ السلام شائق تھے مگر آخر تجرید العقائد کا حوالہ دیکر خود کو جدا کر لیا یعنے یہ اونکا بیان نہین ہے کہ ابو بکر صاحب نے اونکے عقائد کے موافق یہ کہا ہو کہ مجے خلافت ندو حالانکہ ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ اونہون نے جناب امیر علیہ السلام کے تشریف اوری پر اون حضرت کا اعتراض سنکر کیا کہا تھا رہا یہ امر کہ جناب امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ السلام نے حکومت ظاہری وامارت معاشرت کے چاہے اور لوگون سے خواہان استعانت ہوے تو ہم اسمین کوی قباحت نہین دیکھتے نہ جناب امیر علیہ السلام پر کوی شخص چاہے وہ کیسا ہی بیدین ہو الزام طمع لگا سکتا ہے اسلئے کہ وہ امارت داخل رسالت تہی اور وہ جناب دونون مناصب کے لئے قایمقام جناب رسولخدا کے تھے اس لئے اون حضرت پر فرض تہا کہ منصب کو بہی طلب فرماتے چنانچہ اپنے حجت کو تمام فرمایا مگر لوگون نے اوسیطرح اون حضرت کے مدد نہ کی جسطرح جناب سید الشہدا کے امداد سے تمام اہل شام وسکنائے بطحی وحجاز باز رہے بلکہ کمال دلسوزی سے عبد اللہ ابن عمر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے اقرار کیا ہے کہ تمکو صرف اخرت چاہئے دنیا سے غرض نہین لہذا آپ متولی خلافت نہوسکین گے پس کوفہ کو نجائے الا حضرت امام حسین علیہ السلام نے نہ سنا اس سے ظاہر ہے کہ بعد انتقال جناب رسول ایزد متعال خود غرضون نے اچہی طرح لوگون کے ذہن مین مرتکز کر دیا تہا کہ خلافت کو صرف دنیا سے تعلق ہے اور اوس سے اہلبیت کو جناب رسولخدا حضرت جبرئیل کے سامنے محروم کر گئے ہین واگر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے طلب اعانت حصول خلافت مین کسے کو جراءت ہو تو وہ سارے غزوات جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بابت بہی ایسا ہی مردود خیال پیدا کرے گا اور صاحب اسرار الہدی نے جو تعنیاتی مہمات بزرگ پر ابو بکر صاحب کے منجانب جناب رسولخدا الکمکر چاہا ہے کہ وہ خلیفہ برحق باور کئے جاوین

سو وہ اسرار الھدیٰ کے لئے تلاش نہین ہے بلکہ صاحب تحفہ کا اوسکی مبارک ہے اور آنکھ
بند کرکے بلا سند و حوالہ کتاب اسرار الھدیٰ نے نقل کی ہے اگر ہمکو اون کتابون کا نشان
ملتا تو ہم اونکی سرداری کا خاکہ اسیطرح اوڑاتے جسطرح پہلے سرداری کے متعلق عرض
کرتے ہین پہلے سرداریکا دعوی و بیان دعوی محض غلط ہے بعد جنگ احد روایات خاصہ اور
عامہ سے پایا جاتا ہے کہ جب جناب رسولخداؐ نے جنگ احد سے مراجعت فرمای اور مدینہ
مبارک مین تشریف لائے۔ تو بحکم ایزد منان ولاتھنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا
تالمون فانھم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ مالا یرجون۔ منادے
فرمای کہ اے گروہ مہاجر و انصار جو تم مین سے مجروح ہین وہ باہر آوین اور جو زخمی نہین
ہین وہ اپنی جگہ رہین چنانچہ جو صحابہ مجروح تہے وہ بخوش دلی برآمد ہوے اور جناب
امیر المومنین علے ابن ابیطالب علیہ السلام رایت مصطفوی لیکر ہمراہ رکاب جناب سالتمآب
بنابر تادیب کفار قریش روانہ ہوے اور مقام حمر الاسد مین پونہچے الا کفار پہلے ہی فرار
ہو چکے تہے نوبت جنگ و پیکار کی نہین آئی ہین جبکہ صدیق صاحب نے جنگ احد مین کوئی چرکا
بھی نہین کھایا تھا تو وہ اس موقع پر کسطرح خلاف حکم خدا کے جاتے مگر نماز پڑہانا صدیق صاحب کا
اوسپر جہان تک اسرار الھدیٰ کو ناز پہونچا ہے الا حقیقت اوس ناز کی بہی جو دیکھی جائے تو
سے ڈالے ہوے وان دال نخود قلیہ و نان ہے۔ مدارج النبوۃ مین کچہہ لکھا ہے اوس سے
تو شیح ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صدیق صاحب کو نماز پڑہانے کا
حکم نہین دیا تہا البتہ بوجہ شدت مرض جب وہ حضرت مسجد مین نہ جاسکے اور بلال نے
آکر دریافت کیا تو حضرت حفصہ نے ایکمرتبہ کہدیا کہ جناب رسولخدا نے عمر صاحب کو
نماز پڑہانے کا حکم دیا ہے اور دوسری مرتبہ جب حضرت عائشہ کو ایسا موقع ملا تو بلال سے
کہدیا کہ جناب رسول خدا نے ابوبکر صاحب کو نماز پڑہانے پر مامور کیا ہے اور جب کہ
عمر صاحب کے نماز پڑہانیکی آواز رسول مقبول کے کان مین پڑی تو منع کردیا دوبارہ

جب اونہین بی بیون نے ابوبکر صاحب کو اذن نماز دیا اور جناب رسالتمآب کو خبر ہوی تو باوجود ضعف و نقاہت کے خود مسجد مین تشریف لیگئے اور باین ہمہ کہ اوسکے پیشتر ایسا اتفاق ہوچکا تہا کہ جب کوی صحابی نماز پڑہاتا تو آپ مقتدی ہوکر نماز پڑہ لیتے مگر اوسوقت جب ابوبکر صاحب نماز پڑہا رہے تہے اونکو مقام امامت سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑہای اور زہری کی روایت ہے کہ عبداللہ بن ربیعہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون سے کہدے کہ نماز پڑہا دین اور دوسری روایت مین عبداللہ نے قسم کہاکر کہا کہ مجہکو کسی کا نام لیکر حکم نہین دیا تہا چنانچہ یہ مضمون جناب شیخ احمد صاحب دام ظلہم انوار الھدیٰ مین نذر اسرار الھدیٰ کر چکے ہین ۔ اور یہ ہے شیخ احمد صاحب نے صفحہ ۲۹۴ پر لکہا ہے کہ جب بلا قید نام نماز پڑہانیکی اجازت ہوی تو عبداللہ نے مسجد مین آکر عمر صاحب کو پایا تو اونکو پیام سنا دیا اور عمر صاحب نماز پڑہانے کو کہڑے ہوی چونکہ وہ جہیر الصوت تہے جناب رسول خدا کو اونکی آواز ناگوار ہوئی اور اونکو بند کر دیا اور تب فرمایا کہ ابوبکر سے کہدو کہ وہ نماز پڑہادے مدارج النبوۃ صفحہ ۲۹۴ جلد دویم اور یہ جو حضرت اسرار الھدیٰ فرماتے ہین کہ حضرت محمد بن الحنفیہ کو جناب امیر علیہ السلام ہر ایک جنگ مین بہیجدیتے تہے اور حضرت محمد بن الحنفیہ فرماتے تہے کہ ہمارے والد ماجد کے اولاد مین حضرت امام حسین بمنزلہ آنکہونکے ہین اور دیگر اولاد بمنزلہ دہنے ہاتہ کے اور سبب تہا کہ داہنے ہاتہ سے کام نکلے آنکہون کو تکلیف نہین دیجاتے سو معلوم نہین کہ کس خطبہ مین نہج البلاغہ کے لکہا ہے یا حضرت محمد بن الحنفیہ نے اسیطرح فرمایا ہے اگر یہ قول کسے کتاب کے حوالہ سے ہم لکہا پاتے تو ویسا جواب دیتے لیکن بحث کے لئے اس قول حضرت محمد بن الحنفیہ پر نظر کیجاے تو قباحت ہی کیا ہے جو کچہہ اون حضرت نے فرمایا نہایت صحیح ارشاد کیا فرزند رسول و بتول فرزند علی و غیر بتول مین اونمین نے

فرق ظاہر کیا ہے اس قول کے لانے سے مولف صاحب اپنی بگڑے بنانا چاہتے ہین ہمارے سمجھہ مین تو مولف صاحب کی بات اور بگڑ گئے اسواسطیکہ مراد اون کی یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت ظاہری مین حضرات سید الشباب جنتہ کو اس خیال سے لڑائی مین نہین بھجوایا کہ وہ دونون اونکے نور دیدہ تھے نہ یہہ کہ وہ دونون حضرات اپنی رائے اور آزادی سے بعد خلافت جناب امیر علیہ السلام شریک معارک نہین ہوے اور یہ تو ظاہر ہے ہی کہ حضرات ثلثہ کو اسرار الھدی سمع بصر و فواد رسولخدا ملنتے ہین اور جب حال یہ ہے تو جناب رسولخدا صلعم نے اونکو خلاف جناب امیر ع کے لڑنیکو بھجوایا تو حدیث سمیع و بصیر کے گئی گذرے ہوے و قول مستدلہ کے یہہ خلاف ہے کہ حضرات ثلثہ اپنے عہد حکومت مین مثل جناب امیر علیہ السلام و حضرت امام حسن علیہ السلام کیون معارک مین تشریف فرما ہوے ۔ اور مثل جناب سید الشہدا کس لئے عرصہ قتال مین نہین گئے کیا حضرت امام حسین و جناب امام حسین علیہما السلام کے شجاعت چھپی ہوی ہے کیا وہ معارک مین بنفس نفیس بطرز جناب رسول برحق اور وصی مطلق کے نہین لڑے اور خون مین نہین نہائے اور جب یہ معلوم ہے اور چھپائے نہین چھپتا تو بہادر اور بے بہادر کا مقابلہ اور موازنہ یعنے چہ اور کرار اور فرار مین فرق و تمیز نکرنا ایسا ہے جیسا کتاب و کباب اور شیر و سیر مین نکرنا اور اس الزام دہی اسرار الھدی کا کہ شیعہ حضرت محمد ابن حنفیہ کو کافر سمجھتے ہین وہی پیش خدا مواخذہ دار ہین اور اگر کچھہ بھی بوے راستی مولف مین ہوتی تو مجالس المومنین کے عبارت نقل کرکے اپنے کو سچا دکھلاتے اور اوسکے معنے اور مطلب کے سمجھنے مین غلطی کی ہوتی تو ہم سے سنئے ایسے بے اٹکل قول حکم بول کار کہتے ہین جو بھلے مانس کے زبان سے نہ نکلنا چاہئے ۔ حضرات شیعہ کے یہان نہ تو کوئے گھنٹہ بجتا ہے نہ ناقوس نہ اونکے پیشوا نے کسی بت کو سجدہ کیا نہ دیوتا کو مانا مگر

جناب امام عصر علیہ السلام کے شان اقدس مولف کو محفوظ رکھنا چاہئے اور ملا عبد الرحمن
صاحب جامی اپنی عالم کے شان مین گستاخی نکرنا چاہئے دیکھئے وہ صفحہ ۱۲۳ شواہد النبوۃ
مین یہ تحریر کرتے ہین۔ کہ محمد بن حسین بن علے بن محمد بن علے الرضا رضی اللہ عنہم وی امام
دوازدہم است وکنیت وی ابو القاسم است مادر وی ام ولد بود است صیقل نام وقیل
سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذالک وولادت وی در سرمن رای بود است فی الثالث
والعشرین من رمضان سنہ ثمان وخمسین ومائتین حکیمہ عمہ ابوی رضی اللہ عنہ گفتہ است
کہ روزے پیش ابو محمد رضی اللہ عنہ در آمدم فرمود اے عمہ امشب در خانہ ما باش کہ خدائے تعالیٰ
مارا خلفے خواہد داد من گفتم این فرزند از کہ خواہد بود کہ در نرجس ہیچ اثر حمل نمی بینم فرمود کہ اے
عمہ مثل نرجس ہمچون مثل ام موسی است علیہ السلام کہ حمل وے جز وقت ولادت ظاہر
نخواہد شد آن شب انجا بودم چون شب بہ نیمہ رسید برخاستم وتہجد گزاردم و نرجس نیز
تہجد گزارد بعد ازان با خود گفتم کہ وقت فجر نزدیک رسید وانچہ ابو محمد گفت ظاہر نشد
ابو محمد رضی اللہ عنہ از مقام خود آواز داد کہ اے عمہ تعجیل مکن بآن خانہ کہ نرجس انجا بود
باز گشتم مرا در راہ پیش آمد مہلرزہ بروے افتادہ وبر السینہ خود باز گرفتم وقل ہو اللہ احد
وانا انزلناہ وآیۃ الکرسے بروے خواندم از شکم وے آواز آمد کہ ہرچہ من خواندم
فرزند وے نیز بخواند بعد ازان دیدم کہ در خانہ روشن شد نظر کردم فرزند وے
بر زمین آمدہ بود در سجدہ افتادہ ویرا بر گرفتم ابو محمد رضی اللہ عنہ از حجرہ خود آواز داد
کہ اے عمہ فرزند مرا پیش من آر پیش وے بردم ویرا بر کنار خود نشاند وزبان در دہان
وے کرد و فرمود کہ سخن گوئی اے فرزند من باذن اللہ تعالیٰ وگفت بسم اللہ الرحمن
الرحیم ونرید ان نمن علے الذین استضعفوا فی الارض ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین
بعد ازان دیدم کہ مرغان سبز ما را فرو گرفتند ابو محمد رضی اللہ عنہ یکے ازان مرغان
سبز را بخواند وگفت خذہ ماحفظہ حتے باذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ۔ از ابو محمد

رضی اللہ عنہ پرسیدم کہ این مرغ کہ بود و این مرغان دیگر کنانند فرمود کہ آن جبرئیل علیہ السلام
و دیگر ملائکہ رحمت اند و بعد از ان فرمود کہ یا عمہ وی را بمادر وے باز گردان وے را پیش
مادر وے بردند و چون متولد شد ناف بریدہ بود و ختنہ کردہ بر ذراع ایمن وے مکتوب بود
کہ جاء الحق و ذہق الباطل ان الباطل کان ذہوقا۔ روایت کردہ اند کہ گفتہ است چون
متولد شد بدو زانو در آمد و انگشت سبابہ بجانب آسمان برداشت پس عطسہ زد و گفت
الحمد للہ رب العالمین و از دیگرے آرند کہ گفتہ است بر ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ در آمدم
و گفتم یا ابن رسول اللہ خلیفہ و امام بعد از تو کہ خواہد بود بخانہ در آمد پس بیرون آمد و کودکے
بر دوش گرفتہ کہ گویا ماہ شب چہاردہ بود در سن سہ سالگی پس فرمود کہ اے فلان اگر نہ
تو پیش خدائے تعالی گرامے بودے این فرزند خود را بہ تو نہ نمودے نام رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم و کنیت این کنیت وے اور ملا جمال الدین محدث نے بھی خدا اور اوس کے
رسول سے عدول نکر کے یہی عبارت بلا کمی و بیشی کسے لفظ کے اپنی کتاب روضۃ الاحباب
کے صفحہ ۹۳۰ پر لکھی ہے چنانچہ کتاب موصوف جناب چودہری سید محمد عسکری صاحب
رئیس اکبرپور ضلع فیض آباد کے کتب خانہ مین موجود ہے جسکا جی چاہے یا تو جناب چودہری
صاحب سے استدعا کرے یا اسے کھول کر دیکھ لے اور سمجھ لے اور بہت شرم کرے
کہ ہمارے پیشوایان دین ایسا کچھہ لکھ گئے ہین یا ہم سے کہے ہم طیار ہین کھول کر
دکھا دین گے اور اپنے دعوے کو پورا کرین گے اوسکو دیکھ کر اگر کسی کے خاطر مین
یہ فتور پیدا ہو کہ مولوی جامی نے جو کچھہ لکھا وہ گفتہ شیعہ ہے تو اوسکا ذمہ دار ہو گا
کہ کتاب مذکور ہی مین دکھلاوے کہ آیا مولوی جامی نے روایت مذکور کو کسی شیعہ سے
لکھا ہے اسواسطے کہ خود اونہون نے جہان قول شیعہ کو لیا اوسکے بابت کہہ دیا ہے
جیسا حال جناب امام عصر علیہ السلام مین صفحہ ۲۱۴ پر کتاب مذکور کے لکھا ہے
بدانکہ شیعہ امامیہ مراد را و غیبت اثبات میکنند۔ پس اگر کتاب مذکور سے یہہ نہ

دکھلایا جائے تو روایت مذکورے کے نسبت یہ سمجھا جائے گا کہ وہ روایت اہل سنت کے ہے۔ اور
اگر کوئی ہم مذہب مولف اسرار الهدیٰ تحریرات جامی اپنے عقائد اور مصالح کے خلاف
سمجھ کر باتین بنانے کا ارادہ کرے تو اوسکے ساتھ یہ بہی باور کرے کہ جو کچھ ہمارے
عقاید کے خلاف ہمارے کتابون مین لکھا ہے وہ صرف اہل سنت کے خزانہ سے
لیا گیا ہے اور ہمارے معاملہ مین وہ دلیل نہین ہے اور اسکی ہمکو امید نہین ہے
کہ کوئے اہلسنت وجماعت سے مولوی جامی کو مخالف اپنے اعتقاد کا کہے اسلئے
کہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ اوسکو سُنّی مان چکا ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے باب ہفتم
تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ٢٠٨ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو اور اگر اسپر مولف مذکور کو
استکبار ہے کہ اونکے گرد کا انسہ مجتا ہے تو ہم اور اوسپر دہ رکھکر جھنڈا بنانے کو
طیار ہین اسواسطے کہ غرور سے نفور اور حسد سے دور رہین نہ ہم کسی کے مرید نہ چیلے
نہ کوئی ہے پیر ہمارا پیر شعر بیعت خدا کی ہے مجھے بیواسطہ نصیب ٭ دست خدا ہے
نام میرے دستگیر کا) اور جن آیات کو مولف نے یہ لکھکر ختم کیا ہے چونکہ اہل تشیع
بسبب اوس کاوش کے جو نسبت حضرت صدیق اکبر سے رکھتے ہین آیات بینات مین
تاویلات بیجا و تصرفات ناسزا کرکے زبردستی جناب امیر کو حضرت صدیق اکبر
ونیز جملہ صحابہ پر ترجیح دی ہے اپنے رسالہ کا حجم بڑہایا ہے تو مصرعہ
حاشے للہ کہ من غلط گویم ٭ اسمین کیا تکلیف ہے کہ خلیفہ اول صاحب سے
ہمکو نری کاوش ہی نہین ہے بلکہ دشمنی ہے مگر جناب مولف کی غلطے ہے ترجیح
برابری والون مین ہوتی ہے نہ غیر مساوات وجنس مین اگر کوئی مدعی ہو کہ جناب
رسول خدا صلعم کو صحابہ پر کچھ فضیلت نہین ہے اور آیت کلام مجید بہی پڑہ دے
کہ حق تعالی نے رسول اللہ سے خود فرمایا کہ کہو کہ مین تم ہی ایسا ہون صرف مجھ پر وحی
آتی ہے تو شاید اسرار الهدیٰ کے ساتھیون مین جو ایسے کہنے والے بہی ہین ان سکین

مگر ہمارا حال اسکے خلاف ہے ہم جناب رسولخدا اور اونکے صحابہ مین فرق آقا اور غلام کا
اعتقاد کرتے ہین اور جب یہ حال ہے کہ حضرت علی کو مصرعہ۔ خدا لغفس عزیز شد
نموانده بهست نہ مصرعہ اگر راقضیات مگس مانده است شعر کہے یون جو جائے
گوی بیرے ۔ چہ نسبت علی کو نہین غیرے ۔ نظم من نہ تنہا عاشق روی علے
جملہ ترکان ہندوی علے ۔ سیر کردم در گلستان جہان ۔ یافتم در ہر چمن
بوی علے ۔ نور وحدت یافتم در روی او ۔ چون نگہ انداختم سوی علے ۔ ہم یہان بہم
اپنے آقا اور مولے کے مناقب مین بہت کچھ اسرار الهدے سے اکثر ہم مذہبون کے
اقوال لکہتے مگر چونکہ اوس عالیجناب کے فضائل دوستداران خلفاے ثلثہ کے
دلون پر تیر وسنان سے زیادہ جراحت پیدا کرتے ہین لہذا اسی پر اختصار کرتا ہون
شعر نصیری تو خدا کہکر علے کو ہو رہے جسکی ۔ خدا جانے مین کیا کہتا جو منہ پاتا
پیمبر کا۔ اے مولف اسرار الهدی یہ ضرور ہے کہ تو تاریکی علے را دیدہ ۔ این عیب
غیرے بر و بگردہ۔ واسلئے سو اسقدر اور عرض کرتا ہون اسکی کیا وجہ ہے کہ باین ہمہ
دعوی محبت وانکار بغض وعداوت جناب امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ
السلام کے شان احمد مین جو آیات اور احادیث خود صاحب اسرار الهدی نے لکھی ہین
اوسکے سیدھے معنے اور مطالب کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کیون دشوار گذار
وخطرناک راہ اختیار کرکے معنے دور از صواب لئے ہین اور اپنے تینون میون کے
حق مین جہان ذرا بھی گنجایش ملی کیسے بڑہ چڑہ کر فضائل نکالے ہین جیسا ایک
آیت غار ہے جسکا تذکرہ آگے آیگا انصاف شرط ہے اور کچھ بھی اسرار الهدی کو پروا
ہی نہین جو فرماتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے اسلام غارت کر دیا سو اوسکے
بابت ہم کیا عرض کرین حق تعالی سے عرصہ قیامت مین اوسکی جزا رسول اللہ اور
خلفاے ثلثہ کی حاضری مین پاوینگے اور اونکو موقع ملیگا کہ آیہ ولیستخلفنہم

فی الارض کا شوق وذوق تمام عمر مین بناکر ڈھول بجا بجا کر گاے مگر بار بار جو ابن سبا صفائے یعنے عبد اللہ کا نام اسرار الھدی لیتے اور فرماتے ہین کہ ۳۵ ہجری مین وہ نام کو مسلمان ہوا اور بیت اوسوقت حضرت عثمان سے خلاف اون حضرت کے کچھ کر نہین سکتا تھا سو مولف کو اون حضرت کی قوت پر نعمت خان عالی کا یہ شعر جو پیش عالمگیر اون نے پڑھ دیا تھا یاد کر لینا تھا شعر ـ گرچہ صفت ہای اوست ہمہ بیحساب ٭ شرم نکوتر بود پیش محبان و خ واوسکے سوا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اوس عبد اللہ ابن سبا کا حال بھی ہم لگے ہاتھون بیان کردین مگر عصای موسی و آیت اخری جو آیات بینات مولوی مہدی علے کے جوابات مین مفصل تحریر ہے تاہم مختصر یہ ہے کہ عبد اللہ ابن سبا کو ہم ویسا ہے سمجھتے ہین جیسا اور دشمنان دین کو چنانچہ جناب سید العلماء مولوی سید حسین صاحب طاب اللہ ثراہ حدیقہ سلطانیہ جلد دویم کے صفحہ ۲۵۸ پر تحریر فرماتے ہین کہ وہ موافق اعتقاد شیعون کے شیعہ نہ تھا اگر ہو تو کلان تر سنیون کا ہوگا یا راس المنافقین و رئیس النصاب سوائے اسکے تاریخ گلزار شاہی مین بھی اوسکا حال تحریر ہے ہمارے نزدیک کیا عجب ہے کہ وہ ترغیب دہندہ قتل حضرت عثمان ہوگا اور اوسیکے تحریص سے بلوائیون نے خلیفہ صاحب کا خون بہایا ہوگا مثل محمد بن ابوبکر کے ساتھ اوسکو بھی بیان کر مولف صاحب نے یا اونکے اساتذہ نے شیعہ کردانا نعوذ باللہ شعر ـ قربان تری اس ہمہ دانی کے ہمہ دان ٭ ظاہر سے زیادہ ہے تو باطن کا نگہبان ٭ ظاہر سے تو ظاہر ہے ترے فہم کے خوبی ٭ جب تو تجھے ناسوت سے لاہوت کی سوجھی ٭ یہ سنکر جو کوی اوس مردک عبد اللہ ابن سبا کو مانے نے مذہب شیعہ کے وہ چلو بھر پانی مین ڈوب مرے و علماء شیعہ کے حق مین جو کچھ اسرار الھدی فرمایا اوسکے بابت ہم صبر کرکے دعا کرتے ہین کہ خدا اوسی سے اوسی طرح سمجھے جیسا اور اپنی دشمنون سے مصرعہ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ـ

متعلق سوال سویم

تیسرا سوال اسرار الہدی نے یہ قایم کیا ہے کہ اگر ایسی حدیث صحیح نہین ہے تو اس
امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیون رکہا صاف طور سے کیون نہین فرمایا کہ میرے بعد
فلان اور اوسکے بعد فلان یکے بعد دیگرے خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا۔
نعوذ باللہ من ذالک بجز بے دین اور منکر رسالت کوئی ایسا سوال پیدا نکرے گا
اور مسٹر سایمن اوکلی مورخ تاریخ شام کا ساتہہ دینا اور رفاقت مین ندے کا اسلئے
کہ وہ صفحہ ۱۸۱ تاریخ مذکور پر انگریزی مین فرماتے ہین ہا ہا یقیناً یہ ایک بڑی غلطی محمد سے
ہوے کہ حالت علالت مین اونہون نے مضبوطی سے اور عام طور سے اپنے قایمقامی
کے لئے کسیکو نامزد نہ کیا مگر جو وہ ایسا کرتے تو لا کلام اونکی حکومت بجائے خود رہتی
اور ہنگامے کو روکتی جسکے لئے اونکی خواہش تہی کہ جس مذہب کو اونہون نے دقتون
اور اندیشون سے جمایا تہا باقی رہتا ہا ہا یہان ایک لفظ ہزرڈز دو معنی اپنے تعصب سے
مورخ نے استعمال کیا ہے جسکے معنے اندیشون اور قمار بازیون کے ہین مگر ہم نے
اندیشہ کو پسند کیا ہے۔ معاذ اللہ کسی شیعہ پر سوال کے تہمت کرنا اتہام عظیم ہے
اسلئے کہ بجز منافق کے کوئی مسلمان ایسا سوال نہین کر سکتا ہم بلا اندیشہ کہتے ہین
کہ اگر خدانخواستہ کسی نے لباس شیعہ مین کر ایسا سوال کیا تو وہ ہرگز شیعہ نہین ہے
اور منکر خدا اور رسول ہے اور اگر اسرار الہدی نے خود بنایا ہے تو حق تعالے سے
جو اسکا صلہ ملنا چاہئے پورا پورا ملے گا شیعون کا صریح اعتقاد ہے کہ بطور واضح
جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علے علیہ السلام کو اپنا جانشین اور قایمقام ہے
نہین فرمایا بلکہ روز ازل حق تعالے نے جناب امیر علیہ السلام اور اونکے گیارہ
فرزندون کو قایمقام رسولخدا اور ہادی شریعت حقہ مقرر فرما کر در بہشت پر لکہدیا
تہا مگر ہم بے فائدہ اسمین طوالت نہین کرتے اور مختصر اسقدر لکہے دیتے ہین
کہ صراط مستقیم مین فیروز آبادی صاحب قاموس نے لکہا ہے کہ ہا ہا رسولخدا نے فرمایا کہ

ہینے ساق عرش پر نور سے لکہا ہوا دیکہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تائید کی مین سے
اونکے ساتہ علے کے اور نصرت کی مین نے اونکے ساتہ علے کے وبعد اوسکے حسن و
حسین وبعد اوسکے دیکہا مین نے علی علی علی محمد محمد جعفر موسیٰ حسن حجہ
پس کہا مین نے خداوندا یہ لوگ کون ہین ندا آئی کہ یہ لوگ امام ہین بعد تمہارے
اور بہترین ذریت تمہاری ہین۔ اور یون ہی مطالب المسئول فی مناقب ال رسول
مین لکہا ہے ونیز روضۃ الاحباب مین بالتوضیح والتصریح نام انہین حضرات کا جابر ابن
عبد اللہ الانصاری سے مرقوم ہے اور یہی کفایۃ الاثر مین پے بے عائشہ سے
یہ ہے اسمار مبارک قایمقام جناب رسولخدا کے لئے مندرج ہین غرضکہ جسکو عقل و
ہوش ہے اور بادہ نوش عشق خلفاء ثلثہ مین ہوکر مدہوش نہین ہے اوسکے لئے
اتنا ہی بس ہے۔ رہا سوال نامعقول اوسکے طرف ہم متوجہ نہین ہوتے اور اوس
سوال مین جو حدیث ابوہریرہ سے نقل کی ہے نہ ہم اوسکے لکہنے کی اس موقع پر تکلیف
اوٹہاتے نہ اوسکے بابت کچہ کہنے کی ضرورت جانتے ہین ابوہریرہ کی حدیثین ماننے
اور سمجہنے کا مولف کو اختیار ہے مگر جو نتیجہ اپنا من مانا اوس سے مولف مذکور نے نکالا ہے
اسکے بابت اگر وہ برسر انصاف ہین تو قبل اسکے کہ وہ ہم سے پوچہے کہ کیون شیعو
تقدیر برحق ہے یا نہین تو خود ہی جواب دین اگر وہ کہین کہ ہان تقدیر برحق ہے تو پہر
آیندہ کے لئے اپنی زبان بند کرین اور سمجہ لین کہ جو کچہ مالک عرش بریں نے صدیق
صاحب کے شان مین لکہدیا تہا وہ پورا ہوا اور جن لوگون کے نسبت اون کا ماننا
مقدر کیا تہا وہ اونکے مداح ہو گئے اور جنکو اونکا منوانا نہ تہا اون نے نہ مانا اور
جیسا اونکو جاننا چاہئے تہا ویسا ہی جانا پہر تقدیر کے لکہے کا مٹانا کیا معنے اور دکہڑا
رونا کیون۔ مگر یہ مولف نے کہا نسے خود بخود سمجہ کر فیصلہ کر دیا کہ ہمارا یہ عقیدہ
نہین ہے کہ جناب رسول خدا نے نہین فرمایا کہ بارہ امام علیہم السلام آنحضرت کے

بعد ہونگے اور وہ نفاذ اختیارات عام سے جو متعلق بمعاشرت خلائق ہنین روکی جاینگی
اور کون اونکو محروم کر کے جالس مسند خلافت حکومت ہونگے اور اوسی اجلاس سے
سامان شہادت جناب سبطین مصطفوی بہم پونچے گا اور اسی ایمان پر بعد آنحضرت کے
بارہ آئمہ معصومین اونکی اولاد سی ہونگے اور روز ازل انبیا علیہم السلام نے یثاق کیا اور
حق تعالے اوسکا خود گواہ ہوا اور بطور واضح کلام مجید مین فرمایا کہ جب لیا اللہ نے اقرار
نبیونکا کہ جو کچھ مین نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوی رسول کہ سچ بتادے
تمہارے پاس والے کو اوسپر ایمان لاؤگے اوسکی مدد کروگے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اور اوس
شرط پر لیا میرا ذمہ بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا تو اب شاہد رہو اور مین بھی تمہارے ساتھ
شاہد ہون پھر جو کوی پھر جاوے اوسکے بعد تو وہی لوگ ہین فاسق سورہ آل عمران
پارہ - ۳ رکوع ۱۷ - اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے صاف صاف یون ارشاد
کیا - اصل یہ توریت سے نادانستہ تحفہ اثنا عشری نے انکار کیا اور اظہار الہدی نے
یہ حجت پیدا کی کہ اگر توریت کی حقیقت ہو تو اوسمین صرف بارہ کا ذکر ہے تیرہوین
جناب رسولخدا کا ذکر ہنین سو یہ اس راہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب اظہار الہدے
نے توریت مروجہ مین جو پڑھا اوسپر وثوق کر لیا اب شوق سے جسکا جی چاہے
عبارت عبرانی مذکورہ حاشیہ پڑھ لے جسکا یہ ترجمہ ہے یعنی مین نے اسمعیل کے
واسطے تیری بات سنی ہان مین اوسے برکت دونگا بہت اور برومند کرونگا بہت
اور افزایش دونگا بہت بوسیلہ ماؤ ماؤ کے اور اوس سے بارہ رئیس اور بادشاہ
پیدا ہونگے اور مین اوسکی بڑی امت بناؤنگا باب ۱۷ کتاب پیدایش آیہ ۲۰ توریت
مروجہ مین عبارت چھوڑ کر ترجمہ کیا گیا ہے مگر جناب سید انر بیل سید احمد خان صاحب
بہادر نے اپنی تفسیر موسومہ تبئین الکلام مین ترجمہ مذکورہ بالا کیا ہے اور مولد
شریف موسوم بہ آفتاب عالمتاب کے صفحہ ۲۳ مین حکیم محمد حسن امروہے نے

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون

ولیشمعیل شمعتیک ہنہ برکتی اوتو وہفریتی اوتو وہربیتی اوتو بمئد مئد شنیم عشر نشیئم یولید ونتتیو لگوی گدول

اور خلاصۃ الفیض مین مولوی عباس علی حاج موی نے یہی ترجمہ کیا ہے اور بارہ سردارون
سے بارہ امام ہمارے مسلمہ قبول کئے ہین پس ہر ایمان دار کو لازم ہے کہ اپنے مذہب کے علماء
جناب میرزا نبیل اور حکیم اور مولوی کا قول سنکر ہمارے دوازدہ امام کے آگے سر تسلیم خم کرے
ہم اونہین آئمہ علیہم السلام کو دین و دنیا کا ہادی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ شروع اسلام سے
جو رسولخدا پر ایمان لایا اوسے ایمان مین جناب رسولخدا کے ساتھ ہمارے بارہ امام شریک
تھے چنانچہ جناب رسولخدا صلعم نے جناب امام حسن مجتبے اور امام حسین گلگون قبا علیہما السلام
کے شہادت و مقام شہادت اور وقت شہادت اور قاتل کا نام بھی بتلا دیا اوسکو جو چاہے
سر الشہادتین شاہ عبد العزیز مین دیکھ لے اور مولف اسرار الہدی پڑھ لین اور جناب
امام زین العابدین و محمد باقر علیہما السلام کے نام کو تو اپنے اوستاد کی کتاب اظہار الحق
مین ڈھونڈ لین ہر گاہ یہ سب حسب فرمودہ رسولخدا ہے تو اسکے قبول سے کیون عدول ہے
کہ جناب خلفا ثلثہ کے بابت جناب رسولخدا صلعم نے یہ نہین فرمایا کہ یہ حضرات حکومت
دنیا اون بارہ آئمہ علیہم السلام سے ناحق لے لین گے اور دوسرونکو بھی اپنے عمل کا ایسا
سبق دینگے جسکا نتیجہ شہادت سبطین جناب رسولخدا ہوگا اور اون حضرت کی شہادت سے
جو فضیلت جناب رسولخدا مین باقی ہے وہ مکمل ہو جاویگی لیکن باینہمہ اگر انکار ہے
تو ہمکو منوانیکا کیون اصرار ہے آئمہ کو کیا جو جناب رسولخدا کے نبوت کے منکر ہین اونکا
کوئی منوانے والا بجز خدا کے جب کوئی نہین ہے تو اون صاحبون سے جو ہمارے
آئمہ علیہم السلام کے امامت کے منکر ہین ہم اونکو کیونکر منوا سکتے ہین مگر نقل خطبہ
جسکو مولف نے روضۃ الصفا کے صفحہ ۵۲ پر لکھا دیکھا ہے اور ہمارے معاملہ مین
اوسکو حجت بنا کر نقل کیا ہے اوسکی صحت اور غلط سے ہمکو سروکار نہین ہے اسلئے
کہ روضۃ الصفا کا مصنف مولف اسرار الہدی کے بھائیون مین سے تھا تو بھی
ہم کہین گے کہ جناب خلیفہ صاحب نے خطبہ مذکور اسلئے نہین فرمایا تھا کہ وہ رحماء بینہم مین

داخل ہون بلکہ وہ خطا و نسیان سے مرکب تھے اسلئے اونہون نے اپنا اصل حال
کہہ ڈالا جبکہ کبھی جناب رسولخدا نے بھی جنکے نیابت کی خلیفہ صاحب مدعی تھے
ایسا انکسار کسی موقع پر ظاہر فرمایا نعوذ باللہ من ذالک اور اگر مولف صاحب
صفحہ ۱۵۲ انوار الهدے کو کسی ذی فہم سے اب پڑھوائینگے تو وہ اونکو سمجھا دیگا
کہ مطلب شیخ احمد صاحب کا کیا ہے وہ اسکے قائل نہین ہین کہ جناب امیر علیہ السلام
بعد آفرینش عالم کے کوئی مذہب خلاف اسلام کے رکھتے تھے مگر وہ قول اہل تسنن کا
ہے جسکو اونہون نے تحریر فرمایا ہے مگر تیسری آیت سوادپر نظر کرین کے پہلے مین
قرآن مجید سے پڑہتا ہون بسم اللہ الرحمن الرحیم هو الذی انزل السکینة فی قلوب
المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم ط والله جنود السموات والارض ط وکان الله
علیما حکیما پارہ دوازدہم رکوع ۴ یا صاحبی السجن ارباب متفرقون
خیر ام الله الواحد القهار ه یصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربه خمرا
واما الاخر فیصلب فتاکل الطیر من راسه ۔ اور بعد اوسکے اسرار الهدی
کے پیش کی ہوئی آیہ غار کو دیکھکر عرض کرتا ہون کہ آیت ممدوحہ کے اوپر کے عبارت
مولف نے اس راہ سے چھوڑ دی ہے کہ اوسی سے قلعی کھلی جاتی تھی یعنے جسکو
بے سوچے سمجھے آیات فضایل مہاجر و انصار مین مولف صاحب شمار کرتے ہین
اونکی نفی ہوتی تھی اسلئے کہ حق تعالے نے اون سب سے جو مدعی ایمان لانیکے
تھے بذریعہ اپنے رسول مقبول کے فرمایا کہ جب تم سے جہاد کرنے کو کہا جاتا ہے
تو کیون سستی کرتے ہو کیا تم زندگی دنیا سے خوش ہو اگر تم جہاد کرنے نجاؤ گے
تو عذاب دردناک تم پر نازل ہوگا اور بعوض تمہارے خدا دوسرے قوم کو پیدا
کریگا کیا تم نہین جانتے کہ جب کافرون نے پیمبر کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا تو حق تعالے
نے اوسکی مدد کی سوا ایک دوسرا اوسکا صرف ساتھی تھا اور پیمبر خدا اوس سے کہتے تھے

کہ غم نکھا اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی اگر وہ ایک ساتھی جو پریشان ہو رہا تھا ساتھ نہ ہو
تو کیا ہوتا۔ حقیقت صرف اتنی ہے ہی جسکو مولف صاحب خلیفہ صاحب کے لئے بڑی
دولت سمجھتے ہین اور سیکڑون فضائل اپنے الفاظ سے گڑھ رہے ہین اگر مولف صاحب
کو اس پر ناز ہے کہ حق تعالے نے صاحب ہے فرمایا اور رسولخدا کے برابر کر دیا تو ہو سکے
مولف صاحب رسولخدا سے بہتر خلیفہ جی کو سمجھین اور اگر انصاف ہو تو جن آیات سے
صاحب کا لفظ آیا ہے اونکو بھی پڑھ کر محظوظ ہون اور اگر عادت غور کرنے کی ہو تو ذرا سم
جھکا کر فکر کرین کہ حق تعالے نے بادشاہ مصر کو جو رب کہا تو کیا وہ خدا ہو گیا اور صاحب
اسکے اسپر بھی ذرا دھیان کر جائین کہ ایک سیدھی بات سے اپنے مطلب کے لئے
علما مولف اسرار العدی نے خلیفہ جی کے واسطے کیا کیا فضائل گڑھے اور اپنے
زعم باطل مین کیسے کیسے زمین و آسمان کے قلابے ایک کئے اور فلک الافلاک تک
اونکو پونہچا دیا اور تعجب ہے کہ اب بھی اپنے سر گریبان مین نہین ڈالتے اور ذرا غور و
فکر سے کام نہین نکالتے افسوس شعر (ہست محفل بران قرار کہ بود ٭ ہست
مطرب بران ترانہ ہنوز) لیکن شعر ہمارا کام کہدینا ہے یارو ٭ پھر آگے چاہو
تم مانو نہ مانو ٭۔ اور جو آیات اور حدیث فضائل جناب امیر علیہ السلام مین ہین
اونمین کیسی کیسی بیہودہ پیچیدگیان پیدا کر کے چاہا کہ میٹ دین چنانچہ یہان بھی مولف
صاحب سچ فرماتے ہین کہ جناب رسولخدا کے ساتھ خلیفہ صاحب کا جانا اور اون کے
نور چشم کا چھپ کے کھانا پونہچانا بڑا کام تھا اور جناب امیر علیہ السلام کا چادر اوڑھ کر بستر
پیغمبر خدا پر سو رہنا کچھ بھی کام نہ تھا بہتر ہے جو مولف صاحب چاہین کہ کے دل خوش
کر لین اور سند خوشنودی اپنے صدیق صاحب سے اور فرمان ناراضی جناب امیر
علیہ السلام سے لیکر رکھ چھوڑین وہی دونون قیامت کے روز اونکے کام
آوین گے شعر آنکھین بندی ہوئی ہون تو پھر دن بھی رات ہے ٭ اسمین قصور

کیا ہے بھلا آفتاب کا۔ الاہم اس ایک شعر پر اس قصہ کو تہ کرتے ہین شعر
نمی خفتی اگر بر فرش احمد در شب ہجرت ٭ رسالت را نماندی در جہان آثار پیدا ئے ٭
اور اوس حدیث کا کیا کہنا ہے جو صفحہ ۱۶ پر اسرار الهدی نے لکھی ہے وہ تو نراافرا
مکاشفات یوحنا کا دیتی ہے چنانچہ باب اول کے بارہوین درس مین اپنے خواب کو
اسطرح بیان کیا ہے ۱۲ اور مین پھرا تاکہ اوس آواز کو جو مجھے کہتی ہے دیکھون اور
پھر کر سونے کے سات چراغدان دیکھے ۱۳۔ اور اون سات چراغدانون کے بیچ
ایک شخص ابن اعظم سا دیکھا الخ۔ دیکھنے والے حدیث مذکور اور مکاشفہ مسطورسے
مقابلہ کرکے سمجھ لین کہ جناب رسولخدا صلعم پر اتہام کرنے مین کسقدر اہتمام ہے
مگر جو براہ شیخون کی شیخی پٹھانون کے ٹرکے ملک گیری کے بابت مولف صاحب نے
لکھا ہے اسکے بابت آگے چلکر ہم عرض کرین گے مگر اونکے کلام کے لپیٹ مین جو
ہم پاتے ہین کہ اونہون نے اپنی علت خاص کو جو بہت قدیم چلی آتی ہے اور شیخ و
شاب او اونکے فقہا اور علما کا شعار ہے کہ جو بر الگے اوسکو پس پشت ڈالین ناحق گھوم کر
ہم الیسونکے روبرو پیش کرتے ہین ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حق و ناحق دونون کو چشم
انصاف سے دیکھتے ہین پس جس حدیث کا ذکر احقاق الحق سے مولف صاحب نے
لکھا ہے کانو فی ھذ االسکوت من اعین لما وصی بہ النبی علیہ من الصبر
وعدم مجادلتہ الثلثہ الخلفاء فی ذالک المسلمین المستفیضین وحفظ
الدین۔ یعنے تمام بنی ہاشم اس بارہ مین یعنے خلافت بلا فصل حضرت صدیق
اکبر مین رعایت سکوت کرتے تھے اس لئے کہ رسولخدا نے وصیت صبر نہ کرنے
جنگ خلفاء ثلثہ کے ساتھ کی تھی ہم کہتے ہین کہ اوسکو اصل کتاب سے مقابلہ
کرنے اور اصل اور صنعت کی تنقیح کے مطلق ضرورت نہین ہے اسواسطے
کہ حدیث مذکور مفید مولف اور خلفاء ثلثہ کے خلافت کے نہین ہے سواسطےکہ

درصورت اسکے کہ یہ حدیث صحیح ہے معنی اوسکے خطاب بخلافت ناحقہ ہے کیونکہ مراد یہ ہے
کہ جب ظلم وجور سے خلافت ناحقہ قایم ہوجائے تو ناحق کوششوں سے جنگ وجدال کیا جا
مولف اسرار الحجب کو اگر عادت غلط بیانی ہوتی تو ایسے حدیث کا ذکر نہ کرتے تمام دنیا جانتی ہے
کہ لڑائی اور قتال ناحق کوشش اور ظلم سے ہوتا ہے نہ کہ صاحب حق سے اگر خلفاء ثلاثہ کے
خلافت حق اور موافق حکم خدا ہوتی تو جناب رسول خدا صلعم کیون فرماتے کہ خلافت پر صبر
کرنا اسلیے کہ صبر تو مصیبت پر ہوتا ہے نہ راحت پر اور جو حوالہ آیہ وافی ہدایہ کلام اللہ کا
مولف نے حاشیہ پر دیا ہے۔ واورثنا الارض لنظہرہ علی الدین کلہ۔ اوسکو بھی خلافت
خلفاء سے کچھ تعلق نہین ہے جس زمانہ کے واسطے وہ وعدہ ہین وہ زمانہ ابھی نہین آیا اور یہ
جرات بے بہا دہر کہ بے اصل کو اصل لکھکر ایک خطبہ نہج البلاغت کے گڑھ لیا اگر کہین پتہ و نشان
دیا ہوتا تو ہم اوسکی سند ضرور لیتے معلوم ہوتا ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ کے باب ہفتم صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ
مطبع نولکشور سے خطبہ مذکور لیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ مولف صاحب نے خطبہ کے نقل کرنیکے
پہلے وہ تحفہ کی عبارت جو خطبہ مذکور کے اوپر لکھی ہے ملاحظہ نہین فرمائی ورنہ خطبہ کے
اصلیت خود بخود کھل جاتی لہذا ہم اوسکو نقل کرتے ہین۔ ما در روایات اہلسنت خود درین
باب مثل از حد حصر و قیاس است کتاب البلاغہ واقعہ ابن الثمان برائے نمونہ ام منتخب شدہ
یک روایت از ان کتاب در خطبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایام نحن و فیہ بحث امامت او ست
بطریق نمونہ بیان می کنیم اگر ماہری در عربیت این عبارت حضرت امیر را با عبارتے کہ در
نہج البلاغت از ان جناب مروی است موازنہ نماید و حکم بہ تفاوت کند ذمہ داریم و حق
آنست کہ کلام حضرت امیر را کسی بتقطیع حکایت نمی تواند کرد دلائل مہارت در عربیت
و سلیقہ شناسی ہر کلم شرط است نہ آن کہ لغات عربیہ وحشیہ را بے تامل در ہر واقعہ با غیر
شنید و فریفتہ گردد و مایہ تفرقہ و تمیز نداشتہ باشد یہ فقرات ایسے ہی ہین جیسے کوی ان فقرات کو
انا اعطیناک الیامر فصل لربک اما جر ان شانک ہو الکافر۔ فالزارعات زرعا

فالعاصفات عصفا فالناشرات نشرا فالفارقات فرقا فالملقیات ذکرا ... الفیل ما الفیل
وما ادراک ما الفیل له خرطوم طویل نقل کرتے ہیں کہ یہ کلام الله اور مثل سورہ انا اعطیناک
اور والقارعات اور سورہ فیل ہے۔ اگر شاہ صاحب کو اپنی سچائی منظور تھی تو نہج البلاغت
کا حوالہ دیا ہوتا اور فرماتے کہ نہج البلاغت موجود ہے اوسکو دیکھو اور اوس خطبہ پر دیکھو
جسمین یہ عبارت ہوتی نہ یہ کہ اس نالائق قول پر متوجہ ہوتے کہ جناب امیر علیہ السلام کے
عبارت اور اس عبارت کو ملا کو نعوذ باللہ من ذالک **شعر** پھر نگی کہ خواہی جامہ می
پوشش ہ من انداز قدرت را نے شناسم ہ۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ ہمارے امام اول ورو
آخر کے بلاغت کا وہ سکہ ہے کہ اوس جناب کے کلام مین کسی جعل ساز کا کلام نہین ملتا
جسطرح ملک العلام کے عبارت کی کوئی بشر نقل نہین کر سکتا۔ ہم اوسی درگاہ سے
امیدوار ہین کہ ایسے اتہام باطلہ کی سزا بہت بڑی دیوے مگر ایسے جہوٹے نوحہ و فریاد
بے اصل اصل نہین ہو سکتا بہرحال یہ تیسرا سوال ہے جو دور از حال بنایا اور اوس کا
جواب لکہا وہ نرا قول جاہل و مجانین کے ہذیان کے برابر ہے جسکے بابت ہمکو عرض کرنا تہا
اپنے ہم مذہبون کے خاطر سے خود مولف صاحب ہی کے کتابون سے لکہ چکے اور مولف
صاحب کے خدمت مین عرض کرتے ہین کہ سورہ حج مین حق تعالے فرماتا ہے۔ ومن الناس
من یجادل فی اللہ بغیر علم ویتبع کل شیطان مرید۔ یعنے اور بعضے آدمیون سے
وہ شخص ہے کہ نزاع کرتا ہے بیچ اخبار خدا کے بدون دانش کے اور پیروی کرتا ہر شیطان
سرکش کے۔ اے مولف اسرار الصمد **نظم** ہمچو شیخ شیعہ گردان یا برہمن وا باش ہ
ہرچہ باشی باش لیکن بندہ دلدار باش ہ آشنائے دوست اندر کسوت اغیار باش ہ
در ادب گاہ محبت اند کے ہشیار باش ہ **شعر** ہمارا کام کہدینا ہے یارو ہ پہر آگے چاہو تم مانو نہ مانو ہ

تتمہ رسالہ

مولف نے تتمہ رسالہ کرکے جو کچہ لکہا ہے اوسمین شیعون کو ابن سبا کا چیلہ ٹہرایا ہے

سوا اوسکے بابت ہم اوپر لکہ چکے جو اوسکا جیلہ ہوگا وہی سمجہ لے گا مگر جو مولف صاحب نے یہ فرمایا کہ شیعونکے سوال تین قسم پر منقسم ہین یہ تقسیم اونکو تین کے پسند ہوگے ہم بے فائدہ اور عبارتکے نقل کرنا نہین چاہتے اور جو کچہہ اونہون نے فرمایا اوسکے نسبت وہ عرض کرتے ہین جو حقتعالے نے سورہ جمعہ مین فرمایا ہے ۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا ط ترجمہ مثل اون لوگونکے کہ اوٹہائنگی توریت کو بعد اوسکے نہین اوٹہایا اوسکو مانند گدہونکے اوٹہاتے ہین کتابونکو ۔ بئس مثل القوم الذین کذبوا بایت اللہ واللہ لا یہدی القوم الظلمین ۔ ترجمہ یہ ہے مثال اوس گروہکے کہ وہ تکذیب کرتی ہین ساتہ نشانیہاے خداکے اور خدا نہین ہدایت کرتا قوم ستمگارونکو ۔ ہمکو سخت افسوس ہے کہ حمایت خلفاء ثلثہ اور اونکے توابع کا مولف کو اسقدر مبالغہ ہوا ہے جیسا معاویہ اور اوسکے وزیر باتدبیر مروان کو جناب امیر علیہ السلام سے تہا مگر آفتاب پر خاک نہین پڑسکتے ہے ہمکو مطلق ضرورت نہین ہے کہ ہم اپنی کتابون سے کچہہ لکہین اس لئے کہ مولف کے مذہب کی کتابون مین فضایل جناب امیر علیہ السلام کے اسقدر رشد و مد سے لکہے ہوئے ہین کہ اونکے بابت مولف کی عمر باتون کے بنانے مین تمام ہوجائیگی مگر ایک بات بہی بنائی نہین سکے گی مگر ہمکو نہ اونکے خیالات نہ اعتقادات سے کچہہ بحث ہے نہ اوسکے تاویلات سے کچہہ غرض ہان جب وہ ہمپر خود منہ آتے ہین تو ہم اونکو کہول کر دکہلا دیتے ہین کہ جسکو تم نہین مانتے تمہارے پہلے اوسکی بابت ایسا کچہہ بک گئے ہین اور پہر پہلے باتین بنا کر مین مین کرنے لگتے ہین مگر ہمارے نزدیک وہ شغالونکے غول کی صدا ہوتی ہے جس پر شیرونکو توجہ نہین ہوتی چنانچہ مشتے نمونہ از خرواری مولف کے پیر و مرشد صاحب تحفہ کی کرتوت دکہاتے ہین ۔ باب ہفتم صفحہ ۳۴۱ مطبوعہ مطبع نولکشور مین مرقوم ہے ۔ حدیث ہفتم روایت از ابوذر غفاری کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ بودم من و علی بن ابیطالب روبروے خدا پیش از ان کہ پیدا شود آدم چہاردہ ہزار

سال پس چون پیدا کرد آدم را قسمت کرد آن نور را دو حصہ پس یک جزو من ام و یک جز علے ابن ابیطالب است و این حدیث باجماع اہلسنت موضوع ست و بر تقدیر عرض صحت معارض است بروایتی دیگر کہ این روایت فی الجملہ بہتر است دور اسناد او متہمین بالکذب والوضع واقع شدہ اند و آن است روایت نمود شافعی باسناد خود یا نبی صلعم کہ فرمود بودم من و ابوبکر و عمر و عثمان و علے روبروی خدای تعالے پیش از آن کہ پیدا شود آدم ہزار سال پس پیدا شد ساکن کرد خدا ما را در پشت او و ہمیشہ انتقال میکردیم در صلبہای پاکیزہ تا آنکہ نقل کرد ما خدائے تعالے بسوے صلب عبد اللہ و نقل کرد ابوبکر را بسوے صلب ابو قحافہ و نقل کرد عمر را بسوے صلب خطاب و نقل کرد عثمان را بسوے صلب عفان و نقل کرد علے را بسوے صلب ابیطالب ۔ درمیان کے عبارت جس سے تطویل کلام لازم آتی ہے ہمنے چھوڑ دی اب صاحب حیرت کو ہم پر نظر ہو سکتی ہے کہ اصل حدیث سے صاحب تحفہ نے یہ کہکر کہ ہمارے یہان یہ حدیث نہین ہے کیسا گریز کیا ہے اور یحیی بن معین اپنے یہانکے ہم مذہب راوی کو جھوٹا کہکر پیچھا چھوڑایا ہے اور دار قطنی کو بھی اوسیکا ساتھی گردان دیا اور اپنے کتابونکو بھی پس پشت پھینکا اور جعفر بن احمد کو بھی رافضی کہہ ڈالا مگر آخر کو دبی زبان سے نکلا تو یہ نکلا کہ بر تقدیر عرض صحت اور مذہب شافعی سے ایک حدیث لاکر مخالف پہلے حدیث کا گردانا اب پہلے ہم جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا شجرہ لکھتے ہین

شجرہ رسول مقبول

کعب

۱ مرۃ
۲ کلاب
۳ قصی
۴ عبد مناف
۵ ہاشم
۶ عبد المطلب
عبد اللہ
محمد رسول اللہ

تیم
سعد
کعب
عامر
ابو قحافہ
ابو بکر خلیفہ

۱ عدی
۲ رزاح
۳ قرط
۴ عبد اللہ
۵ ریاح
۶ عبد العزی
۷ نفیل
۸ خطاب
۹ عمر خلیفہ

عبد الشمس
امیہ
ابو سفیان
ابی العاص
عفان
عثمان خلیفہ
زیاد
معاویہ
یزید

ابو طالب
علی ولی اللہ
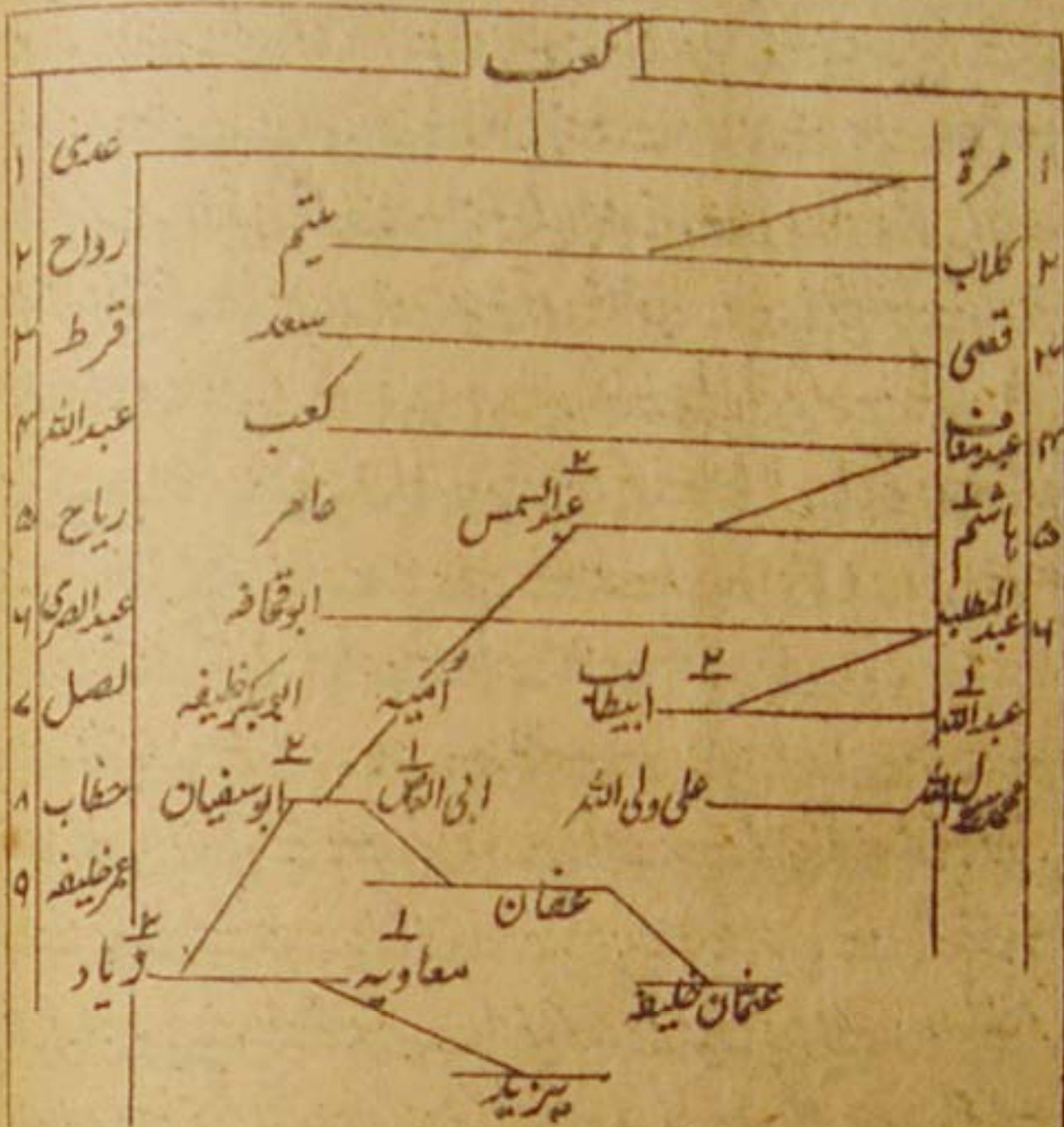
اب مولف اسرار العدی کو مثل آئینہ شفاف کے نظر آوے گا کہ ابو بکر و عمر صاحبان جناب رسول مقبول سے قرابت مین قریب تھے یا معاویہ اور یزید اور عثمان صاحب سے کسقدر نسب کی نزدیکی تھی پھر کیا وجہ ہے کہ اس حدیث مین معاویہ اور یزید سے ترو ہونیکا ذکر رہ گیا اور ہمکو ازبس تعجب ہوگا اگر مولف خدا و رسول پر یقین رکھکر بلا ہک و دگ کہدین کہ عبد مناف تک معاویہ اور یزید جناب رسول خدا کے ساتھ ارحام طاہر ومین منتقل ہوتے آئے ہین لیکن احیاناً اگر وہ فرمائین کہ اونکا ایمان و ایقان ویسا ہی ہے تو یہ ضرور ہے کہ انصافاً وہ ابو سفیان کے بہادری اور معاویہ اور یزید کی شجاعت اور کشورستانی اور ترویج دین کے قائل ہون اور جب یہ صورت ہو تو اون سے

یا اونکے سے قوی الایمان صاحبون کی خدمت مین عرض کرنا ہمارا بالکل بیجا ہے تاہم
یہ تو وہ دیکھہ سکین گے کہ صاحب تحفہ نے اصلی حدیث کو چھوڑ کر کیسے حدیث پر اعتبار
کیا ہے اور جو کچھہ اسرار الہدی نے خوارج کے اعتراض باب علوم ونفس رسول مقبول
جناب امیر المومنین امام المتقین علے ابن ابیطالب علیہ السلام پر قایم کئے ہین اونپر
ہم کلیۃً اعراض کرتے ہین اس لئے کہ جو کچھہ جناب امیر علیہ السلام نے کیا اور کہا وہ
بجنسہ ویسا ہی تہا کہ جیسا خدا و رسول نے کیا اور کہا اور اونکے افعال پر اعتراض
کرنے والا اذیت وہ اون حضرت کا ہے اور جسنے اون حضرت کو اذیت دے
اوسنے جناب رسولخدا کو اذیت دی اور جس نے رسولخدا کو اذیت دی اوس نے
حق تعالے کو اذیت دی اور داخل وعید ان الذین یوذون اللہ ہوا اور اون حضرت کے
افعال و اقوال حضرات خلفاء کے سپر ہو سکتے ہین اور اگر ہم خوارج کے جواب مین
خلفاء ثلثہ کے اقوال و افعال سند لائین تو ہمارا مذہب اور ایمان سب رخصت ہو جا
اور ہم مولف صاحب مذکور کے ساتھہ ہو جائین اور مولف صاحب مذکور نے
جو حدیث صفحہ ۱۷ پر ان الفاظ سے لکھی ہے الخلافۃ ثلثون عاما ثم یکون بعد ذالک
الملک عضوضا۔ یعنے خلافت راشدہ کا زمانہ صرف تیس برس کا ہے بعد اوسکے
ہوگا ملک کاٹنے والا یعنے بادشاہت پہلے تو ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ راشدہ کس
لفظ کا ترجمہ ہے واسکے سوا وہ خلاف اون الفاظ کے ہے جو صاحب تحفہ اثناعشریہ
نے ابوبکر بزار سے لی ہے چنانچہ صفحہ ۲۸۸ تحفہ اثناعشری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور میں
یون تحریر ہے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اول دینکم بدا نبوۃ ورحمۃ
ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم یکون ملکا وجبریۃ الی اخر الحدیث تا انجلہ نزد اہل سنت
از مقررات است کہ امامت خود بلاشبہ تا تا سی سال امتداد یافت وبصلح حضرت
امام حسن کہ پانزدہم ماہ جمادی الاولے در سنہ چہل ویک بوقوع آمد انقطاع

پذیرفت۔ دونون حدیثون کے عبارت کے نقل کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ دیکھنے
والے کو یقین ہو جاوے کہ نہ پہلی حدیث صحیح ہے نہ دوسری اور ہمارے قیاس کے
دلیل یہ ہے کہ اپنے تاریخ الخلفا مین مولوی مسیح الدین خانصاحب کاکوروی جو مطبع
سبکھا چھاپہ خانہ واقع اورنگ آباد دکھن مین چھپے ہے صفحہ ۲۸ اپر یون تحریر فرماتے ہین
راقم کہتا ہو مشکواۃ مین ایک حدیث خذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جسکا
ترجمہ یہ ہے رہیگی نبوت ہم لوگون مین جب تلک اللہ تعالے چاہیگا کہ رہے
بعد اوسکے اوٹھالیگا اللہ تعالے اوسکو پھر رہیگے خلافت نبوت کے طریقہ پر جبتلک
اللہ تعالے چاہیگا کہ رہے پھر اوٹھالیگا اللہ تعالے اوسکو پھر رہیگا ملک ایذا دینے
کاٹنے والا جب تلک اللہ تعالے چاہیگا کہ رہی پر اوٹھائیگا اللہ تعالے اوسکو پھر رہیگا
ملک ظلم بھرا ہوا جب تلک اللہ تعالے چاہیگا کہ رہے پھر ہوگی خلافت نبوت کے طریق پر
بعد اوسکے آپ نے سکوت کیا فقط جب حبیب جو ایک راوی اس حدیث کے ہین وہ کہتے
ہین جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوے تب مین نے اونکو یہ حدیث لکھہ بھیجے اور یاد دلائے
اور لکہا کہ مین امید کرتا ہون کہ بعض ملک کاٹنے والے ایک دوسریکے اور بعض ملک
ظلم بھرے کے آپ امیر المومنین نبوت کے طریقہ پر ہونگے اونہون نے نہایت تعجب کیا
اور خوش ہوے انتہی ترجمہ الحدیث۔ اب دیکھنے والے سمجھہ لینگے کہ پہلی حدیث خلفاء
ثلثہ کے کرتوت کے اصلاح کے لئے تہے اور دوسری بخوشامد عمر بن عبد العزیز کے
بنائی گئی اور یہ وقعت حدیثون حضرات اہل سنت کی ہے رہا ہمارا عقیدہ وہ سراسر
ان حدیثونکے خلاف ہے اور ہمکو کچہ شبہہ نہین ہے کہ خوارج کے اعتراضات کو اسرار
العدے نے اسی خیال محال سے لکہین ہین تا وہ اپنے خاطر خواہ ایسے جواب دین جس سے
اونکے ساتہی باور کرین کہ جناب امیر علیہ السلام بہی مثل خلفاء ثلثہ کے صرف مجتہد
اور خطا و نسیان سے مرکب تہے اونہون نے شرابی پر حد جاری کرکے اوسکی دیت دے

معاذ اللہ اور ایسے ہی وجوہات سے ہم نے اوس مضمون کے جواب لکھنے مین جو حضرت
عباس اور حضرت عقیل کے نسبت صفحہ ۱۶ پر اسرار الھدی نے لکھا ہے چشم پوشی کی ہے اور
اگر اسرار الھدی کو ہمارے ایمان اور اعتقاد پر پوری اطلاع ہوتی تو جو اونہون نے
لکھا ہے ہرگز نہ لکھتے چونکہ اس موقع پر ہمنے چاہا کہ خارجیون اور ناصبیونکو اپنے اعتقاد سے
آگاہ کر دین لہذا اسکا بہی موقع ملا کہ ہم اطلاع کر دین کہ ہم عترت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم مین صرف چہاردہ معصوم اور اونکی اولاد واجب التعظیم کو داخل سمجھتے ہین نہ کہ مثل مولف
اسرار الھدی کے جناب رسولخدا کے سارے رشتہ دارون کو اور عزیزون اور قرابتونکو
اگر ہم خدانخواستہ صاحب اسرار الھدی کیطرح معتقد ہون تو ابولہب تو حضرت کا چچا تہا
اگر ہم اونہین کے قول کو اونہین کے مقابلہ مین واسطے حضرت عبد اللہ پدر اور حضرت
ابوطالب چچا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے حجت گردانین تو خدا جانے وہ کیا باتین
بنانے لگین گے پس ہم کہتے ہین کہ ہم جناب رسولخدا اور آئمہ معصومین کو مبعوث اور منصوص
من اللہ سمجھتے ہین اور جو کچہ جناب رسولخدا صلعم و آئمہ معصومین علیہم السلام نے فرمایا
اوسکو فرمودہ خدا جانتے ہین اور وہم و قیاس کو بالائے طاق رکھتے ہین اور خطا و نسیان کا
گمان اونحضرات پہ نہین کرتے پس تا وقتیکہ ہمکو جناب آئمہ معصومین علیہ السلام نے کسی کے
ولا کے نسبت منع نہ کیا ہو ہم اوسکی ولا نہین چہوڑ سکتے اور اس لئے حضرت عباس
اور حضرت عقیل کے بزرگے دل و جان سے کرتے ہین رہا یہ کہ حیات القلوب مین
نسبت اون حضرت کے اگر کچہ لکھا ہے تو اوسپر ہمکو اوسوقت اعتنا ہو گا کہ جب
پندرہ بیس نسخہ حیات القلوب کے ہمارے روبرو ہون اور اونمین روایات مندرجہ
اسرار الھدی ملین ورنہ ہم کیون جواب دہی کے وقت اوٹہائین بہت ممکن ہے
کہ کسی سنی نے روایات مذکور داخل کر دی ہون چنانچہ ہمارے روبرو اسوقت
دو جلدین حیات القلوب کے ہین اور دونون مین کمی بیشی روایات کی اور تقدیم

وتاخیر مضامین کے پاتے ہین لیکن اگر بحث کے لئے ہم مان بھی لین کہ حیات القلوب مین
روایات مکتوبہ اسرار الہدی موجود ہین اور وہ حیات القلوب صحیح بھی ہے تو وہ بنزاع [illegible]
رسولخدا ہماری اعتقاد مین ضرور ہوگا لیکن جبتک ہمکو یہی علم نہو کہ ہم حضرت عباس سے سوی اعتقاد
کرین یا معاذاللہ اونکو ابوجہل اور ابولہب کے طرح سمجھین ہمارے اعتقاد مین اونکے بابت فساد نہین سکتا
مینے اوپر لکھا ہے کہ ہم مشتی نمونہ از خروارے و دلنہ از انبار احاد فضایل جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
واسطے اگاہی ضعفای شیعہ کے اہلسنت کے کتابون سے لکھینگے چنانچہ ناصر الابرار
مولوی حکیم محمد ناصر علی صاحب غیاث پوری جو لکھنو مین کوبکو بکتی ہے اور کتاب رحمۃ
الائمہ مولفہ سید عزت علی رسول پوری مطبوعہ مطبع سلطان المطابع
کلان کوٹھی لکھنو سے لکھتے ہین۔

عن ناصر الابرار

صفحہ ۱۶۱ فضائل جناب سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا مین یون لکھا ہے کہ جب رسول
پروردگار صلعم کے حضور مین جناب سیدہ تشریف لاتین تو اوٹھ کھڑے ہوتے اونکی طرف
متوجہ ہوتے استقبال فرماتے اور دست شریف اونکا اپنے دست حق پرست سے پکڑتے
اور اونکی پیشانی انور پر بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر اونکو بٹھلاتے چنانچہ ایسے
واجب التعظیم کے نکاح کے بابت جناب رسولخدا صلعم نے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا
کہ جسوقت جبرئیل حق تعالے کے پاس سے آئے میرے پاس اور کہا کہ حق تعالے ارشاد
فرماتا ہے آپکو کہ نکاح کردو فاطمہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ سے فقط ہے کوی
ایسا کہ جسکا نکاح حق تعالے کے حکم سے بدو آفرینش سے ہوا ہو۔

شعر

کہو یہ بھی غلط ہے ہوکے حیران ۔ نمانینگے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۱۹ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے حضرت فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا سے کہ قبول کرلیا
حق تعالے نے زمین سے دو مرد کو کہ اون دو مین سے ایک باپ تمہارا ہے اور دوسرا [illegible]

شعر

کہو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران نہ مانیں گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ایضاً فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سے کہ مین نے نکاح کر دیا اوس شخص سے جو اول ہے سب مسلمانون سے از روی اسلام کے اور دانا ترین مسلمانون کا ہے از روے علم کے اور تم بہترین زنان امت میری کے ہو جیسا کہ مریم اپنی قوم مین۔ اب کہانسے دوسرا دانا ترین خلافت کے لئی آیا۔

شعر

کہو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران نہ مانیں گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۷۶ کوی بہ حسب شرف ذات اور طہارت طینت اور پاکئے جوہر کے ساتھ فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین کے پہونچ نہین سکتا۔ اور حضرت علی علیہ السلام شوہر تھے حضرت فاطمہ زہرا کے اور باپ تھے حسن و حسین پس اون حضرت کے سوا کون مسند نشین ہدایت جناب باری ہو سکتا ہے۔

شعر

کہو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران نہ مانیں گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۷۷ و ۷۸ روایت ہے کہ مان آپ کی فاطمہ بنت اسد طواف کعبہ مین مشغول تہین کہ آثار ولادت باسعادت کے پیدا ہوئے طواف سے جلدی فراغت کرکے کعبۃ اللہ کے اندر ہو گئین وہان آپ پیدا ہوے جب تک انکھین آپ کی بند رہین کعبۃ اللہ کے باہر جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اونکو اپنے ہاتھ مین لینے لگے تب اونہون نے دونون انکھین اپنی کہولدین سب سے پہلے حضرت امیر کے نظر پیغمبر صلعم کے مونہہ پر پڑی رسول اللہ صلعم نے زبان مبارک اپنی اونکے مونہہ مین

دی اونہون نے چوس لی پہر پیغمبر خدا صلعم نے گہر مین الرطشت مین پانی منگاکر اپنے دست حق پرست سے جناب امیر کو نہلایا اور فرمایا کہ پہلے دن ہمنے انہین نہلایا اور پچھلے دن یہہ ہمکو نہلاوین گے۔

کہو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران — نمائین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای الاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۷۹ سبع سنابل مین ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ نے ایام جاہلیت مین بھی کبھی بت پرستی نہ کی جب اقران آپ کے آپ کو سنوار سنگار کرکے بتخانہ مین لیجاتے اور بت پرستی کرتے اور حضرت علیؑ کو کہتے کہ تم کسواسطے اپنے باپ دادا کے معبودون کو سجدہ نہین کرتے اور اونسے اعتقاد نہین رکہتے آپ فرماتے کہ جب مین ارادہ سجدہ بت کا کرتا ہون تو میرا سر دکہنے لگتا ہے اور میرے جی مین یہ بات آتی ہے کہ یہ بے روح کے بتون کو جنسے کچھ نفع نہین سجدہ کرنا باطل ہے آپ کی والدہ نے جب یہ بات سنی آپ پر تشدد کیا کہ تم بھی لڑکے دین آبا واجداد کو اپنے باطل سمجھتے ہو جب یہ بات حضرت حمزہؓ نے سنی خوش ہوئے اور حضرت علی کو اپنی گود مین اوٹہا لیا اور فرمایا یا علے تم اپنے بات پر مستقل رہو اسواسطے کہ بت پرستی میری ابا واجداد کا کام نہ تہا میرے جد ابراہیم خلیل اللہ نے بتون کو ریزہ ریزہ کیا ہے اور دین مسلمانی کی بنیاد ڈالی ہے آپ نے فرمایا چچا مجھے محبت اور برادری ساتھہ محمد بن عبد اللہ صاحب کے ہے اسلئے کہ وہ ہمیشہ خدا پرستی کرتے ہین حضرت حمزہؓ نے فرمایا محمد صاحب اخلاق پیغمبر ونکا رکہتے ہین مجھے امید ہے کہ پیغمبر ہونگے اور ہم اونکے ساتھہ ایمان لائین گے ایک دن حضرت علی مرتضےٰ حضور مین سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے آئے آپ کو بہت ہی خوش پایا عرض کے محمد صاحب صلے اللہ علیہ والہ وسلم جب مین آپکے پاس آتا تہا تو چہرہ آپ کا زرد اور آنکہین آپ کی سرخ اور گریان

پاتا تھا آج آپ کو بہت ہی خوش پاتا ہون کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا اے علی انت اخی
فی الدنیا والاخرہ ایک راز تجھسے کہتا ہون آج میرے پاس جبرئیل وحی لائے سورہ اقرا
باسم ربک لائے مین پیغام بر اخر الزمان کا ہون حضرت علیؓ خوش ہوئے اور کہا کہ ابو بکر
صدیق نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ جب آپ پر وحی نازل ہوگے تو فوراً ایمان لاؤ نگا مجھے
مین ابو بکر کو خبر کردون غرض علے مرتضے نے حضرت ابو بکر صدیق کے پاس اکر خبر کے
صدیق اکبر نے پوچھا علےؓ سے تم ایمان لائے فرمایا نہین کہا تمنے دیری کی اگر اس
درمیان مین موت آجاتی تو تمہارا کیا حال ہوتا غرض دونون آدمی حضور نبوی مین
اکر فوراً ایمان لائے روایت حضرت امیر المومنین علے مرتضے کرم اللہ وجہ الشریف
بڑی ذکی الطبع تھے اور خوب استعداد رکھتے تھے علم ظاہر و باطن مین اور بڑے حریص
تھے طلب علم مین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی عالم خلق تھے بڑے حریص تھے
اونکی تعلیم اور تربیت اور ارشاد پر اور حضرت امیر المومنین علےؓ لڑکپن ہی سے حجرہ نبوی
صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم مین رہتے تھے اور ہر وقت آپکے سامنے ہوتے اور آغوش مین حضرت
صلعم کے آپ نے پرورش پائی اور لڑکپن کا علم مثل نقش کالحجر کے ہوتا ہے اور چونکہ
باوجود چچازاد بھائی ہونے کے رشتہ دامادی کا حضرت صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ رکھتے
تھے اور لڑکپن ہی سے ہر امر مین شریک اور رفیق آپکے تھے اس لئے اونکو حکم فرزند کا
تھا اور بہ سبب اس قرابت قریبہ کے مناسبت بے نوای روحانی مین اوس جناب کے
ہوگئے ہین حضرت امیر الامراء علے مرتضے شیر خدا داماد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم گویا ظل اور
صورت کمال علمی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے کہ عبارت ولایت و طریقت سے
ہے اور بدولت حضرت صلعم کے وہ استعداد علمیہ ظاہرہ و باطنہ اونکی روز بروز بڑھتے
گئی اور نہایت مرتبہ کمال کو پہنچے چنانچہ اثار اونکے ظاہر و باطن مین سب اولیاء کرام
اور اصفیاء اعظام کے ہر طریقہ اور سب سلسلے کے ظاہر ہوئے صوفیو نکو تصفیہ باطن

اور تزکیہ نفس اور سلوک راہ طریقت مین آپ ہی سے نسبت ہے اور فرمایا آپ نے
قضاکم علے۔ اور قضا محتاج جمیع علوم کی ہے اور حضرت علی عرب مین ساتھ حکومت
اور فیصلے قضائے مشکلہ کے مشہور تھے حتی کہ جب کوی قضیہ کوی قنومی مشکل آتا تو صحابہ
وقت قضا کے کہا کرتے۔ قضیۃ ولا ابا حسن لہا۔ یعنے یہ ایک قضیہ السلام ایسا ہے
کہ لایق حکم دینے کے اومین سوائے ابوالحسن علے مرتضےٰ کے کوی نہین ہے یعنے کوی
شخص فیصل کرنے والا مثل علے مرتضےٰ کے نہین ہے اور پناہ مانگتے تھے صحابہ مشکل
قضیون سے جب حضرت امیر حاضر نہوتے اور حضرت عمر مشورہ لیتے اونکے ساتھ اپنے
کامون مین اور نماز پڑہی آپ نے دونون قبلے کیطرف اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ
رئیس مفسرین ہین شاگرد حضرت امیر کے ہین اور حضرت امیر فقیہ ہین مرتبہ عالیہ مین اور
علم فصاحت اور بلاغت اور شعر گوی مین درجہ تقوے مین تھے اور علم و ادب وغیرہ مین
بھی ید طولی رکھتے تھے۔ اور علم نحو آپ ہی سے ظاہر ہوا اور خازن علم نبی صلعم کے ہین
روایت ہے کہ جب بدر مین لشکر اسلام درہم و برہم ہوا آپکے ساتھ فقط چودہ آدمے
سات مہاجر سات انصار سے رہ گئے تھے اور جبرئیل اور میکائیل اور چند گنتی کے
ملائکہ آپکے حفاظت کے واسطے حاضر تھے پر کفار سے مقابلہ نکرتے تھے آپکے ساتھ
فقط امیر علیہ السلام رہ گئے تھے اور صحابہ محاصرہ مین تھے جب کفار آپکیطرف
حملہ کرتے حضرت امیر ایک ہی وار مین اونکو صاف کرتے تھے آخر جب کفار کو مارتے
مارتے تلوار حضرت صلعم کے ٹوٹ گئی تب آپنے اپنے ذوالفقار سے علے
مرتضےٰ کو دی جناب امیر نے اوسی تلوار سے اتنی خون ریزیان کین کہ آپ نے فرمایا
علے سنتی ہو رضوان بہشت مین تمہاری تعریف کر رہا ہے۔ لافتی الا علے
لاسیف الا ذوالفقار۔ آپ علی شیر خدا سے بہت محظوظ ہوے اور یہ روایت
بالتصریح کتاب ناصر المحسنین فے اخلاق سید المرسلین مین فقیر مولف نے لکھے ہے

عشاق اوس کتاب کو دیکھ لین ساتھ ہی اسکے دیکھئے قوت حافظہ وبیانیہ علمای اہلسنت
کہ ایک مقام پر جنگ بدر مین حضرت امیر علیہ السلام کی شراکت سے انکار ہے دوسرے
جگہ اوسی جنگ مین اعجاز وکرامت کا اظہار ہے۔

شعر

سو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران نمائین گے اسی ہم ہے یہ ہذیان ٭ اور جنکا جی چاہے کہین وہ کہ بزبان ٭

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۹۱۔ روایت کی ترمذی نے انس رضؓ سے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم
کے پاس کوئی ایک پرندہ بھنا ہوا یا پکا ہوا تھا پس دعا کی آپ نے اوسوقت کہ
خداوندا لامیرے پاس اوسکو کہ محبوب تر تیرے مخلوق مین سے ہوے تیرے نزدیک
کہ کھاوے وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو پس آپ کے پاس علی مرتضےٰ تشریف لاے
اور آپ کے ساتھ تناول فرمایا۔ جناب منشی صاحب للہ ذری اپنے ہمذہب
علمار کی کتابین ملاحظہ فرمانیکی مشقت اوٹھائی اور خدارا انصاف کیجئے اگرچہ
اونہون نے جو کچھ کہا دبی زبان سے کہا مگر جاء الحق وزہق الباطل کو کیا کرین لہذا دفعہ
تو بھولے سے کہدیجئے کہ سوائے نائب مصطفےٰ شیر خدا یکہ تاز میدان ہیجا از یکہ ارا
خلافت وجانشین رسالت کوئی دوسرا نہین ہوسکتا مگر

شعر

کہو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران نمائین گے اسی ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۹۴۔ روایت کی نسائی نے علی سے فرمایا کہ میرا مرتبہ رسول صلعم کے
نزدیک ایسا تھا کہ کسی اور ایک آدمی کا بھی نہ تھا مین آپ کے پاس بڑی بھور کے
وقت آیا تھا پس کہتا تھا مین کہ السلام علیک یا نبی اللہ پس اگر کھنکارتے
آپ تو پھر آتا مین اور اگر نہ کھنکارتے آپ تو چلا جاتا مین آپکے پاس۔

شعر

کہو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران نمائین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۹۷ - زرقانی مین ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ حق تعالے نے ہر نبی کی اولاد کو
اوسکی پشت سے پیدا کیا سوائے ہمارے رسول اللہ پاک نے پیدا کی اولاد ہماری پشت علی سے

شعر

کھو یہ بھی غلط ہے ہوکے حیران		نمانین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۹۹ - روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق
بار بار علیؓ کے مونھ کے طرف سے جاتے تھے کہ مین نے حضرت ابوبکر سے پوچھا
کہ اسکا کیا سبب ہے آپ بار بار کیون حضرت علیؓ کے مونھ کے طرف دیکھا کرتے
ہین فرمایا کہ مینے رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ حضرت علی کے مونھ کیطرف دیکھنا عبادت ہے

شعر

کھو یہ بھی غلط ہے ہوکے حیران		نمانین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۱۰۳ - حکایت ہے شواہد مین دلائل سے امام مستغفری کے کہ کسے
ایک صالح نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ قیامت قایم ہے اور سارے
خلقت حساب گاہ حشر مین کھڑی ہے پل صراط کے پاس مین پونہچا اور روہان سے
گذرا دیکھا رسول اللہ صلعم کنارے پر حوض کوثر کے تشریف رکھتے ہین اور حضرت
امام حسن اور حسین لوگون کو پانی پلاتے ہین مین بھی اونکے پاس گیا کہ مجھے بھی
پانی عنایت ہو ندیا پس مینے حضرت صلعم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ
شاہزادونکو فرمادیجے کہ مجھے بھی پانی دیوین آپ نے فرمایا کہ تجھے دے
پانی نہ دیوین گے مین نے عرض کی کیون یا رسول اللہ فرمایا اسواسطے کہ تیرے

ہمسایہ مین ایک شخص خلفاء ثلٰثہ کے مذمت کرتا ہے اور اونکو برا کہتا ہے اور لوگ
اوسے منع نہین کرتا ہے مین نے عرض کی یا رسول اللہ مین اوس سے ڈرتا ہون
کہ ایسا نہو کہ مجھے مار ڈالے اسواسطے بباعث بے استطاعتی اپنے کے اوسے
منع نہین کرتا ہون پہر آپ نے ایک چہری مجھے دی اور فرمایا جا اور اوسکو مار ڈال
مینے خواب مین اوسے مار ڈالا اور حضرت صلعم کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کے
حضرت مین نے اوسے قتل کر ڈالا پس آپ نے فرمایا اے حسن اسکو پانی دو امیر المومنین
جناب حضرت امام حسن نے پانی دیا مین نے پانی آپ کے دست حق پرست سے
لے لیا مگر یہ نہ معلوم کہ پیا یا نہین پہر مین نیند سے چونک پڑا بہت خوفناک
پہر وضو کر کے مین نماز مین مشغول ہوا صبح ہوتے ہوتے اواز گریہ لوگونکی آئے
کہ فلان شخص جامہ خاک پر ذبح کیا ہوا پڑا ہے پہر حاکم کیطرف سے کوتوال وغیرہ
آئے اور میرے ہمسایونکو بے گناہ پکڑ لے گئے مین نے دلمین کہا کہ سبحان اللہ
یہ وہ خواب ہے کہ مین نے دیکھا ہے اور حق تعالے نے اوسکو ہو بہو سچ
کیا ہے مین اوٹہا اور حاکم کے پاس جاکر کہا کہ اسے مین نے مارا ہے اور یہ
سب لوگ بیگناہ ہین حاکم نے کہا کہ اے واے بر تو تو یہ کیا کہتا ہے مین نے
خواب کا حال حاکم سے کہا کہ خواب مین مین نے اسے ذبح کیا ہے مگر اسمین
میرا گناہ کچہہ نہین حاکم نے کہا قم جزاک اللہ خیرا اوٹہہ اپنے گہر چلا جا تیرا کچہہ
گناہ نہین اور یہ لوگ بہی بیگناہ ہین گناہ اوسی نالائق کا ہے کہ شیر خدا
داماد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو برا کہتا تہا۔ **شعر**

کہو یہ بہی غلط ہے ہو کے حیران	نمانین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای الاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۱۰۹ ۔ روایت ہے علی سے بیچ بیان قول حق تعالے انما انت منذر ولکل قوم هاد کے فرمایا علی مرتضےٰ نے کہ رسول اللہ منذر ہین اور مین ہادی ہون ۔ روایت ہے سلمان سے کہا کہ ایک مرد نے سلمان کو علی کے ساتھ تم سب لوگون سے زیادہ محبت رکھتے ہو کہا سنا مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہین کہ جس نے دوست رکھا علی کو اوسنے دوست رکھا مجھے اور جس نے بغض رکھا علی سے اوسنے بغض رکھا مجھسے **شعر**

کھو یہ بھی غلط ہے ہوئے حیران		نمانین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۱۱۰ ۔ روایت ہے عبد اللہ بن سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ وحی آئی میرے پاس علی کے شان مین تین بات کی کہ یعنے علی سید المومنین اور امام المتقین اور قاید الغر المحجلین ہین ۔ روایت ہے سعید بن خدری سے کہ نبی صلعم داخل ہوئے فاطمہ زہرا کے پاس پس فرمایا کہ مین اور تم اور یہ سونیوالے یعنی علی اور یہ دونون یعنے حسن اور حسین ایک ہی جگہ مین رہین گے قیامت کے دن **شعر**

کھو یہ بھی غلط ہے ہوئے حیران		نمانین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای آلاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۱۱۱ ۔ روایت ہے بریدہ سے کہا کہ عورتون مین سب سے پیاری رسول اللہ صلعم کے فاطمہ زہرا تہین اور مردون مین علی مرتضےٰ ۔ روایت ہے جمیع بن عمیر سے کہا داخل ہوا مین اپنی مان کے ساتھ عائشہ صدیقہ کے پاس پس سنا مینے اون کو پردے کے پیچھے سے کہ میری مان نے عائشہ سے پوچھا حال علی مرتضےٰ کا پس فرمایا تم پوچھتی ہو اوس شخص کا حال کہ مین قسم کھاتی ہون اللہ پاک کی کہ مین نہین جانتی ہون کسی شخص کو کہ محبوب تر ہو رسول اللہ صلعم کا علی سے اور نہین ہے زمین مین کوئی عورت کہ محبوب تر ہووے بی بی کسے علی مرتضےٰ کے **شعر**

نمانین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان		لکھو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران

(فبای الاء ربکما تکذبان)

صفحہ ۱۱۳ - روایت ہے کہ جب جناب امیر شیر خدا شہید ہوئی جناب سیدنا امام حسن نے ممبر پر چڑہ کے خطبہ پڑھا پس بعد حمد و ثناء الٰہی کے فرمایا کہ اے لوگو رحلت کی اس شب کو ایسے شخص نے کہ نہ سبقت کرینگے اگلے لوگ اوس سے کبھی عمل مین اور نہ پاوین گے پچھلے اوسکو اور رسول صلعم دیتے تھے اپنا نشان پس وہ لڑتے تھے کفار سے اور جبرئیل داہنے طرف اونکے رہتے تھے اور میکائیل بائین طرف اونکے پس وہ لڑتے تھے کفار سے اور بغیر فتح کے نہ لوٹتے تھے اور نہ چھوڑا اونہون نے زمین پر نہ سونا نہ چاندی مگر سات سو درم کہ بچ رہے تھے عطایا سے اونکے چاہتے تھے کہ بعوض اسکے ایک غلام اپنے گھر کے واسطے خریدین پھر فرمایا اے لوگو جو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو نہین پہچانتا ہے پس جانے وہ کہ مین حسن بن علی ہون اور مین ابن نبی ہون اور مین ابن وصی ہون اور مین ابن بشیر ہون اور مین ابن نذیر ہون اور مین بیٹا ہون اوسکا جو دعوت کرتا تھا لوگون کے اللہ کے طرف اوسکے حکم سے اور مین ابن سراج منیر ہون اور مین اوسکے ہون کہ جبرئیل میرے گھر آتے جاتے تھے - اور مین اوسی گھر والا ہون کہ دور کی حق تعالے نے اون سے پلیدی اور پاک کیا اونکو جیسا حق پاک کرنے کا ہے اور مین اوس گھر والون مین سے ہون کہ فرض کی ہے اللہ تعالے نے دوستی اور مودت اونکی سارے مسلم پر فرمایا حق تعالے نے من یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا یعنے اور جو کوی کماوے گا نیکی تو ہم اوسکے واسطے بڑہا وین گے اوس نیکی مین خوبی پس اعتراف حسنہ دوستی ہم اہلبیت کی ہے -

شعر

نمانین گے اسے ہم ہے یہ ہذیان		لکھو یہ بھی غلط ہے ہو کے حیران

(فبای الاء ربکما تکذبان)

عن روضۃ الائمہ بہ ترمذی وصحاح دیگر منقول است کہ بروز غدیر خم فرمود رسول اللہ صلعم ہر کسے کہ من مولاے اویم پس علی مولاے اوست یارب دوست دار کسے راکہ دوست دارد علی راو دشمن دار کسے راکہ دشمن دارد علی را

شعر علی راقدر پیمبر شناسد بہ کہ ہر کس خویش را بہتر شناسد شعر

کہو یہ بھی غلط ہے ہوکے حیران		نہ مانینگے اسے ہم ہے یہ ہذیان

(فبای الاء ربکما تکذبان)

مولف اسرار الہدی کا سوال

آخر رسالہ مین اپنی فکر عالی اور ذہن متعالی سے جو سوال سراپا خجالت وانفعال اسرار الہدی نے بنایا اوسکا جواب اونہین سے ہوسکتا ہے جو جہال مین اسواسطے کہ اونکے ہم مذہبون مین سے جنکو عقل وشعور ہے وہ ایسے مہفوات سے ضرور اجتناب و نفور کرینگے مگر البتہ واسطے صاحبان فہم وادراک کے اون عقائد کا جنکو صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے چھٹے باب متعلق بہ نبوت اور ساتوین باب متعلق بہ امامت مین لکھے ہین اس نظر سے مذکور کرتے ہین تاکہ ذہن سلیم مین راسخ اور مستقیم ہو کہ انبیاء مرسلین کے لیاقت اور قابلیت کے واسطے حضرات اہل سنت کا کیا اعتقاد ہے اور اونہین کے نائب کے بابت کیا عقیدہ ہے اور جب کہ دونون قسم کے اعتقادات ذہن مین محفوظ ہونگے تو ظاہر ہوگا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے نیابت مین کیا رنگ صنعت برا گیا ہے اور مرتبہ بادشاہت جو ادنی رتبہ آنحضرت کا تہا اوسکو بلند و مرتفع کرکے اوسیکو بڑہایا اور سمجھ لیا ہے کہ آپ کے قایم مقام اور نیابت کی لئے

سے لائق اور فائق تھا جو دنیا کا پکا معاملہ دار ہو اور جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کر دکھائے
کسی کو صفائی دے کسی کو بدنامی حق ناحق پر نظر نہ کرے جسطرح بن پڑے پرائے
پگڑی اپنی کرے بندگان خدا کو حکم پیغمبر کا سنا کرکے پرکاوے واشدوہم واقتلو
ہم حیث ثقفتموھم سورہ بقر اور فاقتلو المشرکین حیث وجدتموھم
کا وعظ کرے اور احکام جہاد کو یک سو کرکے بحیلہ ترویج دین خونریزی کرے غریبونکا
مال لٹوائے عورتوں اور بچوں کو پکڑ پکڑ کر لونڈی اور غلام بنائے اور ایسے لوگوں کو
اشداء علی الکفار کے تمغے پہنائے اور جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے
شان اقدس میں یہ کہلائے کہ ان حضرت نے بزور شمشیر جھوٹے دین کو رائج کیا اور
اوسکی جواب دہی کے لئے جناب سر آنریبل سید احمد خانصاحب کے سی ایس آئی
وانریبل امیر علی خانصاحب بہادر کو کھڑا کر لیئے اور لکھوائے کہ ہرگز ہمارے رسول
برحق نے بزور شمشیر اپنا دین نہ مروج کیا نہ بعلت عدم قبول دین حق کسی کے غرد لوگونکو
پکڑوایا نہ اونکا مال غارت کیا چنانچہ جناب سر آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر کی
سی ایس آئی سورہ توبہ کے تفسیر کے شروع کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ سورہ
انفعال اور سورہ توبہ دونوں میں کافروں سے لڑنے اور اونکو قتل کرنے کا ذکر ہے
اور یہ امر بحث کے قابل ہے جسکے نسبت مخالفین اسلام نے مختلف پیرایونمیں
اعتراض قایم کیے ہیں اس امر پر جو اعتراض جامع جمیع اعتراضات ہوسکتا ہے وہ
یہ ہے کہ ایک بانی مذہب کو جسکا موضوع سچے اور سیدہی راہ کا بتانا اور اوسکے
نتیجوں کے خوشخبری دینا اور بدراہ کے برائی کو جتلانا اور اوسکے بد نتیجوں سے
ڈرانا اور اپنی نصیحت اور وعظ سے انسانوں میں نیکی اور نیک دلی رحم اور صلح
اسمیں محبت و ہمدردی کا قایم کرنا ہے تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو جو اس راہ میں
پیش آئیں صبر تحمل سے برداشت کرنا زیبا ہے یا زبردستی سے اور ہتیاروں کے

زور سے اور قتل اور خونریزی سے اوسکو منوانا لازم ہے پس اب ہمکو اس امر کا
تحقیق کرنا مقصود ہے کہ قرآن مجید سے اور تمام لڑائیون سے جو آنحضرت کے وقت
مین مومنین بخوبے ثابت ہے کہ وہ لڑائیان صرف امن قایم رکھنے کیلئے مومنین
نہ زبردستی سے اور ہتہیارونکے زور سے اسلام منوانیکے لئے۔ دیکھو اعجاز الدین
جناب خلیفہ سید محمد حسین خان بہادر سی ای ای وزیر اعظم ریاست پٹیالہ۔ و جناب
انریبل سید امیر علی خانصاحب بہادر اپنی کتاب تنقید الکلام کے صفحہ ۱۷۸۔ پر تحریر
فرماتے ہین کہ جن مورخین عیسائی نے آنحضرت کا تذکرہ یعنے سوانح عمرے
لکھی ہین آپ پر طعن کرنا اونہون نے اپنا شعار کر لیا ہے اور اونکی طعن کے
وجہ فقط یہ معلوم ہوتی ہے کہ دشمنون کے حملون سے آپ نے اپنے تئین
اور اپنے رفقا کو بچایا ہے پہ صفحہ ۱۷۹ پر لکھتے ہین کہ مسلمانون کو دو باتون مین سے
ایک بات ضرور کرنے پڑی یعنے یا اپنے تئین قتل کروادین یا جب اوپر کفار
حملہ کرین تو اوسکو دفع کرین او صفحہ ۱۹۱۔ پر لکھتے ہین کہ ہم اسکا انکار قطعی
کرتے ہین کہ اسلام نے لوگون کو مسلمان کرنے کے لئے کبھی تلوار پکڑی ہے
بلکہ اسلام نے فقط اپنے نفس کے حفاظت کے لئے تلوار پکڑے اور اسے
غرض سے اوسکو پکڑے رہا اسلام نے کبھے اخلاقی دین کے مسایل اور
اعتقادات مین کبھی دست اندازی نہین کے اور امور دینی مین سے پر
کبھی جبر و اکراہ نہین کیا فقط لیکن اگر اپنے دونون ذی مرتبہ اور عالیقدر
سنے بہائیون پر کوئی اہل سنت سے کچھہ مونخ آوے تو ہم اوسکو آگاہ کرتے
ہین کہ وہ خبردار ہون اور شرح وقایہ کو دیکھین اور اگر اونکے سمجھہ مین نہ آوے
تو نور الہدایہ یہ اردو ترجمہ شرح وقایہ کے جلد اول کتاب الزکوۃ کے باب
مصارف کو پڑہے جسمین لکہا ہے ف جاننا چاہئے کہ اصل اس باب مین

قول اللہ تعالے کا انما الصدقات للفقراء والمساکین آخر آیت تک اور ساقط ہوگئے اونھین سے وہ کافر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونکو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب دیا کرتے تھے کیونکہ اب اسلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافرون کے الفت دلانے کی نہین ہے اور اون لوگون کو اللہ تعالے نے والمولفۃ قلوبہم یعنے الفت کرائی گئے دل اونکے فرمایا اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا اونکے پاس عیینہ بن حصین یہ دین سچ ہے اللہ کیطرف سے تو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر مین یعنے اب ہم کچھ کافرون کو واسطے ملانے کے مال نہ دیوین گے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اور جب خلیفہ ہوے حضرت ابو بکر قطع کیا اوسکو اور اسپر اجماع منعقد ہے اور ایک روایت مین حضرت عمر سے ہے کہ کہا اونھون نے یہ وہ چیز ہے کہ دیتے تھے تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تاکہ ملادین دل تمہارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم توبہ کرو اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارے تمہارے درمیان مین تلوار ہے صفحہ ۷۸ اچونکہ اس مسئلہ سے صریح ظاہر ہے کہ اگر تمام کفار کو صفحہ روزگار سے مٹانا اسلام کا شعار ہوتا تو کیون حق تعالے اونکو زکوۃ سے حصہ دلواتا اور تا بقائے حیات جناب رسولخدا اونکو ملتا رہتا اور جو کچھہ حضرت عمر نے عتیبہ سے فرمایا چاہو وہ قول اونہین کا ہو یا حضرت ابو بکر کا دونون صاحبون کے اجلاس کونسل سے یا مجمع اصحاب سے صادر ہوا ہو خلاف منشاء خدا اور رسول ہے لہذا اون دونون سادات رفیع الدرجات پر کسی قسم کا اعتراض بجا نہین ہوسکتا اب مقام غور ہے کہ جن حضرات کو اپنے خلفاء ثلثہ کے حرکات پر ناز ہے وہ خلاف حکم خدا اور رسول تھا اور سر مو اون کر بتون مین جو محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری نے ہندوستان مین کئی فرق نرکھتا تھا

رہے احکام ہمارے مذہب کے سو ہم تو سارے جہاد خلفا ثلثہ کو صریح ناجایز دیجیا
قرار دیتے ہین اس مقام پر ہم اسقدر کہکر اعراض کرتے ہین کہ غیبت امام منصوص
من اللہ مین جہاد نہین ہو سکتا اور ہمارے یہان جو مسایل ہین اونکے بابت قیل و
قال بیجا ہے اسواسطے کہ اونکی شرح موقوف ہے اوسوقت تک کہ حضرت
صاحب العصر والزمان خروج فرماوین اور تاوقتیکہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا
خروج ہو اگر احیاناً منجانب کسی فرقہ کے مسلمانون کے کسی غیر مذہب والے لڑین
تو وہ لڑائی ہرگز داخل جہاد ہوگے ۔ مگر ہان اگر ادائے فرایض مذہبی مین مسلمانون
کو کوئے مخالفت روکے ضرور مسلمان اپنی حفاظت دین کے لئے لڑنے پر مجبور ہونگے
وہ لڑائے حفاظت دین کے غرض سے شمار ہو گئے پس جو لڑائیان عہد خلفاء ثلثہ
مین ہوئین اونپر حکم جہاد کا صادق نہین تہا بلکہ وہ براہ ملک گیرے اور کشورستانے
تہین اور اونکو پولٹکل کہنا چاہئے رہا یہ کہ جناب امیر علیہ السلام اوسوقت موجود تہے
تو آپ کا موجود ہونا حجت صحت جہاد نہین اس لئے کہ آپکے اختیار مین نہ اون لڑائیونکا
ابتدا کرنا تہا نہ ملتوی کرنا نہ آپکے امتناع کا کچہہ اثر ہو سکتا تہا مگر خود اپنے عہد
خلافت مین آپ نے ترویج دین کے حیلہ مین کسے ملک پر تاخت نہین کے
بلکہ ٹہیک حکم الہی کے تعمیل کے اور اسے وجہ سے صاحب تحفہ اثنا عشریہ و ازالہ
الہدی کو جناب امیر علیہ السلام پر موخذ آسنے کا موقعہ ملا کہ آپ نے کوئی ملک
حاصل نہین کیا بلکہ اپنے مذہب کو چہپایا کئے اور ہم جو یہ کہتے ہین کہ جناب امیر
علیہ السلام ضرور قایمقام و نائب رسول خیر انام و امام منصوص من اللہ تہے سو
ظاہر ہے اور کسیکو مجال انکار کی نہین ہے کیونکہ آپ ہی علوم نبوت کے عالم
و خازن علوم مکنونہ تہے اور اسکو صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے بہی ان الفاظ مین
قبول کیا ہے ما ماز مان حضرت امیر ابتداء دورہ ولایت شد والند شیوخ طریقت

وارباب معرفت وحقیقت آنجناب را فاتح باب ولایت محمدیہ وخاتم ولایت مطلق انبیا نوشتہ اند واز ین است کہ سلاسل جمیع فرق اولیاء اللہ بآنجناب منتہی میشود ومانند جداول از بحر عظیم منشعب میگردد چنانچہ سلاسل تلمذ فقہائے شریعت ومجتہدین ملت بشیخین ونواب ایشان مثل عبداللہ بن مسعود ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعبداللہ بن عمر مے رسد ورشحۂ از خادم علوم ایشان میگرد وبمعنے امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقی ماند دیگرے مر دیگرے را وصی الی سبحانہ ہی بطیبت ارشاد ونیت فیض ولایت بود ولہذا التزام این بر کافہ خلائق از آئمہ اطہار مروے نشدہ بلکہ یاران چیدہ ومصاحبان برگزیدہ خود را بآن فیض خاص مشرف مے ساختند وہر یکے را بقدر استعداد او باین دولت مے نواختند۔

این فرقہ بے فہم یعنے شیعہ ہمہ اشادات ایشان را بریاست عامہ واستحقاق تصرف در امور ملک ومال فرود آوردہ در ورطۂ ضلالت افتادہ اند ونیز از ین است کہ حضرت امیر وذریت طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشان وابستہ مے دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر برائے ایشان رایج ومعمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است وناام شیخین را درین مقدمات کسے بر زبان نیارد ودر فاتحہ ودرود ونذر ودعرس ومجلس کسے شریک نمے کنند وامور تکوینیہ را وابستہ بایشان نمے دانند صفحہ ۳۳۹ و ۳۴۰ مطبوعہ مطبع نول کشور لکہنؤ۔ غرض ہماری اس عبارت کے نقل کرنے سے جو تہی وہ یہ ہے کہ احکام الہی وعلوم نبوی وہدایت حقیقی جس سے امور تکوینیہ وابستہ ہین جناب امیر علیہ السلام اور اونکی گیارہ اولاد امام برحق تہے ہمکو کچہہ انکار اوس سے نہین ہے کہ ریاست عامہ یعنے بادشاہت وتصرف در امور ملک بعد جناب رسول خدا جو اونکے قبضہ مین نہ آیا تو منقصت اونکے مرتبہ کے ہوسے

یا جو کچھہ درجہ اونکا جناب باری نے مقرر فرمایا تہا وہ خلل پذیر ہوا بلکہ ہمکو اقرار ہے کہ خلفاء ثلثہ مثل بادشاہان اسلام واجب التعظیم تہے اور اونکی شان اقدس مین جو کچھہ ہمارے اعتقاد مین فساد ہے وہ یہ ہے کہ اونہون نے جناب امیر علیہ السلام سے وہ مرتبہ بادشاہت جو جناب امیر علیہ السلام کا حق تہا خود لے لیا اب اون اعتقادات کا جنکا مین ذکر کر آیا ہون تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کرتا ہون جسکا جی چاہے پڑہے اسکو یا کانون کو رکھہ کرنے اُسکو وہو ہذا۔ اعتقادات متعلق بہ نبوت۔

(۱) پیغمبرون کا مبعوث کرنا فضل وکرم حق تعالے کا ہے اگر کرے عین عنایت اور اگر نکرے کچھہ شکایت نہین۔

(۲) انبیا بہترین مخلوقات ہین وغیر نبی برابر نبی کے ثواب وقرب منزلت عند اللہ نہین ہوسکتا چہ جائیکہ اوسنے افضل ہو۔

(۳) انبیا گناہون سے معصوم ہین۔

(۴) انبیا جہوٹ کہنے اور بہتان کرنے سے مطلقا معصوم ہین خواہ سہوا ہو خواہ پیش از نبوت۔

(۵) انبیا کے معرفت واجبات ایمان قبل از بعثت وبعد اوسکے ضرور ہے کیونکہ جہل عقیدہ مین موجب کفر اور زندقہ ہے۔

(۶) کہ انبیا معصوم ہین صدور گناہون سے کہ موت اوس پر ہلاک ہو۔

(۷) حضرت آدم ابو البشر صفی اللہ تہے وحسد وبغض واصرار نافرمانی خدا سے پاک تہے۔

(۸) کسے نبی نے نہ رسالت سے استعفا کیا نہ ادائے حکم آلہی مین عذر کیا۔

(۹) مبعوث الی الخلق کافہ زمانہ خسرو پرویز مین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب تہے خدا کے جانب سے۔

(۱۰) وہ خاتم النبیین تہے لا نبی بعدہُ۔

(۱۱) معراج حق ہے و مخصوص ہے خاتم النبیین علیہ السلام کے ساتھ اور کوئی شخص اہل عصر سے شریک اوس جناب کا ملکوت آسمان و زمین کے دیکھنے مین نہ تھا۔
(۱۲) نصوص قرآن و احادیث پیغمبر سب محمول معنے ظاہری پر ہین۔
(۱۳) حق تعالے نے بعد خاتم النبیین کے فرشتہ کسے پر برسم رسالت نہین بھیجا نہ وحی نازل کی چاہو بدون معاینہ اور مشاہدہ کے ہو یا صرف آواز سنے ہے۔
(۱۴) تکالیف شرعیہ بعد وفات پیمبر جاتے نہین رہین اور نہ جاتے رہین گے۔
(۱۵) امام کو جایز نہین ہے کسی حکم شرعی کو منسوخ یا تبدیل کرے۔

اعتقادات متعلق بہ امامت

(۱) مکلفین پر واجب ہے کہ اپنون مین سے کسی یک کو سردار بنالین اور جس امر مین موافق شرع کے اطاعت لازم ہے اوسکی مطابعت کرین اور امور مشروعہ مین اوسکے مددگار رہین۔
(۲) امام کو چاہئے کہ ظاہر ہو نہ کہ مخفے۔
(۳) امام کا معصوم ہونا علم اجتہاد مین ضرور نہین ہے اور نہ یہ ضرور ہے کہ وہ گناہ نکرے اسلیے کہ یہ شرط امامت کی نہین ہے۔
(۴) لازم نہین ہے کہ امام خدا کیطرف سے منصوص ہو اسواسطے کہ نصب کرنا امام کا مکلفین پر واجب ہے کہ وقت حاجت کے اور موافق مصلحت اوس وقت کے کسے ایک کو اپنون مین سے رئیس بنالین۔
(۵) امام کے واسطے یہ لازم نہین ہے کہ جمیع اہل عصر سے وہ افضل ہو۔
(۶) امام بعد رسولخدا صلعم کے بلا فاصلہ ابو بکر صدیق ہین۔
اور بعد تحریر ان عقائد کے صاحب تحفہ ارقام فرماتے ہین کہ بایدداشت کہ اکثر

نزد اہل سنت یعنی پیشوائے در دین نیز اطلاق کنند وبہ ہمین معنے امام اعظم ولمام شافعی
را کہ در فقہ پیشوا اند وامام غزالی وامام رازی کہ در عقائد کلام وتابع عاصم را کہ در قرات
امام بودند امام گویند وائمہ اطہار در جمیع این فنون پیشوا بودند خصوصاً در ہدایت
باطن وارشاد طریقت کہ مخصوص بالشان بود باین جہت الشان را علی الاطلاق
ائمہ دانند نہ امامت کہ مرادف خلافت است کہ در خلافت نزد الشان تصرف
در زمین باوصف استحقاق وغلبہ وشوکت ونفاذ حکم ضروری است ولہذا خلافت
را منحصر در پنج شخص مذکور ندانستہ اند وگاہے امامت بہ معنے بادشاہت
وریاست نیز اطلاق کنند۔

عقائد ومضمون مذکورہ بالا سے ظاہر ہوگا کہ حضرات خلفاء ثلثہ نے صرف مرتبہ
بادشاہت جناب رسولخدا کے نیابت وامامت وخلافت جو کچھ سمجھا جاوے
سرکار خلائق سے حاصل فرمائے اسواسطے کہ نہ افضل خلق تھے نہ معصوم نہ عالم
کامل علوم تکوین کے جو واسطے ہر نبی کے ضرور ولازمی ہے اور جو خلافت اون
خلیفہ صاحبون کو حاصل ہوئی صرف اوسکے بابت گفتگو ہے اور اوسکے
بارہ مین اظہر من الشمس ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
جو نائب رسولخدا صلعم وامام منصوص من اللہ تھے صرف خلافت تصرف زمین کے
بابت اپنا حق ظاہر فرمایا ورنہ امامت جہان تک متعلق بہ ہدایت خلق اللہ تھے
اون حضرت کو حاصل ہی تھی اور خلافت تصرف زمین کے حرمان کے وجہ سے
حضرت نے جو دعوی کیا اور اوسمین کامیاب نہین ہوئی اوسکے بابت عمر صاحب
نے حضرت عباس اور جناب امیر علیہ السلام کے غادر اور خائن فرمانے پر
اعتراض نہین کیا اور سنکر اپنے خزانہ ذہن مین رکھا چنانچہ صحیح مسلم مین مذکور
ہے کہ جب پیغمبر خدا نے وفات پائی تو ابوبکر نے فرمایا کہ مین ولی رسولخدا ہون

پس تم دونون آئے طلب کرتے تھے تم اے عباس میراث اپنی اپنے بھتیجے سے اور طلب
کرتے تھے یہ میراث اپنی بی بی کے اونکے باپ کی او پس کہا ابوبکر نے کہ جناب رسولخدا نے
فرمایا ہے کہ ہم میراث نہین چھوڑتے جو کچھ متروکہ ہمارا ہے وہ صدقہ ہے اور اس کہنے پر تمنے
ہمکو کاذب وغادر وخائن جانا اور خدا جانتا ہے کہ ہم سچے نیکوکار ہین اور تابع حق کے
تھے اور جب وہ مر گئے یعنی ابوبکر اور وہ عمر بجائے اونکے بیٹھے تو ہمکو بھی کاذب وغادر
وخائن جانا اور خدائے تعالے جانتا ہے کہ ہم صادق اور نیکوکار و تابع حق کے ہین
اور تم آئے ہمارے پاس جھگڑتے ہوے ۔ وحالانکہ تم دونون مین اختلاف نہین ہے
اور مطلب تم دونون کا ایک ہے ۔ اور صاحب تحفہ باب ہفتم مین صفحہ ۲۸۷ پر بحث
حدیث انا سلم من سالمتم حرب لمن حاربتم تحریر فرماتے ہین پس مدار اتباع حضرت امیر
باید کرد و برہم ایشان عمل باید نمود نہ خواجہ نصیر وامثال او زیرا کہ خواجہ نصیر معصوم نیست
وحضرت امیر معصوم ست ۔ اور حضرت عباس کو تو خود مولف اسرار العدی نے عترت
کے ذیل مین داخل فرماکر واجب التعظیم تسلیم کر لیا ہے پس گمان کذب کا اون حضرت پر
مانع تقریر مخالف ہوگا اور صاحبان عقل فہم کے سمجھنے کے واسطے مندرجہ بالا او مضامین مصرحہ
مندرجہ سے اچھی طرح سمجھ مین آجائے گا کہ نبوت کیا شے ہے اور امامت کیا چیز ہے اور مین
کچھ نہین کہتا ۔ مگر اصل سوال اسرار العدی کا جو آخر رسالہ مین ہے اوسکے بابت بقدر
ہم اور کہتے ہین کہ اگر صاحب اسرار العدی کو یہ منظور تھا کہ کمال لیاقت کو ثابت کرین
تو بہتر ہوتا کہ وہ کہ ایسے چند سوال پہلے کرتے مثلاً
خدائے تعالی جو مدعی ہے کہ اوسکے ایک امر کن فیکون سے یہ زمین و آسمان بن گئے
اور اوسنے حضرت عیسی کو بے باپ کے پیدا کیا پھر پالا پرورش کیا اور قدرت
دی کہ وہ مُردونکو جِلائین تو کیون حضرت عیسی کو رسوائی سے پھانسی پر چڑھوایا
اور پھر کہتا ہے نہین نہین وہ پھانسی نہین دئے گئے بلکہ خدا نے اون کو آسمان پر

اوٹہالیا اگر اوسکو آسمان پر اوٹہانیکی قدرت ہتی تو پہر حضرت مسیح کو کیون رسوا ہو...
دیا اور حضرت مسیح کے اعجاز کہان گئے تہے جو کلمۃ اللہ ہو کر پہانسی پر چڑہ گئے۔

(۲) سوائے مسلمانون کے جو ہمیشہ خدا کو مانتے ہین وہی خدا دیکہتا ہے کہ سوائے
مسلمانون کے ساری خدائی دوسرے خدا کو مانتی ہے۔ پہر وہ مسلمانون کا کیسا...
ہے جو چپ سادہے بیٹہا ہے اور خبر نہین ہوتا۔

(۳) مسلمانونکا کیسا خدا ہے کہ آپ ہی تو اوسنے حضرت محمد صلعم کو حکم دیا کہ کافرون...
ہدایت کرو اور جب آنحضرت نے ہدایت شروع کی تو وہ بازیچہ گاہ طفلان...
اور اہل قریش کے ہاتہون سے فضیحت ہوئے تو پہر اوسی خدا نے اون حضرت...
حکم دیا کہ مکہ سے بہاگو غار مین چہپو بلا غار ابوبکر کو یار غار بناؤ پہر جب موقع پا...
غار سے نکل کر فرار ہو اور مدینہ مین جاکر قرار لو اور بایں ہمہ تضحیک و رسوا...
وہی خدا یہ بہی فرماتا ہے کہ ہمنے اون حضرت کی نصرت کے لئے جہادون مین...
بہجوائے تو اوس خدا نے اون فرشتون کو اوس دن کیون چہپا رکہا تہا کہ جب...
اوسکے رسول کے فضیحتی ہوی اور بہاگنے پر مجبور ہوئے۔

(۴) کیسا خدا ہے کہ اوس نے اپنے پیمبرون سے وعدے کئے کہ کافرون سے
کہو کہ تم پر عذاب نازل ہوگا اور پہر عذاب نہ بہجوایا اور حضرت نوح اور یونس...
شرمندہ اور ذلیل کرایا اور پہر خود ہی یونس کو ملزم ٹہراکر مچہلی کے پیٹ...
جیلخانہ مین بند کر دیا اور حضرت ابراہیم کو آتش سوزان مین ڈلوایا اور حضرت...
کو انواع عقوبت مین مبتلا کرایا علی ہذا القیاس یون ہے اور سوال بنا لیتے اور خو...
جواب لکہکر اپنے قابلیت کے اشتہار لگا دیتے۔

خاتمہ

اگر مولف اسرار الغدیر کو مذہب اثنا عشری بہ تعلیم اپنے پیر کے ناحق اور مذہب اہلسنت...

جماعت حق معلوم ہوا تہا اور اونہون نے اختیار کر لیا تہا تو بہت اچہا کیا تہا اسواسطے کہ
مذہب حق اختیار کرنا باعث حصول نجات آخروی ہے پہر اوسکا دنیا سے اشتہار دینا
کیا ضرور تہا اور شیعونکے جانب سے سوال قایم کرنے کیا حاجت تہی اگر مولف
صاحب کی نظر دوسرونکی رہنمای پر تہے تو یہ بہتر تہا کہ عقاید مین اہلسنت وجماعت کے
کوی رسالہ یا کتاب لکہکر اپنے زعم مین ثواب حاصل کرتے نہ کہ شیعونکے اوپر بے اصل سوال
کرنے کا اہتمام رکہتے اور اون سوالونکے جواب جو خود اونہین نے قایم کئے تہے اون کے
جوابون مین شیعونکے حق مین اپنے خاطر خواہ الفاظ استعمال کرے یہ زمانہ ایسا ہے کہ باہمین
مسلمان اور کلمہ گو جناب خیر المرسلین یکدل رہکر اپنے رسول مقبول کے دین کے حمایت
کرین نہ کہ آپس مین جدال وبحث کر کے مخالفان دین کو جناب رسولخدا پر موقع طعن وتشنیع کا
دین اور جب کہ حقیقت حال اتنی ہی ہے کہ جن بزرگون کو ہم شیعہ دین ودنیا کا پیشوا اور
قایمقام جناب رسول خدا صلعم کا مانتے ہین اونکو اہل سنت وجماعت بہی واجب التعظیم
اور جگر گوشہ گان جناب رسولخدا مانتے ہین تو اختلاف ہی کیا ہے حضرات خلفاء ثلثہ نے
جو خلافت دنیوی حاصل کے اور اوس سے ہم شیعونکے عین الیقین مین حق آئمہ معصومین
علیہم السلام کا محروم ہوجانا ثابت ہوا تو وہ قصہ دنیوی تہا اور اوسکا فیصلہ خدا کے
حضور مین ہوجائے گا اب دنیا مین اوسکے بابت فساد یعنے چہ خدا اور رسول صلعم کے
تابع شیعہ وسنی دونون ہین اور دونون اطاعت احکام اپنے رسول برحق مین سرگرم
ہین نماز و روزہ وحج وزکواۃ کے ادا پر مامور ہین تو ہرگز مناسب نہین کہ ایک دوسرے
کو خفا ہووے اور مشتعل کرے دنیا مین ابتداے آج تک واللہ اعلم کیسے کیسے سوانح اور
حوادث بر روی کار آئے اور جب تک دنیا قایم ہے ہوتی ہے چلے جاوینگے اور یہی
دستور چلا آیا ہے اور چلا جاویگا کہ جب دو لڑنے والے ہوتے ہین تو کچہہ خلقت ایکطرف
ساتہی ہوجاتی ہے اور کچہہ دوسرے کے اور با خود ہا اونکے کچہہ تمیز حق و باطل کا نہین رہتا

چنانچہ قضیہ پرغصہ کربلا کا شاہد میرے مقال کا ہے کہ باوجود قرب زمانہ رسول صلعم کے ساتھ
سخت گذرا اور باوجودیکہ بہت سے جناب رسولخدا کے دیکھنے والے موجود تھے مگر
خلقت کثیر یزید کو برحق جانتی تھی اور معاذ اللہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کو سرکش
وباغی۔ مگر وہ کون کون لوگ تھے بندگان دنیا چنانچہ اب مین جناب مولف کی
خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ایسے جھگڑون سے اپنے کو بچائے اور اگر دنیا کے نقش
دکھانے پر رغبت ہو تو حسب وعدہ مین کہانی سناتا ہون غور فرمایئے۔

از مثنوی مرزا رفیع السودا

ساقیا بھر اوس مئی مجھز سے جام	جس کا سحر سامری بھی ہو غلام
کر دے میرے لب کو اوس ساغر سے تر	آگے پھر قدرت خدا کے سیر کر
باگ سے بکری کری ایسی ہی چند	باگ کو بکری کرے میدان مین بند
دانت کھٹے باگ کے بکری کرے	باگ ہی کے گھر مین ابکری چرے

جن صاحبون کو سماعت حکایت کا شوق ہو قصہ و کہانی سے تجربہ حاصل کرنے کا
ذوق ہو گوش ہوش سے سنین آئینہ روزگار سے جسکے مصنف جناب احمد حسین خانصاحب
فرزند جناب خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خانصاحب رئیس لاہور ہین اور مطبع شہاب
ثاقب لاہور مین چھپکر مشتہر ہے اقتباس کرکے یہ قصہ پرغصہ حوالہ قلم ہوکر بزم سامعین
کو حیران و ششدر کرتا او رزمانہ واہل زمانہ کا ڈھنگ دکھلاتا ہے مدعیان دوستی
کی دوستی ثابت کرتا ہے۔

یارو خدا ایک ہی دوسرے برحق نبی	صورت لوح و قلم جسکے لئے خلق کی
راستی تک بولیو اونکی ہے سوگند ہے	آج زبان ہے کھلی کل کے لئے بند ہے

ساقی نامہ

اری ساقی تیرے شیشہ مین کیا ہے
خدارا جام رنگین ایک پلادے
سحاب ارزو اندھا ہوا ہے
اسی مینا پہ ساقے دل ہے مفتون
اوسی شیشہ سے بھر ایک جام رنگین
صفا جس کی مین گوہر سے ہو وہ دے
زبان اوس مے سے میری ساقیا دھو
طبیعت کو میری مستی کا ہو جوش
ذرا زاہد کو دھوکھا دون مین جاکر
کرون عیاریان مین محتسب سے
کٹین حاسد کے دل میرے بیان پر
مسلسل ایسے ہو تحریر مرغوب
سرور افزا لکھون ایسا فسانہ
جو بدلون مثل عیارون کی صورت

تیرے میرے آرزو کا خون بھرا ہے
بیان نیرنگیون کا تمام مزا دے
بہت کچھ جوش پر طبع رسا ہے
جو ہے ہم صورت مینائے گردون
لکھون نیرنگ بازی کے مضامین
کہ تا میرا قلم موتے پروئے
حباب بیٹھے بر دائرہ ہو
میری کیف بیان سے سبھی ان مدہوش
ہنسون اس میکدی مین اوسکو لاکر
بھلا دون جادہ تقوی کے رستی
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر
کہ ہو جیسے کمند زلف محبوب
کہ جس پر ہوش کھوئی اک زمانہ
تو رنگین ہو ابھی سادی عبارت

چنین شانہ کش گیسوے تحریر
معطر ساخت این زلف تقریر

احمد نگر مین ایک صاحب وقار ذی اعتبار محبوب روزگار جنکا وطن کسے اور شہر و دیار مین تھا وارد ہوے ہمیشہ فوج مین رہ کر جوہر بہادری دکھلائے اور اوسکے صلہ مین بہادر کہلائے گرم و سرد زمانہ کا دیکھا تھا۔ بھلے برے کے پہچاننے کا سلیقہ تھا مگر تو بھی چونکہ مشہور ہے اور زبان زد جمہور ہے **مظفر** مرد ہنرمند خردمند شیرا
عمر دو بایستی درین روزگار ٭ تا بہ یکے تجربہ آموختی ٭ تا بہ دیگر تجربہ آرد بکار

سوا اسکے **مصرعہ** خبث نفس نگردد بسالہا معلوم ۔ و موافق مثل سونا کسے و آدمی
بسے معلوم ہوتا ہے ۔ غرض جب خانصاحب بسبب جنگ معارک مین شریک ہو چکے
سن شریف ساٹھ سال سے تجاوز ہوا مال و دولت کی ہوس باقی نرہے تو سرکار
طمع مین جو مثل ہوا و ہوس بے برگ و ثمر ہے استعفا داخل کیا اور جو اندوختہ تھا اوسکو
جو ہر واسرفے سے بدل کر مختصر کیا ۔ اور ایک مکان عالیشان لیکر طرح استراحت کے
ڈالی چونکہ حکم سعدی کے عامل تھے اور دل و جان سے اسکے قائل تھے **مصرعہ**
درویش صفت باش و کلاہ تتری دار ۔ مکان کا ایک حصہ فرش و فروش شیشہ آلات
جھاڑ و فانوس سے مثل عروس آراستہ کیا اور بیٹھنے کے کمرہ کو بطریق شائستہ و آئین
بایستہ کہ کم خرچ و بالانشین ہو سجا اور عبادت کے لئے دوسرا حصہ معہ خوابگاہ
فرش سادہ کے جدا رکھا عمر تو فوج مین کھوئی تھی عزیزون قریبون سے سدا دور
رہتی تھے ہان خوف الہی سے نزدیکی تھی اوامر نواہی کے بجالانے مین سرگرم
تھی مناہی و ملاہی و معاصی سے سرد مہری تھی نہ جور و نہ جاننا خدا سے ناتا رہا
اب جو فارغ البال ہو بیٹھے تو ہر دم خوف الہی سے دل تہراتا تھا اور بات بات پر
تلافی مافات کا خیال آتا تھا اللہ سے لو لگائے دنیا سے دل اوٹھائے خاصہ حقانی
بن گئے تھے **شعر** خدا کے یاد مین رہتا تھا دن رات ۔ نماز و روزہ مین گذری تھی اوقات
بجز تسبیح رہتا تھا وہ بیکل ۔ مصلے پر سے اوٹھتا تھا نہ اک پل ۔ غرض اونکی ذات
والاصفات مین علاوہ کیفیت روحانی مال و دولت کے فراوانی سے نقشہ مجمع البحرین
کا دکھلائی دیتا تھا اور وہ سونا و سوگندہ کے مثل مین شامل تھے تو بھی گنگا جمنا کے
پانی کیطرح اونکے خواص پہچانے جاتے تھے اکثر طالب سلام و مجرا ہوتے مگر خانصاحب
سے کو کمتر چھپاتے ایک روز قریب شام مصحف شریف تمہ اسلام ہاتھہ مین تھا
اور وعید الہی کا نقشہ دیدہ حق بین پر جما تھا جو ہین اذا السماء انشقت و اذنت

کر بہا وحقت کا سورہ پڑھا دل دہل گیا آنکھوں سے آنسو جاری رقت طاری ہوئی اوسے
حالت مین ایک بوڑھیا مکر کے پوٹ یا جسکے موتھ مین دانت نہ پیٹ مین انت بلائے
ناگہانی کیطرح نازل ہوئے گو جوانی مین حب اوسکے چاہنے والے تھے تو وہ بی بی تمیز سے
نانی تہین اپنی کرتوت مین اوسی برے چرب ہے کیا اونکی نانی تہین۔ چنانچہ بی بی تمیز کے
حق مین صاحب نان وحلوا کا اسقدر کہنا بس ہے **نظم** نام اوچہ بے تمیز اخما الدار
در نمازش بود رغبت بی شمار ٭ با وضوے صبح خفتن میگذارد ٭ نامرادان را ولی داد
مراد ٭ از تہ ہر کس کہ مے جستی بہ ناز ٭ مے شدی فی الحال مشغول نماز ٭ ہر کہ اندگفت
بر من کن دعا ٭ او بجاے دست بر میداشت پا ٭ رجلہا مرفوعۃ للفاعلین ٭ بابہا مفتوحۃ
للداخلین۔ آگے قصہ برہانی کی بیفائدہ وہوس ہے۔ بڑہیا کو گو دربان نے دروازہ
پر ٹوکا اور اندر جانی سے روکا مگر اوسنے بہی دربان کو ایسا جہڑکا کہ وہ بجاے خود بڑہیا
سمجھہ کر دبکا اور وہ اندر جا دہمکے اور پہونچتے ہی خانصاحب سے ایسی تقریر شروع کردی
کہ گویا قدیم سے متعارف وشناسا تہے اور بے تکلف سرگرم گفتار و استفسار ہوئے
کہ آپ کیون گرفتار غم ہین اور کس لئے صید اندوہ والم خانصاحب جو اسوقت خوف
الہی سے ڈرے ہوے تہے آنکہہ تجربہ کی بند کئے تہے بہول گئے اور بڑہیا کے
پہچانتے مین چوک گئے فرمایا کہ نیک بخت کیا پوچہتی ہے جو میرے دل پر گذرتے
ہے بدقسمت ہون وحشت سے دل معمور اور شیشہ راحت چکنا چور اپنے جرائم
ومعاصی پر جب نظر کرتا ہون دل قابون مین نہین رہتا بڑہیا بولی کہ میان بنی نوع
انسان گناہ کا پتلا ہے جب حضرت آدم نے بہشت مین باوجود ممانعت گیہون
کہالیا اور نکالے گئے تو آخر ہم سب ہے اونکے اولاد مین اور گناہ کرنا ارث
آبائی ہے کیا آپ نہین جانتے کیا آپ نے نہین سنا **نظم** گم کسے مانند آدم
گریہ کرد ٭ تا بسے صد سال پیہم گریہ کرد ٭ از کمال شرم سر بالا نہ کرد ٭

این ہمہ مدت نظر بالا نہ کردہ بعدہ از جانب رب غفور حکم آمد بر وحوش و طیور
تا تسلی دل آدم کنند تا عزا پرسی دران ماتم کنند چونکہ آپ بہی اپنی آدمیت
در اپنے کو از سر تا قدم گنہگار جانتے ہین مین اپنے کو وحوش و طیور مین داخل
کرکے حکم خدا بجالاتی ہون بیٹا خدا غفور الرحیم ہے اپنی شان جباری و قہاری کے
ساتہہ رحمان و رحیم ہے اوسکی درگاہ سے نا امید ہونا جرم و عصیان ہے دنیا مین
انسانون سے ملکر رہنا اور اونہون کا ساتہہ دینا بجا ہے آپ کو معلوم ہوگا جب
حضرت آدم اور حضرت حوا دونون بہشت سے جدا ہوکر نکالے گئے تو باوجود آدم
زاری جو بوجہ ترغیب شیطان نافرمانی الٰہی سے اونپر طاری تہے منظوم
یک طرف میافت حوای حبیب گشتہ بے یار و تنہا یا لغیب من نمی دانم
کجاے آدما در چہ حالت مبتلاے ادما تشنہ یا آب می یابے بگو جوابت
آمد با نمی خواہی بگو اس تقریر نے خانصاحب کے دل پر موعظت سے بڑہکر اثر کیا
فرمایا کہ ہم بدنصیب ہین اور پہر آنسو بہر لائے بڑہیا نے کہا کہ آپ کے رقیب
اور دشمن بدنصیب ہون حق تعالے نے مال و حشمت زر و دولت نوکر چاکر صحت
و سلامت سب کچہہ قسمت کیا ناشکری کیون کرتے ہو خانصاحب نے ارشاد کیا
کہ نہ ہمدم و نہ ہمراز نہ مونس و دمساز رکہتے ہین نہ پانی دیوانہ نام لیوا تو بڑہیا نے
کہا کیا آپ بی بی اور بچون سے جدا ہین اور اونکے غم مفارقت مین مبتلا ہین
خانصاحب نے فرمایا کہ نہ مین جورو رکہتا ہون نہ بیٹا پہر اونکا غم کیسا یہ سنکر بڑہیا
بگڑے اور بولے کہ میان باوجود ادعاء اطاعت احکام خدا و رسول یہانتک
آپکو عدول کہ آپ نے اتنی عمر رہبانیت مین کاٹی اور قطع نسل کے آپ پر
نکاح کرنا واجب ہے خانصاحب نے فرمایا بی بی اللہ اللہ کرو شادی کے
دن لد گئے خیر سے سانہہ برس پہونچے قبر مین پاؤن لٹکائے ہین اب جورو کہان کے

اور اولاد کیسے بڑھیا نے رنگ، تز ویز اور ڈھنگ تقریر بدلا اور کہا آدمی تم کون سے
ایسے بوڑہے ہو ابھی کل کی بات ہے سعادت علی خان بہادر نے اسّی برس کے
عمر مین شادی کی اور سال ہی کے اندر خدا نے چاند سا بیٹا دیا یہ تو اللہ میان کے
دین ہے اور فتح جنگ خان بہادر کے ستر برس کے عمر مین سر سہرا بندہا اور دو
نکاح ہوے آپ کو خدا نے روپیہ دے رکہا ہے جوان ہو کوڑیون بی بیان اور
سیکڑون بچے ہو جائینگے مجھے کہئے تو آج چندے آفتاب اور چندے ماہتاب
بقول میرحسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ جوانی کی راتین مرادون کے دن ٭
دولھن ڈھونڈ لاؤن چونکہ مشہور ہے **شعر** دگرگون مے شود احوال آدم ٭ بیک
ساعت بیک لحظہ بیک دم ٭ اور انسان کے لیے استقلال محال ہے **شعر**
خدا ایست آنکہ ذات بی مثالش ٭ نگردد ہرگز از جالے بجالے حضرت جوا کا پرارمان
بیان جو مفارقت آدم مین تہا ذہن سے خان صاحب کے نہ نکلا تہا فوراً حکم
محکم فانکحوا ما طاب لکم کے تعمیل پر جوش ہوا اور بڑھیا کے باتون پر لٹو اور بڑہاپے
مین شادی کرنے پر راضی ہو گئے تو بڑھیا نے کہا کہ میرے نگاہ مین ایک گھر ہے
اگر فرمائے تو تین چار روز مین بخت و بر ہو جائے بہادر بے بہادر نے کہا کہ اگرچہ بوڑہے
ہو گئے مہاسے ہوتے ہین جو چاہو تماشے دکہلا دو مگر شرافت شرط ہے تو بڑھیا بولی کہ
کہ جناب اشرف الاشراف مگر کیا مین خالی ہاتہ جاؤن۔ خانصاحب نے یہ سنتی ہی
دس روپیہ اوسکے ہاتہ رکہے اور وہ عجوزہ روپیہ لیکر لکڑی ٹیکتی لمبی ہوے۔
اوسی روز ایک شخص جنکا سن و سال چالیس برس سے زیادہ نہ تھا اور جنکا عمل
رام رام جپنا پرایا مال اپنا سدا سے چلا آتا تہا خانصاحب کو مالدار سن کر اونکا
دل تڑپتا تہا سگ ناپاک کیطرح کہانے پینے کی تاک تہی مگر دال ابتک نہین
گلی تہی اوسی روز نیا منصوبہ اونہون نے دلمین گانٹہا تہا بڑھیا کو دو لقمہ اسے

نکلنے جو دیکھا تو اپنے ساتھے اوباشوں کا ساتھ چھوڑا شعر آیا اوس دن دو بجے خانصاحب کے پاس ۔ بن کے مرد باخدا و ناشناس ۔ بکمال ادب آداب بجالایا خانصاحب نے جو مجسم اخلاق تھے جواب سلام دیا اور فرمایا یا فتی اہلاً وسہلاً مرحبا کسکا طالب ہے تیرا مطلب ہی کیا تب لگا کہنے وہ مردک اے جناب میں ہوں ذرہ آپ ہیں یہاں آفتاب اور نہایت ہی سادگی اور بیباکی اور ایسے ترکیب سے کہ بناوٹ نہ معلوم ہو یہ کہتا ہوا شعر چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نگشت ۔ ایکشب عالم رویا میں مینے یہ دیکھا کہ کوئی بزرگ مجھ سے کہ رہا ہے ۔ **نظم** کہاں تک اے دیوانے زیر افلاک ۔ رہیگا مے کدے در کے تو خاک ۔ کریگا بادہ خواری باد ف دنی ۔ رہے گا مغچون سے ربط تا کے ۔ موذن کے صدا سنے سے رکھ ذوق ۔ کہ ہے وہ لحن داؤدی کے مافوق ۔ نجات اپنے پہ گر تجکو نظر ہے ۔ تو امرزش کا موجب بس نظر ہے ۔ رکھے گا تو سخن میرا جو منظور پیئے گا جام شربت از کف حور ۔ یہ سن تے ہی میں چونکا وہا اور پریشان ہوا کہ کس کے بیعت کروں کسکی خدمت میں حاضر رہوں فوراً اجاب مولوے معنوی رومی کے مثنوی شریف کا شعر یاد آیا شعر اے بسا ابلیس آدم طلعت ست پس بہر دستے نباید داد دست ۔ کئے روز سے حضور کے اوصاف سنتا تہا کہ نہ آپ دنیا پر فریفتہ ہیں نہ دنیا سے جدا ہیں بلکہ دنیا میں رہ کر باخدا ہیں ۔ اسلئے حاضر خدمت ہوا ہوں تا ہدایت پاؤں اور قدموں پر گر کر ہاتھ چوم لئے اور عرض کیا **شعر** مین نے کی تیرے مریدی اختیار ۔ کر مجھے ارشاد اے عالی وقار ۔ اور ایسے خوش اسلوبی سے تقریر کے کہ خانصاحب کے دل میں جگہ ہو گئے مکر کے دام میں پھنس گئے اور شیخ جی خانصاحب کے مصاحب بن گئے خاصہ ہی شب کو نوش جان فرمایا اور مسہری مین رات کو خواب استراحت کا

آرام پایا۔ صبح کو ایک اور جو مولوی صاحب کہلاتے تھے اور خیر سے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے شیخ جی نے اونکو بھی خانصاحب سے ملایا اور اونکی خوش طینتی اور نیک سیرتی مین بیحد مبالغہ کیا مگر چونکہ وہ مولوی کہلاتے تھے لہذا مین اپنی طرف سے کچھ بیان کرنا نہین چاہتا جو کچھ اونکی شکل و شمایل آئینہ روزگار مین نظر آئے دکھاتا ہون مولوی صاحب حریف طماع خوب موٹے تازے دراز قد سفید ریش سبز لب گربہ چشم بڑی توند نکالے چنبے کا جامہ بہاری عمامہ باندھے

شعر دنیا جا روب سر خاک تہا
جامہ اونکا چتربان سر پہ لگائے تہا عمامہ اونکا سر پہ دستار فضیلت کے بہت بہاری بہ
اور شکم اونکا کتب خانہ کی الماری تہی۔ غرضکہ خانصاحب نے اونکی بہی آؤ بہگت مین کمی نہین فرمائے اور خیر سے اوس انجان شہر مین علاوہ بزم بیاکے یہ دونون مل کر ثالث بالخیر آشنا ہوے کہانا جو آتے ہوے مولویصاحب نے دیکہا تو بے اسکے کہ خانصاحب کا لب صلاح کہولے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اول طعام بعدہ کلام مگر افسوس کہ بندہ زادہ ساتہ نہین خانصاحب نے فرمایا کہ حضرت آپ تو نوش فرمائے صاحب زادہ کے لئے بہی ساتہ کر دیا جاوے گا یہ سنتے ہی شیخ جی بولے آرام مین وہ ہے جو تکلف نہین کرتا اور خانصاحب سے عرض کرنے لگے کہ جناب مولویصاحب کے فضایل کے اظہار مین زبان قاصر و لال ہے غرض کہ کہانا کہا کر مولویصاحب ایک کہانے کا خوان ساتہ لیکر گہر کو راہی ہوے اور شیخ جی بدستور ڈٹے رہے اور عرض کرنے لگے کہ بندہ بہی بیشتر دیار و امصار مین پہرا شاہ و گدا کا دربار دیکہتا رہا دو انقیا سے ملا مگر واللہ ثم باللہ بعد سرکار خدا آپ ہی کے سرکار پائی **مصرعہ** درین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست ٭ یقین فرمائے سچ عرض کرتا ہون **شعر** آفاق را گردیدہ ام شیخ و مشایخ دیدہ ام ٭ با اہل دولت بودہ ام لیکن تو چیزے دیگری ٭ خانصاحب نہایت انکسار سے فرمایا یہ آپ کا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم مگر ہی تم بہی اچہی آدمی ہو شیخ جی نے بسروقت

اوٹھکر سلام کرکے کہا حضور کے پرورش مصرعہ جمال ہمنشین بر من اثر کردہ
غرضکہ شیخ جی ہمراز و ہمدم و خاص مصاحب بن گئے تیسرے چوتھے روز خانصاحب
بوڑھیا کی کہانی اور اوسکے موعظت کی نشانی کہہ سنائے اور فرمایا کہ بہائی کہین دجل
تو نہ دے گئی ہو شیخ جی بولے کہ جناب بوڑھیا واقعی خاصان خدامین سے ہے
نہایت عمدہ و صلاح جو دارین کے لئے مایہ فلاح ہی دی گئے اور آپکو مرضی الٰہی کے
متابعت کی ہدایت کر گئے ایسے نیک ضعیفہ سے فریب کی امید کیونکر ہو سکتی ہے لیکن خدا
نخواستہ اگر دغا کر گئی ہوگی تو کہان چھپ کر بچے گی مین اوسکا بوڑھا چونڈا اوسکے
استرے سے مونڈ ڈالونگا غرضکہ دن باتون اور عبادت مین کٹ گیا رات کو خانصاحب
پلنگ پر لیٹے ہوئے سوچ رہے تھے کہ دیکھئے بڑی بی کیا پیام لاتی ہین اور
میرے سر کسکو باندھتے ہین اور کس کس زیور اور سامان کے فرمایش کرتے ہین اور یہ
جو روے اولاد بہی ہوتی ہے یا حسرت ہی مین دنیا سے کوچ ہوتا ہے اور شیخ جی بھی
دل ہی دل مین مسہری پر لیٹے ہوئے اپنی خوش نصیبے پر غش تھے اور سمجھتے تھے کہ خوب
داؤن چلا اچہا اُلو ملا اب دیکھئے کب موقع ملتا ہے کہ جواہر کا صندوقچہ ہتی چڑہتا ہے
صبح ہوئے تو خانصاحب اور شیخ جے اوس کمرہ مین جسکے وسط مین کاشانی مخمل کا
کارچوبے شامیانہ ریشم کے ڈوریون سے کھچا ہوا استادہ اور ایرانی قالیون کے
فرش بچھا ہوا اور مسند تکیہ لگا ہوا تہا جلوس فرما ہوئے پہولدانون سے وہ کمرہ مہک
رہا تہا اور پیچوان مشک بو تمباکو کا دہوان دے رہا تہا قہوہ کی کشتی دہری
تہے میوہ کی تشتریان چنین تہین خانصاحب گو شیخ جی سے باتین کرتے تھے
مگر آنکھین دروازہ کے طرف تہین آخر نہ رہا گیا زبان پر آہی گیا کہ بڑی بی نے
تو خوب وعدہ ایفا کیا شیخ جی نے عرض کیا کہ حضور جو دمڑے کا برتن لیتا ہے
وہ ٹہوک بجا کر جانچ لیتا ہے یہ تو عمر بہر کا معاملہ ہے بڑی بی سمجھہ دار ہین

سوچ سمجھ کر نسبت ٹہرانے کی فکر کرتے ہونگے غرض کئے روز ارمان و انتظار مین گذرے
آخرش ایک روز بڑی بی ہاتہ مین تسبیح لئے لکڑی ٹیکتے آئین اور اپنی رجز خوانی
کے باتین کہین مین ہی سی تہی کہ شہر بہر کے خاک چہانی مگر بیدل ہوئی اللہ میان کے
صدقے اور قربان کہ محنت رائیگان نہ کی جیسا چاہا تہا جڑ پایا ہو رہے بی بی آپ کے لئے
ڈہونڈہ نکالے ایک عالیشان افغان کی وہ رشک لولو و مرجان اب دریتیم سے
سال کے اندر اندر اوسکا باپ نامور اور دو بہائی دنیا سے اوٹہ گئے وہ اور اوسکی
مان پر ارمان رہ گئی سولہ برس کا سن و سال اوس پر سے تمثال کا ہے ہین جنہے
اوس دکھیا بیوہ کو اونچ نیچ زمانہ کا دکہلایا اور کتنے کہو بہنے کے مصالح کو سمجہایا
تو وہ راضی ہوکر ذرا آپ کا سن سنکر بہڑکی تہی مگر آپ کے مقدرت اللہ رکہوا لیتے
کہ آخر وہ راضی ہوی اور بات پکی اور مضبوط ہو گئے اب جیسی مرضی ہو سامان سرو فرمائیے
کا بجا کر دولہن لانا منظور ہو تو ویسے تدبیر کیجئے واگر سامان ظاہری سے اجتناب ہو تو اختیار
ہے کہ جب چاہئے نکاح کیجئے خانصاحب کے اوسوقت کی خوشی کا بیان نہ آسان ہے
نہ اونکے اظہار کے لئے الفاظ کا ملنا سہل اور شیخ جی کے شور و مبارک کی شرح
ازبس دشوار غرضکہ خانصاحب نے فرمایا کہ اجی بڑی بی قطع نظر اسکے کہ رسوم شادی
و بیاہ مروجہ ملک خلاف شرع ہین میرا یہ سن و سال بہی اسکا مقتضے نہین کہ ساچق
و برات کرکے اپنے کو تشہیر کرون اسی قدر کافی ہے کہ ہمارے مولوی صاحب اور
شیخ جی براتی ہوکر چلینگے وہان ہی اروسی پروسی بلا رکہنا مولویصاحب نکاح
پڑہ دینگے پہر رخصت کرلائینگے بڑی بی نے کہا بہتر تاریخ مقرر ہو گئے
خانصاحب نے پچیس ہزار کا زیور طیار کرایا عمدہ لباس دولہن کے لئے سلوایا
جسدن زیور بن بناکر آیا شیخ جی کے دل پر طمع کا سانپ لہرایا سارا دن اودھیڑ
بن مین گذرا کہ اگر آج ہی رات کو یہ مال ہتے چڑہتا تو بہتر ہوتا کیا معلوم کہ شب

حاملہ فرداچہ زاید وبعد شادی خانصاحب کے مزاج کا رنگ کیا ڈہنگ لاے غرض
شام ہوتے ہی اپنے پورانے یارون سے ملے اور راہ نکوا دے کر نقب دینے کے
ٹہرائی حرام خورون سے وقت پر موجود ہونیکا وعدہ کرکے مطمئن کیا اور شیخ جی کے
جو شیطان کے بہی اوستاد تہے گہر آتے آتے وہ راے بدلی اور فکر کے کہ اس
خیال سے اوترے کہ مال مسروقہ مین میرے ہاتہ صرف چوتہیائی چڑہے گی بہتر ہے
کہ چند سے صبر وقرار کے راہ لون اور اعتبار واعتماد کو بڑہاؤن چنانچہ بعد طعام شب کے
خانصاحب سے کہا کہ مجہے کچہ ایسا سن گن ملا ہے کہ چورون نے زرگر ومرصع سازون کو
آپکے یہان آتے جاتے دیکہکر زیور نکا ہے عجب نہین کہ آج نقب ہو مال حلال
حرامیون کے ہتہے چڑہے ہم سب شب بیدار رہنگا ثواب لوٹہائین گے رات بہر
جاگ کر صبح کرین گے حرام خورون کے مارنے اور گرفتار کرنیکو طیار رہین گے
مگر کوتوالی مین بہی خبر کرنا اور مدد مانگنا مقتضاے احتیاط ہے (چور سے کہے
چوری کر سا ہ سے کہے جاگ) کیون نہو شیخ جی دونون سے سرخرو رہے
نکاح بہی ہوگیا دولہن کا ورود ہوا معبود کے فضل سے معقد ور غیر محدود تہا ماما
اصیل مہریان مغلانیان سب کچہ ہوگئین بڑی بی کی بہی بن آئی طرفین کے
مسنہ ہنین میان اونہین کو دولہن دہونڈہ لانیوالی سمجہ کر خاطر کرنے اور پے پے
اونہین کو دولت دلانے والی سمجہتے اور اونکے سوا مولویصاحب اور شیخ جی تو ہر دم
جان نثار بن ہی بیٹہے تہے جب تین چار مہینے بیاہ کو گذرے اور اولاد کا سامان
نظر نہ آیا تو خانصاحب کے زبان پر رب لا تذرنی فردا انت خیر الوارثین
کا ہر دم وظیفہ تہا اور دولہین ہران اس شعر کا مضمون۔ ہوگا کوئی امید براے جسکی
اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے۔ مولویصاحب اور شیخ جی ہی عمل کرتے
تہے تعویذ لکہتے گنڈے بناتے حکیمون کے یہان دوڑتے تہے پانچوین مہینے خانم صاحبکی

ساس بہی کے دیکھنے کو آمین اور دو چار روز رو کر قاصد بیت اللہ شریف ہوئین صاحبزادی کو پند و نصیحت کر صبر و جبر کے تکلیف دے گئین واللہ اعلم غم تنہائے مین کیا گذری یہان اٹھارہ مہینہ اولاد کے ارمان کے ادہیڑ بن مین گذرے تھے کہ خانصاحب بیمار و تپ محرقہ مین گرفتار ہوے طاقت طاق ہوی نقاہت سوار ہوے دل ڈوب گیا طنطنہ کا آفتاب غروب ہوا بے بے ہر چند کہتی کہ میان ذرے مردی کر و کروٹ بدلو مگر خانصاحب کہتے کہ بس اب قیامت ہے کوا وٹہین سکے حکیم صاحب بہی مایوس ہوے خانصاحب نے بی بی سے کہا کہ پیاری اب مین پر ارمان چراغ سحری کوی دم کا مہمان ہون ۔ لیکن مجہے اپنے مرنے کا غم نہین اپنے وقت پر دنیا دیکہہ کر مرتا ہون جو کچہہ گناہ کر چکا گو اوس سے ڈرتا ہون تو بہی آیندہ گناہون سے بچنے کے راہ مرنے سے پاتا ہون ۔ ہان افسوس ہے تو یہ ہے کہ بڑہیا کے دم مین آگیا تمہاری جوانی پر ترس نکیا بوڑہاپے مین تمہین دولہن بنا کر اپنے ماتہے کلنک کا ٹیکا چڑہایا خیر جو ہوا سو ہوا اب یہ سب زر و مال تمکو حلال ہے نہ عصبات رکہتا ہون نہ ذوی الارحام نہ کسے کا مقروض ہون نہ کوئی ذوی الفروض اگر قرضدار ہون تو تمہارا اور وارث ہو تم اگر راہ راہ چلوگے اور کفایت اختیار کروگے تو تمہاری عمر بہر کو یہ سرمایہ کافی ہوگا اور اگر وصیت پوچہو تو یہ ہے کہ تم دوسرا شوہر کر لینا اولاد ہو تو میرا نام اوسے دینا باقی ہوس اور اللہ بس بی بی نے کہا اے ہے کیا ہذیان بکتے ہو بہکی بہکی باتین نکرو خانصاحب بولے نہین صاحب مین ہوش مین ہون ہائے ہائے مگر یہہ فکر ہے نہ تمہارے مان ہے نہ بہائی مگر ایک دوسرے وصیت بہی یاد رکہو کہ یہ بڑہیا شیطان کے خالہ تمہین ورغلائے گی اور کسی آفت تازہ مین پہنسائے گی لہذا میرے مرتے ہی اوسکو دور کرنا اور اسکا کالا موہنہ پہر نہ دیکہنا مجہپر جو اوسکے زہر کا اثر تہا وہ کام

کر گیا اب شعر تجھے ہی را نصیحت کی مین یہ کہتا ہون ؞ کہ تو بھی رابطہ کبھی بامنافقان
بکری پھر خانصاحب نے شیخ جی و مولویصاحب کو بلوایا اور فرمایا کہ حضرت ہمارا تو چل
چلاؤ ہے دنیا سے جاتے ہین دکہیا بے بے کو اپنا وارث بنا تمہارے سہارے
لگائے جاتے ہین مگر یہ نوعمر ناتجربہ کار ہین انکو صلاح نیک دیتے رہنا اور جب
انکی مرضی ہو کسے صالح و ابرار خدا ترس نیک شعار ہم عمر کے پلے بند ہوا دینا
مصرعہ سپردم بتو مایۂ خویش را ۔ غرض دوسرے دن خانصاحب نے
یہ فرماتے فرماتے شعر او ٹھایا کو درستم نے اگر تو سخت نادان ہے ؞ او ٹھانا دلکو
دنیا سے عجب کار نمایان ہے ؞ اور مکلم شعر ہر آنکہ زدھنا چار بادش نوشید
زجام دہر مے کل من علیہا فان ؞ داعئے اجل کو لبیک اجابت کیا اور برج
خاکی مین خواب استراحت کیا وہان اللہ اعلم کیا گذرا مگر یہان عالم حسرات ہو گیا
جہان چہل پہل تہے وہان سناٹا گریہ درازی با آہ و نالہ تہا نوحہ و بین سے کردیان
کے حواس خمسہ تیین ہتے ۔ مگر جو مرا وہ گیا سدا کون کسکو روتا ہے سیوم ہوا
دسوان بیسوان چہلم بہی ہو گیا بی بی نے شوہر کے وصیت کے موافق بری بے کو
جو حرف مفارقت سنایا اور میان کے حکم پر آگاہ کیا تو وہ نہایت ہی بگڑین اور
بولین نظم کیا تمنے تجھکو سے کلہر خان ؞ وگرنہ تھی کا نٹون کے اندر نہان ؞
ہمارے بدولت ملا مال و زر ؞ ملا تجھکو بڈھا ہوئی مقتدر ؞ ہمارے تصدق
مین سب عز و جاہ ؞ ہوا تجھکو حاصل ہے مار سیاہ ؞ یہ بدلا اسکو تو نکا کرتی ہے تو
ہمین سے بگڑتے ہے مردود خو ؞ جہنم کو پونچاؤن گے پھر تجہے ؞ سہل تو نے
جانا ہے کیا اب مجہے ؞ مگر بے بے نی ایک نہ سنا اور بڑہیا کو نکال باہر کیا
تو اوس آفت روزگار نے شیخ جی سے جو حضور خانصاحب کے دوستی کا
دم بہر رہے تہے او یار وفادار بنی ہوے حرام خوری کر رہے تہے سارا دکہڑا

رویا اور بکمال دلداری فرمایا کہ میاں مین تمکو اپنا بیٹا جانتی ہون بہتر ہے کہ میرے
فیض سے تم بہرہ ور ہو لیکن کچھ تم بھی ہاتھ پاؤن ہلاؤ کہ ایسا سامان مہیا ہو کہ تم
خانصاحب کے جگہہ اگو زبیدہ کے شوہر ہو تو میرا دل خوش ہو تو وہ بیوفا میرے
ہتے چڑہے اور ہونی یہہ سنتے تھے شیخ جی کے موںہ سے رال ٹپک پڑے وہ تو اسی
کے خواہان تھے اور رات دن اسی دہیان مین پریشان ٹوپی اوتار بڑی بی کے
پاؤن پر رکھدی اور تدبیر پوچھی تو وہ فتنہ روزگار بولے کہ میاں آسان ہے
دشوار نہین مولوی اکبر کو گانٹہ اور اوسکے سوا دو ایک لالچی اور بھی ساتھہ ہو مولوی
پیسو تو بیٹے ہے کھلوا لو کہ زبیدہ کا نکاح اوسنے تمسے پڑہا ہے اور فاضل اور عاقل
سے شہادت دلوا دو اور جب اسطرح بخت ور ہو جاوے کھٹ سے زبیدہ پر
قابض ہو جاؤ شیخ جی کو یہ تدبیر پر تزویر نہایت ہی بہائی اگرچہ وہ مکار روزگار
خود اوستاد تھے لیکن اس فتنہ دوران کے شاگرد ہو گئے اور کہنے لگے کہ اماں
تم میرے کہال کے جوتیاں پہنوگے تو اپنے سعادت جانونگا دو ہزار روپیہ
تک مین نے خانصاحب کی شادی مین چرائے ہین ۔ اور موجود ہین لو مولوی کو
دے نکلونگا مکارہ بولی کہ بس اب دیر نکرو در کار خیر نہ حاجت استخارہ ہے
نہ ضرورت صلاح و مشورہ یہان شیخ جی کو خود ہی صبر و قرار نہ تھا مصرعہ
نہ سدہ بدہ کی لے اور نہ منگل کی لے ۔ ہزار روپیہ کے تہیلے لے مولوی کے
گھر جا پہونچے اور ساری کہانی یار جانب سے کہہ گذرے مولوی صاحب سنتی ہے
آگ ہو گئے اور نہایت ہی بگڑے اور فرمایا استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ نعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم سچ ہے سچ ہے شعر کیا کلام یہ سودا نے ایک عاقل سے ؎
کسی سے کید لٹکو بھی یہ آسمان نکرے ؎ اور تہیلی اوٹھا کر پہینک دی اور جہڑک
کر فرمایا کہ اے نابکار اسے امید ہم ایسے کرنا اور حمایت چاہنا دشوار ہے شیخ جی نے

اپنا سر مولویصاحب کے قدمون پر رکھدیا اور عرض کیا کہ حضرت دین و دنیا کے
آپ ہی پیشوا ہین شعر برآوردن کار امیدوار ۞ بہ از قید بندی شکستن ہزار ۞ یہ تو
آپ جانتے ہی ہین کہ خانصاحب بیوی کو دوسرے شوہر کرنیکے صلاح ہی نہین دے
مرے بلکہ وصیت کر گئے اور یہ بھی آپ پر ظاہر ہے کہ وہ نوجوان بے شوہر نرہے
گی مگر معلوم نہین کہ کون اوسکا شوہر ہو ایسے صورت مین غیر کے وہ جورو بنے مال
و دولت وہ اپنا دوسرے کی نذر کرے یہ بہتر نہین کہ ہم اوسکے شوہر ہون البتہ
بہتر یہ تہا کہ وہ مجہہ سے نکاح کرتے لیکن چونکہ مین اس تدبیر مین ناکام رہا ہون اور
میرے عمر سے اوسنے اکراہ کیا ہے لہذا جو مین نے سوچا اور بڑی بے نے سوچا ہے
اس سے بہتر کوئی ترکیب نہین ہے میرا کام نکلے گا بی بیندہ کو شوہر ملے گا پس ہزار
روپیہ لیجئے اور نو ہزار روپیہ کے دینے کا بعد کاربراری وثیقہ لکھا لیجئے و ہم خرما
و ہم ثواب کو ہاتھ سے نہ دیجئے شعر درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ۞ ورنہ
طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھی کر و بیان ۞ اس بیان کو مولویصاحب میزان خرد مین
تولتے اور دل ہی دل مین کچھ سمجھتے رہے آخر پھسل گئے اور بولے کہ خیر تمہارے
خاطر ہے ورنہ چاہو آفتاب مغرب سے طلوع کرتا مگر مجہہ سے یہ کام ہوتا مگر یہ تو کہئے
کہ خانصاحب کا نوکر ہوشیار چہل سالہ نمک خوار دند مچاوے اور نوبت بہ سرکار
و قاضی پہونچاوے اور بی بی بیندہ تمہاری گھر کے اور دہمکی مین نہ آوے تو کیا ہوگا
شیخ جی یہ سنکر بولے کہ خدمتگار کو بھی چاندی کی جوتیان مار اپنا کر لونگا مگر البتہ بی بی کے
انکار کا خار ضرور در پے خلش و آزار ہوگا مولویصاحب نے فرمایا نہین دشوار ہو تو حاکم قاضی
کے یہان دعوی کرنا کہ جورو ناشزا ہو گئی وہان میرے ملاحی سے بیڑا پار ہوگا مین
تمہارے ساتھ نکاح ہونیکی گواہی دونگا اور بڑے بی بیندہ کے جسم کے وہ نشان
دیسے بتلا سکینگے کہ جو سوائے شوہر کے دوسرا نہین جان سکتا اور عاقل و فاضل بھی

بحال میرے شہادت کے تائید کرینگے شیخ جی کے دلکا مرجہایا کنول کھل گیا ہزار روپیہ
نقد اور نو ہزار کے دستاویز لکھ بلا کے ہاتھ دہرے او سیطانہ کے پاس پہونچے مژدہ کامیابی
سنایا مگر سیانی اوسکے یہ کہنا بہی گوش زد کیا کہ خدمتگار ہر دم مرغی و قابہ سوا وسکی
کیا دوا ہی بڑی بی نے کہا وہ موا خود بیمار پڑا ہی دوا درمن کو ترستا ہے اگر کچہ دینے پر راضی
ہو ضہا ورنہ دوا کے بہانے زہر ملا شہر خموشان مین پونچا دو اودہر یہ راز و نیاز کے
باتین بلا اس خیال کے کہ دیوار ہم گوش وارد ہو رہی تہین اودہر ایک مہری جو
پس دیوار بڑے بی کے رہتی تہی اور راوسی کے سفارش سے بندہ کے نوکر تہے
دفور وفا سے بیقرار ہو گئی اور بہاگتی ہوے بی بی کے پاس آئے ساری جعلسازی کی
کہانی کہہ سنائی بی بی کے ہوش گم ہوی طوطے فہم کے اوڑ گئے مضطرب بیقرار ہو کر کہنے
لگی کہ اللہ کیا کرون یا مشکلکشا مصیبت مین میرے کام آ شعر علے مرتضے میرے
مدد کر ؛ وصی مصطفے میری مدد کر ؛ مہرے نے بی بی کو دلاسا دیا کہ آپ ذرا دل پر قابو
رکہئے بدمعاشونکا کیا مقدور کہ دن دوپہر آفت ڈہائین ذرا صبر کیجئے بات کو شہرہ مین
نہ ڈالئے مجہے بہی تدبیر کرنیکی مہلت دیجئے اور وہانسے چل کھڑی ہوی اور کوتوالی کی راہ
لی شیخ جی بڑہیا کے گھر سے نکل عطار کے گہر گئے اور کوی حیلہ کر زہر ہلاہل مول لے
خانصاحب کے دروازے پر پونچے خدمتگار علیل کے پہلے مزاج پرسی کے پہر خانصاحب کے
غم مین روئے اور کہا کہ اگر ہوتے تو آج تمہاری یہ نوبت کیون پونچتی پہر کمر سے کہول بیس روپیہ
دیے لگے کہ دوا اور علاج مین صرف کرو بعد اس قیل و قال کے اپنی خواہش مین بطریق
احسن و امین مستعن صرف مقال ہوئے خدمتگار وفادار غصہ سے آشفتہ اور برافروختہ
لال ہو گیا اور روپیہ اوٹہا کر پھینک دئے اور جو زبان پر آیا بے لفظ سنایا یہ سنکر
شیخ جی سٹ پٹائے اور رنگ تقریر کو اس طرح بدلکر کہ بہائی مین تمہاری وفا آزماتا
تہا راہ پر لائے اور اپنے مکر و حیلہ کے باتو نسے اوسکا دل لبہایا اور پہر سر سہلا یا ڈہن دبایا

اور اوسکی آنکھ بچا دوا مین زہر ملایا اور جیسے ہی موقع پایا غریب کو زہر مار کر ایا ابہی خدمتگار کے
مرنیکا غلغلہ محل مین پونچا تہا اور شیخ جی صحن مین کھڑے تماشا کر رہے تہی کہ کوتوال بلائے ناگہانی
کیطرح نازل ہوے بڑی بی اور شیخ جی گرفتار ہوے خدمتگار کے لاش نکالی زہر کی پڑیا
برآمد کی فرد شدہ زہر کے گواہی لی مولوی کی بہی جو ڈنڈی کسی تو اوسکو بہی سچ کہتی ہے
یعنی عاقل و فاضل پکڑ آئے اور اونہون نے مولویصاحب کے جہوٹی گواہی کی ترغیب
دہی کی شہادت دی مہری اور عاقل اور فاضل گواہ بنے اب جو نتیجہ فعل بد اور بیوفائی کا
نکلے گا وہ تو قیامت ہے پر کہولے گا خانصاحب کا پاتہ ہوگا اور خدا اور رسول کا سامنا
اور شیخ جی و مولویصاحب کا گریبان اور بڑہیا قحبہ کا آنچل مگر دنیا مین تو جب لوگون نے
اس قصہ پر غصہ کو سنا شعر کیا کتنون نے چاک اپنا گریبان ہوے کتنے بروی خاک غلطان
بڑی بی اور مولوی اور شیخ جی نے اصل جرم کے خاطر خواہ سزا پائی دنیا اونکے مکر سے خالی
ہوئی اور بی بی زبیدہ کے عزت بچی اور اونکی والدہ بہی سمندر مین ڈوبکر زندہ نکلین
اور اپنی بیٹی سے آملین اب اس حکایت کا مال جہان تک دنیا و حکومت دنیا سے
متعلق ہے اور یاران ثلثہ کے وفاداری سے ربط کہاتا ہے وہانتک منشی صاحب
نکال لین گے بہلا کون سمجہتا کہ شیخ جی ایسے محسن کش نکلین گے اور مولویصاحب
ایسے گواہ ہو جائین گے رہی بوڑہیا وہ تو دنیا کے کتیا ہے مگر واہ رے خدمتگار
وفاشعار جسنے راستی پر جان کہو دے —

فاعتبروا یا اولی الابصار

تمت بتاریخ بست و ہفتم [27] ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۱۹ ہجری بمقام لکہنؤ طبع شد

تقریظ

کشف الدجیٰ

افسوس صد افسوس خلاف اس توقع و امید کے کہ زمانہ حال مین شخاص پڑھ لکھکر سمجھدار ہوجاینگے اختلاف مذاہب سے قطع نظر کرکے اپنے اپنے اعتقاد مین کامل و عبادت الٰہی مین شاغل ہونگے مگر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مذہب والا دوسرے کے دین و مذہب پر منھ آتا ہے خواہ مخواہ بیفائدہ الجھتا ہے اور اچھا یا برا غلط یا صواب جواب سنکر پیچ و تاب کھاتا ہے اور مناظرہ کرنیوالونسے اسکو کوئی نہین پوچھتا کہ یہ باتین جتنی ہین وہ مذہب مین ہین وہ صرف نجات عقبیٰ کیلئے مین خیر اس مقام پر ہمکو غیر ادیان کا دھیان ضرور نہیں ہے مگر صرف دین اسلام کا کون مسلمان ہے جو یہ اعتقاد نہین رکھتا کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہدایت و رہبری کا خاتمہ ہوگیا اور تا ظہور جناب امام آخر الزمان علیہ السلام کوئی رہبری خلق کو مامور نہوگا اور نہ اسکا تصفیہ کیسکے کئے ہوسکے گا کہ جناب خاتم المرسلین کے ہدایات مین جو اختلاف ہین اونکو رفع کرے تو پھر یا خود ہا مباحثہ مذہبی کا کیا فائدہ ممکن ہے باینہمہ آئے دن یہہ نظر آتا ہے کہ شیعونکے مذہب کے خلاف ایک سنی المذہب نے کتاب لکھی اور اونکو عبداللہ ابن سبا کا چیلہ ٹھہرایا تو شیعون نے جھنجھلا کر اوس رسالے کی لے دے کی اور بیفائدہ سطر حلی تو توہین ہوا کرتی ہے ہم دیکھتے ہین کہ شیخ احمد عثمانی مرحوم نے جو اپنا مذہب موروثی اہلسنت کا چھوڑکر مذہب شیعہ علی ابن ابیطالبؑ کا اختیار کیا تو اوپر اعتراض کی کسی سنی کو کیا ضرورت تھی اونکو بر سر غلط سمجھ لینا کافی تھا مگر اونکو اونکے عزیز اور دوست سنیون نے مجبور کیا کہ وہ اپنے مذہب کے ترک کرنے کی وجوہات بیان کرین اسلئے اونہون نے انوار الہدیٰ مین اون وجوہات کو بیان کردیا قصہ مختصر ہوا نہ اوسکے رد کی حاجت تھی نہ تکذیب کی ضرورت اگر غلطی کی تھی تو اپنے لئے مگر ایک صاحب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو تاب نہ آئی اور اوسکا جواب تو کیا مگر اپنا من مانا ایک رسالہ لکھا اور اوسکا نام اظہار الہدیٰ رکھکر مشتہر کیا اور اوسپر بھی اکتفا نہ کرکے

ایک دوسرا رسالہ منشی جوہر علی صاحب نے لکھوایا سچ جھوٹ تو خدا جانے مگر لوگون کے
زبان پر ہے کہ منشی جوہر علی صاحب پہلے مذہب شیعہ رکھتے تھے مگر مثل شیخ احمد عثمانی کے
جو سنی سے شیعہ ہوے تھے منشی جوہر علی صاحب بہدایت مولوی جہانگیر خان صاحب
شیعہ سے سنی ہو گئے چنانچہ اوسکا جواب یہ کتاب ہے کہ جسکو منشی علی مرزا صاحب نے
لکھا ہے منشی صاحب کے والد ہنود و پنڈت تھے و منشی علی مرزا صاحب نے مذہب اسلام
قبول کر کے طریقہ امامیہ اثنا عشریہ اختیار کیا ماشاء اللہ یہ اچھا سلسلہ قایم ہو گیا ہے
چنانچہ کتاب کشف الدجے ہماری نظر سے گذری اگرچہ نتیجہ اسکا بھی وہی ہے کہ جو کتب
مباحثہ مذہبی کا ہوتا ہے مگر منشی علی مرزا صاحب نے اس کتاب کی تحریر مین جو خیال رکھا
وہ لایق تحسین و آفرین ہے کہ اونہون نے تہذیب کو ہاتھ سے نہین دیا اپنے
مذہب کے حدیث و اخبار سے منشی جوہر علی صاحب کے کلام کو رد نہین کیا مگر جو کچھ اونہون نے
لکھا تھا اوسکا اختلاف اہلسنت کی کتابون سے دکھلا دیا سواے اسکے عبارت چست
و مضمون درست ہے پڑھنے والے کا جی لگتا ہو اور بھلا معلوم ہوتا ہے بظاہر منشی
جوہر علی صاحب اور اونکے ہم مذہبون کو بھی کوئی مضمون دلخراش نظر نہ آئیگا تاریخ تصنیف یہ ہے

علی مرزا نوشتہ چون کتابے — در و گوہر بسلک نثر سفتہ
چو پرسیدم کسے تاریخ تصنیف — بہار باغ اہل دین بگفتہ

سنہ ۱۲۹۳ھ

راقم سید علی نقی نقوی الجائسی

اس دور مین تہذیب و شایستگی کا غل اور نئی روشنی کا شور ہے۔ مگر اوسکے نتیجہ پر جو
اتفاق دیکھتی ہی نہ فکر ہے نہ غور عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود کی مثل مدت سے مشہور
و زبان زد جمہور ہے لیکن پھر دینی اور مذہبی چھیڑ چھاڑ ایک دوسرا اہل مذہب رد و قدح
دل شکن کرنے سے نہین چوکتا حالانکہ مسلمان اپنے ہادی برحق اور رسول صادق کی اخلاق
کریمانہ کو ضرور جانتے مین اور اونپر ظاہر ہے کہ حضرت کفار تک سے کس اخلاق سے پیش آتی تھے

اور اونکی کیا کیا رعایت فرماتے تھے مگر مسلمان اپنے ہی آپسمین ناحق جھگڑتے ہین
چنانچہ ثبوت اسکا یہی کتاب ہے جو اسرار الہدی کا جواب ہے جناب شیخ احمد عثمانی نے کتاب
انوار الہدی مین سنی سے شیعہ ہونیکے وجوہات اپنے دوستون اور عزیزون کے اعتراضونپر
اونکے اطلاع کے لئے لکھی تھی نہ جناب مولوی جہانگیر خانصاحب کو مخاطب کیا تھا مگر خانصاحب
بگڑ بیٹھے اور اظہار الہدی تصنیف کر ڈالی اور شیخصاحب مرحوم کو جواب دہی پر مجبور کیا
چنانچہ اونہون نے شمس الضحی لکھی اور یون قضیہ فیصلہ ہوا اب منشی جوہر علیصاحب نے جوہر طبع
دکھلائی اور اسرار الہدی مین جمع کر دئے آفرین صد آفرین منشی علی مرزا صاحب جنہون نے
کشف الدجی مین اون جوہرونکو بکمال تہذیب پرکھا اور شایستگی سے جواب لکھا اور
کوئی کلمہ اپنے مذہب کے کتابونسے اوسمین شامل نکیا۔ ظاہر ہے کہ حق و باطل کا امتیاز کرنا
اور مذہب موروثی چھوڑکر کسی اور دین و مذہب کو حق سمجھنا بہت دشوار ہے ہر ہر قدم پر
پرانی لکیر پہاڑ ہو جاتی ہے اور آگے چلنے سے مانع آتی ہے ہم اس کتاب کشف الدجے مین
ثبوت اسکا پاتے ہین کہ پنڈت رتن نرائن صاحب نے جو برہمن تھے مذہب اسلام کے اصلیت پر
توجہ کی اور اوسمین سے مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو چن لیا اور اپنے فرزند مصنف کشف الدجے
کو وہ تعلیم کیا چنانچہ اوس تعلیم سے منشی علی مرزا صاحب نے مذہب امامیہ اختیار کیا جو ایک
بڑی دلیل ثبوت مذہب امامیہ کی ہے مگر ہم یہ نہین کہہ سکتے نہ اسکے مدعی ہین کہ ہر ایک
اونسا ہو جائیگا اسواسطے کہ مذہب موروثی کو چھوڑنا اور کسی دوسرے مذہب کو حق سمجھنا
صرف ایسے لوگونکا کام ہے جنکے نظر عقبی پر ہے اور طعن و تشنیع دنیا کی پرواہ نہین کرتے جو ایک
بہت مشکل منزل ہے بہرکیف بحیثیت اپنے مذہب کے سراہتا ہون اور تاریخ طبع بھی
بہ تقلید تاریخ تصنیف لکھتا ہون **تاریخ** چھپی کشف الدجے جب فضل حق سے
جو سال طبع کو پوچھو تو سن لو ☆ ہوئی اسنجی کلامون کے بہ تنقیح ☆
بہار باغ حق اسکی ہے تاریخ
[illegible]

احقر ازلی سید فرحت علی جائیسی النقوی

تقریظ

پہلے اس سے کہ حقیر کشف الدجے کی تقریظ تحریر کرے اپنا حال خیر مال لکھنا مناسب
جانتا ہے یہ پر تقصیر اوس خاندان مین پیدا ہوا جو مذہب سنت جماعت حنفیہ کا پیرو تہا میرے
دادا قاضی کرم اشرف اہلسنت تہے اور میرے بہت سے عزیز اور قریب ہنوز اہلسنت ہین جن کے
آپس مین نہ کچہ بحث ہے نہ مباحثہ میرے والد نے بعد تحقیق و تدقیق مذہب اہلسنت سے اپنے کو
نکالا اور بلا خیال طعن و تشنیع و سمیت بیجا اسکو چہوڑا اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ اختیار کیا
میری والدہ کا بہی وہی طریقہ تہا غرضکہ ماں باپ شیعہ سے میرا وجود ظہور پذیر ہوا اور اوسی
طریقہ پر مینے تعلیم پائے لیکن جب بضرورت تعلیم مزید مین اپنے چچا قاضی ظہور احمد صاحب
کے حوالے ہوا تو اونہون نے اپنی راہ پر مجہے لگا دیا چونکہ مین وطن سے دور اور والدین کے
خدمت سے مہجور رہتا سنی بن گیا اور چچا موصوف نے پلیٹن کا مولوی کرا دیا جب مین پہر
وطن مین پہونچا تو مینے اپنے گہر کے موجودہ کتابونکو دیکہا اور اپنی غلطے پر یہ سونچکر نادم ہوا
کہ دونون مذہب مین خدا کی واحدانیت اور جناب رسولخدا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی نبوت کا صحیح اعتقاد ہے مگر باب امامت مین یہ اختلاف ہے کہ اہل سنت
آئمہ اثنا عشر کے تقدیس اور تعظیم اور توصیف کیطرف مائل اور اونکی بزرگی اور عالم
اور علوم ظاہری و باطنی کے تو قائل ہین اور امام باطن بہی جانتے ہین مگر امام ظاہر یکے
منکر ہین اور امامت کو منجانب خدا نہین جانتے بلکہ اسکے قائل ہین کہ امام اک رئیس
دنی ہین جنکو مسلمان بصلاح و شورہ بعد رسولخدا کے تیس برس تک مقرر کرتے آئے
بعد اوسکے امامت یا خلافت گئی گذری ہوی تب مینے سونچا کہ مرنے پر قبر مین نکیرین
جو سوالات کرینگے اہلسنت کے موافق اون سوالونمین امامت کے بابت پرشش
نہوگے خلاف اسکے موافق شیعہ کے استفسار امامت کا ہوگا تو مین ڈرا کہ اگر مین

سنی مرا اور سوال امامت کا ہوا تو غضب آگہی مین پڑا اور اگر شیعہ ہوکر قبر مین سویا اور امامت
کا سوال نہوا تو مجکو وہی راحت ملے گی جو سنیونکو تب مجھے پورے عقائد شیعہ کے
ماننے لازم آئے اور مینے مذہب شیعہ کو اختیار کیا مینے اس کتاب نایاب کشف الحجب
کو بحیثیت مذہب شیعہ دیکھا تو پایا کہ منشی علی مرزا صاحبنے پوری تعمیل اس حدیث کی
فرمائی جو کتاب کافی مین ہے کہ ایک بدوی نے بحضور حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم عرض کیا کہ مجکو کلمہ چند جو متضمن نصائح سودمند ہوین سکھلائے پس اوس روایت
امور شرایع ومربی اطفال طبایع نے فرمایا کہ غصہ نکر اور وقت غصہ کے اپنی حفاظت
کر چنانچہ اعرابی نے تین مرتبہ درخواست کا اعادہ کیا اور یہی حکم سنا حقیقت مین کیا
کلام جامع ہے اوسکا دامن امید حضرت صلعم نے بہر دیا جو باعث رستگاری دونون جہان ہے
پس وقت غلبہ وغضب خودداری وبردباری قواعد دینداری وپرہیزگاری ہے اور
فحش ودشنام کا دینا ایک فقیہ کا قول ہے کہ وہ بے اختیار کریگا جسکو گالیان کہانی
اکراہ نہو۔ دہن خویش بدشنام میالا صاحب۔ این زقلب بہر کس کہ دہے
باز دہد۔ غرض کہ منشی صاحبنے حقیقت مین بڑا کام کیا اور منشی جوہر علی صاحب کی
تحریر پر تنویر کا اچھے عنوان سے جواب دیا مین کیا جو دیکھے گا وہ خوش ہوگا مین نے
اسرار الہدی مین یہ بہی پایا کہ منشی جوہر علی صاحب کو حکایات اور قصہ سے شوق ہے
اور اس قسم کے مضامین آفرینی سے ذوق لہذا مین نے بہی جو ایک سچا مضمون پایا اوسکا
نقشہ حکایت کے پیرایہ مین کھینچا وہ نظر ناظرین کرتا ہون وہو اہذا حقیر کونین قاضی
رضا حسین ابن قاضی امیر اشرف عرف خواجہ امیر ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۱۹ ہجری

حکایت باسلوب

ومکالمہ خوب وگفتگو مرغوب۔

بندہ علی۔ سلام علیکم۔ غلام مرتضے۔ علیکم السلام۔ مزاج شریف مجھکو تو آج کسی کے آنے کی تشریف آوری کا گمان ہے نہ تھا الحمد للہ کہ نعمت غیر مترقب پائی۔ بندہ علی۔ دعا کرتا ہون اچھا ہون مگر آپ نے یہ کیا فرمایا کہ کسی کے آنے سے آپ کیون مایوس تھے۔ غلام مرتضے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ آج اکیس تاریخ ہے اور تاریخ مذکور نحس سمجھی جاتی ہے۔ بندہ علی۔ اول تو حد سفر مین تاریخ سعد و نحس دیکھنے کا معمول ہے وہ میرا غریب خانہ اوسقدر دور نہین ہے سوائے اسکے مجکو یاد ہے کہ جناب امام ہمام ابی عبد اللہ علیہ السلام ایک شخص سے زمین مشترکہ کے تقسیم چاہتے تھے چونکہ وہ منجم تھا اسلئے ٹالتا تھا تاکہ ایسی ساعت آوے جو حضرت کے لئے نحس ہو اور حضرت اوس ساعت مین گھر سے نکلین سو ایسا ہی ہوا مگر جب تقسیم زمین کی کی گئی تو خلاف منجم کے جن دو حصونکو وہ اپنے لئے چاہتا تھا وہ جناب امام علیہ السلام کے حصے مین آئی تو وہ منجم متاسف ہوا اور کہا کہ جو اتفاق آج ہوا وہ کبھی نہین ہوا حضرت نے پوچھا کہ وہ کیا ہے تو حقیقت حال کی اوسنے عرض کی جناب امام علیہ السلام نے سنکر فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چاہے کہ دن کے نحوست اوس سے دور ہو تو اول روز صدقہ دے یونہین اگر رات کے نحوست دفع کرنے کی خواہش ہو تو اول شب صدقہ دیوے چنانچہ ہمنے ایسا ہی کیا تھا (کتاب کافی ابواب الجنان مطبع نولکشور صفحہ ۲۴۶)

غلام مرتضے بجا ارشاد ہوا صدقہ ہر بلا کو دفع کرتا ہے نحوست ایام اور وقت کے بابت مینے جناب مولوی سید احمد علے صاحب مرحوم سے استفسار کیا تھا جناب ممدوح نے فرمایا کہ تاریخ سعد و نحس کے بابت روایات متواتر نہین ہین سوا اسکے کسی کے گذارش پر جناب معصوم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کسی تاریخ کو نحس سمجھکر اپنے حوایج کیون معطل کرتے ہو کیا ہماری ولا کو تمامی بلاؤنکی سپر نہین سمجھتے چنانچہ اوسیوقت کے

مین اسپر عمل کرتا ہون ہان اگر اختیار ہو اور بلا ہرج تاریخ سعد میسر ہون تو بہتر ہے کہ تاریخ سعد
کام کیا جاوے بہرحال مین آپکے تشریف وری سے بہت ممنون ہوا میرا بہی اکثر سفر کو
جی چاہتا ہے اور اندنون وسائل سفر بہی بہت آسان ہین اور اکثر میرے عنایت فرما
بہی مجہے بلاتے ہین مگر طاعون اور وبا و قحط جن سے ہر کوئی پناہ مانگتا ہے اندرون
ہندوستان پر نازل ہے کئی برس ہوے مین نے سفر کیا تہا اور کئی اپنی دوستون سے
ملا تہا اور اونکی صحبت سے لطف اوٹہایا تہا چنانچہ ایک صاحب جو نہایت زکی
الطبع اور فہمیدہ و سنجیدہ تھے اونکا ایک بیان جب یاد آتا ہے تو دعای خیر دل سے
نکلتی ہے بندہ علے - براہ مہربانی اونکے بیان کو بیان فرمائے اور اپنی دعائے
خیر مین مجہکو بہی شریک فرمائے - غلام مرتضی - وہ صاحب اثنا عشری تہی اور جب کا
وہ ذکر فرماتے تہے پوری طرح اپنے مذہب پر آگاہ نہ تہے مگر ایک عالم سے پڑہتے
تہے اور سسرال مین اپنی سے اونکی بی بی سنی المذہب تہین جبکہ اونکا حجاب معمولی
رفع ہوگیا تو اونکی بیوی نے اونسے کہا کہ ماشاء اللہ تم مین ہر طرح کی خوبیان تو جمع
ہین مگر ایک عیب ہے کاش وہ جاتا رہتا تو کیا خوب ہوتا اونہون نے جواب دیا
کہ جو عیب مجہہ مین ہے اوسپر مطلع کرو تو مین احسان مند ہونگا انسان دوسرون کے
عیب کو تو دیکہتا ہے مگر اپنے عیب کے دیکہنے کے لئے نہ عقل رکہتا ہے نہ آنکہہ پس
دوسرے کا عیب دیکہنا اور اپنا عیب نہ دیکہنا سخت معیوب ہے بلکہ **شعر**
ہنرے دیگران ندیدن عیب ٭ دیدن عیب خویشتن ہنرست - اگر مین اپنے
عیب پر مطلع ہونگا تو خوش ہونگا تم کہو **شعر** عیب ست نمایان سخن حق شنیدن ٭
درگوش بود پنبہ چو در دیدہ سفیدی - بی بی نے کہا کہ وہ عیب صرف یہ ہے کہ تم
رافضی ہو اور اصحاب کبار رسول مختار کو گالیان دیتے ہو اور بددعا اونکے حق مین
کرتے ہو تب میان نے کہا کہ لفظ رافضی جو میرے نسبت تمنے کہا اوسکو مین بفخر قبول

کرتا ہون اور مجھکو یقین ہے کہ اگر تم رافضی کے اصطلاح پر مطلع ہوتین تو مجکو بجاے رافضی کے باعتبار اپنے مذہب کے کوئی اور کلمہ کہتین مثل بیدین وغیرہ کے تو بہی مین برا نہ مانتا اسواسطے کہ ہر صاحب مذہب اپنے مذہب والونکو اچہا اور دوسرے مذہب والونکو گمراہ جانتا ہے اگر ایسا نہوتا تو کیون اختلاف مذاہب کا ہوتا مگر ہمارے مذہب کے احکام کچہ خلاف عقل نہین ہے بلکہ گناہ ہے کہ تم کسیکو گالیان دین فحش بکین لکر بد دعا کرنا جسکے معنی بیزاری کے ہین اونکے حقمین جنہون نے خدا اور رسول اور آل رسول کو ایذا دی لازم سمجہتے ہین اور تم بہی اس سے انکار نہین کرسکتین اوہماو کلام اللہ جسکے ہر لفظ کا پڑہنا عبادت ہے اور نکالو سورۂ احزاب اور پڑہو آیت وان اللہ ملائکتہ کو آخر آیت تک جسکے معنے آخر آیت کے یہ ہین کہ لعنت ہے اوپر کہ جنہون نے ایذا دی خدا اور رسول کو اور ہم رسول اللہ سے اونکے ال کو جدا نہین سمجہتے کیا تم یزید اور شمر کو اچھا سمجہکے اوپر لعنت نکروگے اور اون کو لائق دوزخ نہ سمجہوگی یقین ہے کہ ضرور سمجہوگی کہ اونہون نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا اور اہلبیت اطہار کو اذیت دی البتہ یہ عیب مجہہ مین ضرور ہے جسکو مین آپ نہین سمجہتا اگر یہ معیوب ہے تو تم چہڑا دو بی بی نے جواب دیا کہ ضرور یزید اور شمر اور اوسکی فوج کو ہم برا سمجہتے ہین اور وہ ضرور جہنم کے کندے ہونگے مگر ہم لعنت نہین کرتے مجکو معلوم ہے کہ افضل البشر بعد خیر البشر حضرت ابوبکر صدیق ہین اور جنہون نے دین اسلام کو رایج کیا اور لمر کفر کے توڑ کر عدل سے دنیا کو بہر دیا وہ حضرت عمر فاروق ہین اور جامع القران حضرت عثمان اور امیر معاویہ جنہون نے شام سے روم تک ہلا دیا اونکو تم برا کہتے ہو یزید و شمر سے اونکو کیا نسبت توبہ کرو تب مینے کہا کہ جب مین اپنے مذہب کو برا جان لون تو توبہ کرون جن صاحبونکی نام تمنے لئے اگر انکے نام اچھے ہین

تو پہلے یہ تم مجھے بتلا دو کہ ایسے نام مبارک تمہارے گھر مین تمہارے عزیزون مین
تمہارے محلہ مین تمہارے شہر مین کتنے صاحبون کے ہین مینے تو صرف ایک شہزادہ دہلی کا
نام ابو بکر مرزا البتہ سنا ہے اونکے سوا کسیکا اور نام بتلائے بی بی نے بہیر اغور و تامل کیا تو
دو تین نام عمر خان و عثمان خان بتلائے میان نے کہا کہ یہ تو پٹھان ہین تم ماشاء اللہ
سیدانی ہو سیدونکی طرف دیکھو اور اونمین کھوئی بی جب ہو نہین تو پھر مین نے کہا
کہ رات دن فقرا و سائلونکی صدا تم رات دن سنتی ہو گی کبھی تمنے جن صاحبون کے
نام لئے بھیک مانگنی مین کوئی بہی اونکا نام لیتا ہے پھر اسکو تصور کرو کہ محمد و علی
حسن و حسین علیہما السلام کے نامون پر تمہارے ہی خاندان مین کتنے نام ہین اور انہین
نامونکو لیلیے فقیر و محتاج سوال کرتے اور بھیک مانگتے ہین اب لگے ہاتہون یہ بہی
کہدو کہ آئے دن تمہارے یہان درود و فاتحہ ہوتا ہے تو کیون تمہارے گھر
محلے مین اون صاحبونکے روح پر ثواب پہونچنے کے واسطے نذر فاتحہ خیرات کیون
نہین ہوتی براہ مہربانی ان موٹی موٹی باتون کو تحقیق کرکے مجھے سمجھاؤ تب مجھے
توبہ کرنے کو کہو مین تمکو ہرگز تکلیف نہین دیتا کہ جس راہ کی تمکو تعلیم کی گئی ہے
اوس سے مڑو ہان اگر تم کچھ مجھ سے پوچھو گی تو چار ناچار مجھے کہنا پڑے گا غرضکہ
یون بی بی کے طعن سے نجات پائی اور میری خاموشی اور نرمی کا انجام یہ ہوا کہ
کہ میرے سسرال کے سب زن و مرد شیعہ ہو گئے حالانکہ مردون مین سب ذیعلم تھے
اور میرے مذہب کی کتابون کے مطالب مجھے سمجھانے مین حق تعالے نے
اونکو توفیق دی **بندہ علی** مجکو بہی ایسے ہی ایک حکایت معلوم ہے کہ کسینے
اس نیت سے کہ خلفاء اربعہ کو جناب رسولخدا کے ساتھ ملا کر پنجتن گنے کا موقع
پاوے جناب مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلے لکہنوی سے استفتا کیا کہ
پنجتن کی اصل شریعت مین ہے مگر مولوی صاحب نے جواب دیا کہ شریعت مین

کچھ اصل نہین ہے اگر وسائل ذرا بھی گنجایش پاتا تو مولوی جہانگیر خانصاحب کے طرح
دعاء وبا کو جسطرح اونہون نے ترمیم کر کے صفحہ ۹۵ اظہار الہدی پر دکھلایا ہے خلفاء
اربعہ کا نام رسولخدا کے ساتھ ضم کرتا مگر خیر سے خانصاحب نے بھی اون تین صاحبون کو
پنجتن مین نہین گنا بلکہ یون لکھا ہے کہ وبا کے زمانے مین جو دعا کہ حضرت پنجتن کے نام سے
لکھکر دروازون پر لگاتے ہین اوسمین خلفاء ثلثہ کا بھی ذکر ضرور ہے وہ دعا یہ ہے
اللھم لنا الشفاء الکرام الثمانیہ تطفی بہا حر الوبا والحاطمہ۔ المصطفی
والخلفاء الاربعة والحسن والحسین والفاطمہ لطیفہ سنا ہے کہ کسی واعظ نے
ایک تانتہ کے شیعہ جولاہی سے کہا کہ تم لوگ نہین سمجھتے کہ چارو صحابہ رسولخدا سے
اسطرح ملے ہوے ہین جسطرح پانچون اونگلیان جولاہی نے کہا کہ میان آپ
ٹھہرے مولوی اور مین اپنے وجاہل مین تو پنجتن اونہین کو سمجھتا ہون جنکا نام مشہور
ہین شعر خدا کے نور سے پیدا ہوے یہ پانچون تن ؛ محمد ست علی فاطمہ حسن حسین رسولخدا کے
ساتھ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو مباہلہ مین جناب رسولخدا
اوسکو شریک کرتے آپ جو کلمے کی اونگلی کو خلیفہ اول اور بیچ کی اونگلی کو خلیفہ ثانی اور تیسری
اونگلی کو خلیفہ ثالث اور چھنگلی کو حضرت علے اور رسولخدا کو انگوٹھا بتاتے ہین
اگر آپ اسپر مضبوط ہون تو خفا نہو جئے اور میرے مطلب کے موافق جو کہ مثال مجھے
سوجہے ہے اوسکو سنئے کہ جب ہم بالشت سی کوئی کپڑا ناپنے لگتے ہین تو انگوٹھا
اور چھنگلی تو ملجاتی ہین اور تینون خلفا کے نام کی اونگلیان الگ ہوجاتے ہین
واعظ صاحب نے کچھ سوچکے فرمایا کہ دیکھو نوالہ بنانے مین سب شریک ہوتی ہین
جولاہی نے کہا کہ آپ مالک ہین اور مین رعیت خفا نہو جئے یہ تو کچھ اچھی بات
نہوئی کہ کام کے وقت تینون الگ ہوجائین اور کہانیکے وقت ملجائین اب
سچو ہر مشکل کیا کہون مولوی صاحب آخر بے خفا ہوے رہے لطیفہ

ایک شخص کسی امر مذہبی مین مطعون تھے اور وہ در راہ ایک مکانکے دیوار کے
نیچے چلے جاتے تھے ا گوشے پر ایک شخص کے لڑکے کو پڑھاتے تھے چنانچہ
لڑکے سے اوستاد نے کہا کہو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم راہ رو تھے
اسکو طعن خیال کرکے کہا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم یہ سنکر استاد نے
کہا ثُمَّ رَدَدْنَاہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْن **دوسرا لطیفہ** ایک مسلمان
نے کسی مسلمان کے سامنے طنزاً کہا یالیتنی کنت ترابا سننے والے نے
کہا کہ پہلے کی عبارت ملا کر یون پڑہے یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا

تمّت

تاریخ چوبیسوین ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۱۹ ہجری مطابق
چوتھی تاریخ ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۲ع بروز شنبہ بمقام
لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیرگنج در مطبع اثنا عشری
بحسن اہتمام بندۂ ناچیز کمترین خیرخواہ
مومنین سید عابد علی
رضوی مطبوع
شد

فقط

اطلاع

چونکہ مصنف صاحب دام اقبالہ نے حق اس کتاب کا
راقم کو ہبہ کیا ہے لہذا کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نفرمائین
جسقدر نسخہ مطلوب ہون طلب فرمائین قیمت فی جلد ۱۲
راقم سید عابد علی رضوی محلہ فراشخانہ وزیر گنج لکھنؤ

S. Yusuf Ali Khan